FREE

اُردو کی درسی کتاب

نوائے اُردو - 2

جماعت دہم

URDU READER - X CLASS

V8F8C5

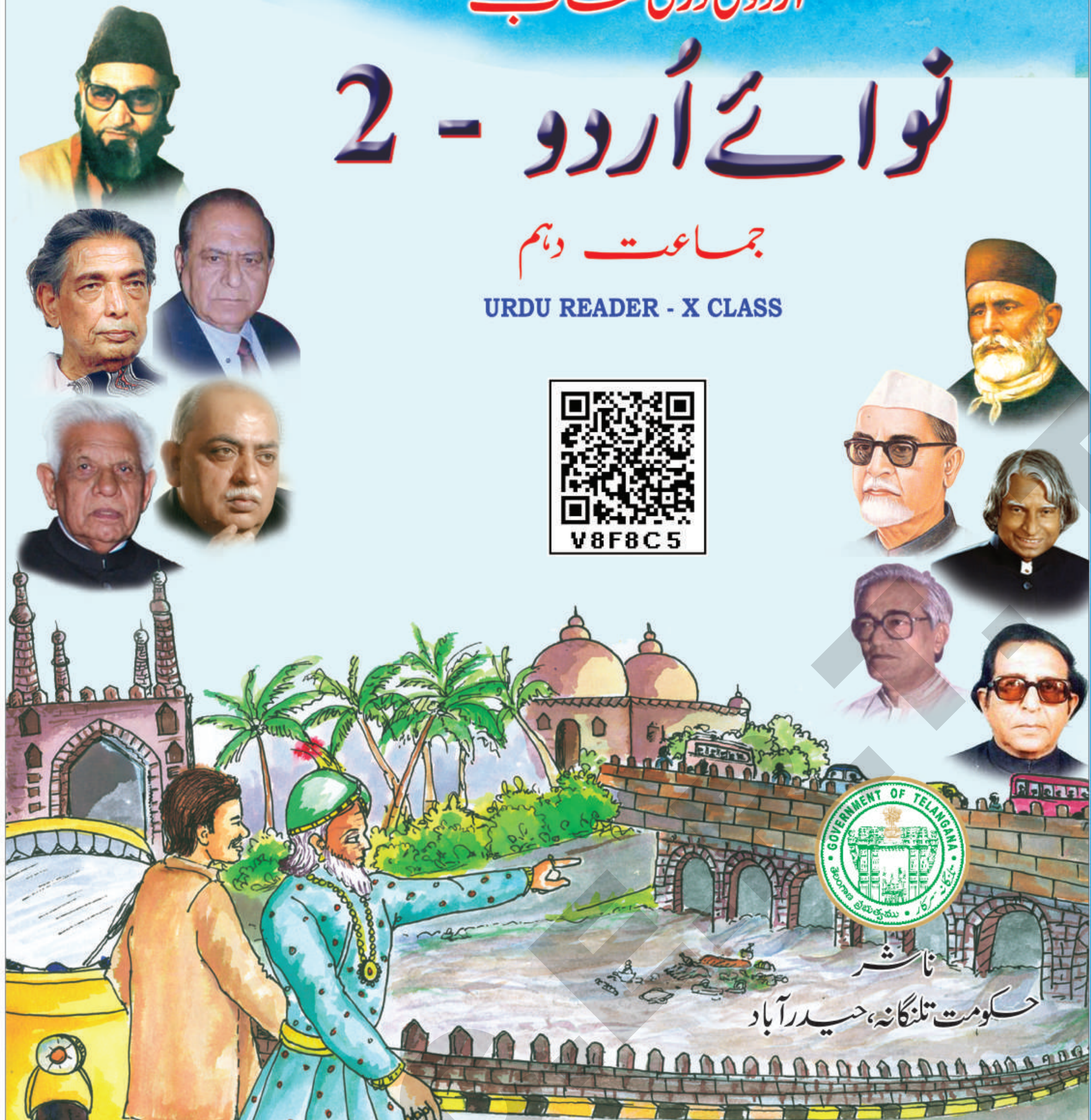

ناشر

حکومت تلنگانہ، حیدرآباد

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے

نوائے اردو - 2 جماعت دہم

URDU READER - X CLASS

IN ANY EMERGENCY
DIAL
100
TELANGANA POLICE
www.tspolice.gov.in
@ Telangana State Police

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت

تلنگانہ، حیدرآباد

حکومت تلنگانہ
محکمہ ترقی نسواں و بہبود اطفال - چائلڈ لائین فاؤنڈیشن
خطروں اور مشکلوں سے بچوں کے تحفظ کے لیے
جب اسکول یا اسکول سے باہر بدسلوکی ہو
جب افراد خاندان یا رشتہ دار بدتمیزی سے پیش آئیں
جب بچوں کو اسکول سے روک کر کام پر لگایا جائے
CHILD LINE 1098 NIGHT & DAY
24 گھنٹے قومی ہلپ لائین
مفت خدمات کے لیے (دس.......نو.......آٹھ) 1098 پر ڈائیل کریں

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے

SCERT TELANGANA

طلباء کے لیے ہدایات

☆ بچو! جماعت دہم کی اردو درسی کتاب میں جملہ 14 اسباق شامل ہیں۔ دریتیم (سیرت النبیؐ) کو سرسری مطالعہ میں شامل کیا گیا ہے۔

☆ ہر سبق کا آغاز "پڑھیے۔ سوچیے۔ بولیے" سے ہوتا ہے۔ اس کا مطالعہ کر کے سوالوں کے جواب سے متعلق کمرہ جماعت میں مباحثہ کریں۔

☆ سبق کا مقصد، سبق کی تفصیلات، شاعر کا تعارف پڑھ کر سمجھیں۔

☆ طلباء کے لیے ہدایات کے باکس میں دیئے گئے نکات پڑھ کر الفاظ کے معنی کتاب کی آخر میں دی گئی فرہنگ سے معلوم کریں۔

☆ آپ کے اساتذہ سبق کا متن تین یا چار دن میں پڑھائیں گے۔ اسی کی مناسبت سے سبق کی تقسیم پیریڈ واری کی گئی ہے۔ جس کی نشاندہی رومن اعداد (I,II,III) کے ذریعہ کی گئی ہے۔

☆ ہر سبق کے ہر ایک حصے میں متن کی تفہیم کے لیے اساتذہ آپ سے مباحثہ کریں گے۔ سبق کے درمیان میں سوچیے۔ بولیے باکس میں دیئے گئے سوال پڑھیے اور ان کے بارے میں تبادلہ خیال کریں۔ سبق کے دوران اس طرح مزید چند سوال اساتذہ آپ سے پوچھ سکتے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ اپنا اظہار خیال کریں۔

☆ سبق کے بعد "عنوان کے تحت مشقیں دی گئی ہیں" یہ "سمجھنا۔ اظہار خیال کرنا" اظہار مافی الضمیر، تخلیقی اظہار، زبان شناسی، لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام" کے عنوان سے ہیں۔ ان میں دیے گئے سوالوں کے جواب آپ خود سے غور کر کے لکھیں۔ اس کے لیے آپ گائیڈس، اسٹڈی میٹریل، کوئسچن بینک، اپنے دوستوں کی بیاض ہرگز نہ دیکھیں۔

☆ سمجھنا۔ اظہار خیال کرنا کے تحت دی گئی مشقیں آپ میں گفتگو کرنے اور پڑھ کر سمجھنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے ہیں۔ ان کے تحت اشعار کی تشریح کرنا، ان دیکھا متن پڑھ کر سوالوں کے جواب لکھنا، سبق پڑھ کر سمجھنے کے لیے موزوں مشقیں شامل ہیں۔ ان کو پڑھ کر سمجھتے ہوئے خود سے لکھنا چاہیے۔

☆ تخلیقی اظہار کے تحت دی گئی مشقوں میں ایسے سوالات جن کے جواب سوچ کر لکھنا چاہیے۔ اس طرح اس میں دیے سوالوں کے جواب خود سے لکھنے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے آپ اپنے معلم کی مدد لیں۔

☆ زبان شناسی کے تحت دی گئی لفظیات کی مشقیں حل کرنے کے لیے لغت اور کتاب کے آخر میں دی گئی فرہنگ کا استعمال کر سکتے ہیں۔

☆ ہر سبق میں دیئے گئے منصوبہ کام آپ خود کریں۔ اس کے لیے مدرسہ کی لائبریری جانے اور کتابوں کا مطالعہ کرنے کی عادت بنالیں۔ ضروری ہو تو انٹرنٹ کے ذریعہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

☆ مدرسہ کی سطح پر آخری جماعت دہم ہے۔ اس کے لیے بورڈ امتحان منعقد کیا جاتا ہے۔ بورڈ امتحان میں دیئے جانے والے سوال ہو بہو کتاب کے سوال نہیں ہوں گے۔ بلکہ اسی انداز کے سوال کئے جائیں گے۔ لہٰذا درسی کتاب کے ہر سبق میں دی گئی مشقیں آپ خود سے کریں ایسی صورت میں ہی بورڈ امتحان اچھی طرح لکھ سکتے ہیں۔ اس کے بجائے کتاب کا مواد رٹنے یا دیکھ کر لکھنے سے دور رہیں ورنہ آپ کو مشکل ہوگی۔

☆ اس کتاب میں حصول طلب استعداد سے متعلق صفحہ بھی موجود ہے۔ اس صفحہ میں تعلیمی سال کی تکمیل تک آپ کو کیا حاصل کرنا ہے ساری تفصیلات درج ہیں۔ ان تفصیلات کو پڑھیے جیسے جیسے اسباق کی تکمیل ہوتی جائیگی اس کے مطابق آپ کیا کر سکتے ہیں کیا نہیں اپنا جائزہ خود لیں۔

☆ ایک سبق کی تدریس کے لیے کم از کم 12 پیریڈ درکار ہونگے۔ محرکہ اور سبق کے متن کی تدریس کے لیے 5 پیریڈس درکار ہونگے اسی طرح ہر ایک مشق کی تدریس کے لیے کم از کم ایک پیریڈ درکار ہوگا۔ لہذا جب مشقوں سے متعلق تدریس کی جارہی ہو اسے غور سے سنیں اور اسکول ہی میں ان مشقوں کو حل کریں۔

☆ آپ کو خاموشی کے ساتھ سبق سننا نہیں ہے بلکہ جہاں کہیں بھی کوئی بات سمجھنے سے قاصر ہوں اس بارے میں اپنے معلم سے سوال کریں اور اپنی لسانی استعداد کو فروغ دیں۔

اُردو دنیا کی چند مایہ ناز ہستیاں

ملا وجہی
1253 - 1324

خواجہ میر درد
1721 - 1785

میر حسن
1736 - 1786

آتش
1778 - 1846

ناسخ
1786 - 1828

پنڈت دیا شنکر نسیم
1811 - 1845

امیر مینائی
1828 - 1900

جلیل مانک پوری
1866 - 1946

نظم طباطبائی
1854 - 1933

صفی لکھنوی
1862 - 1950

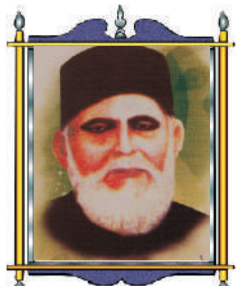
ریاض خیر آبادی
1853 - 1834

آرزو لکھنوی
1882 - 1951

اصغر گونڈوی
1884 - 1936

شیخ محمد ابراہیم ذوق
1788-1854

سلیمان خطیب
1922 - 1978

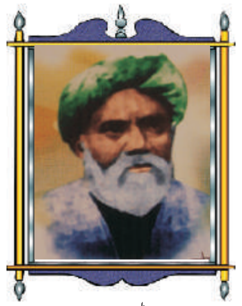
ڈپٹی نذیر احمد
1830 - 1912

S.C.E.R.T. TELANGANA

نوائے اُردو - 2

اُردو کی درسی کتاب

جماعت دہم

Urdu Reader - X Class

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ایس اے شکور، صدر شعبہ اُردو، نظام کالج، عثمانیہ یونیورسٹی و ڈائرکٹر/سکریٹری اُردو اکیڈیمی، تلنگانہ حیدرآباد

مدیران

ڈاکٹر محمد علی اثر،
موظف پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

ڈاکٹر حبیب نثار
اسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اُردو، حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی، حیدرآباد

ڈاکٹر سید مسعود حسن جعفری
موظف اسوسی ایٹ پروفیسر کاکتیہ یونیورسٹی، ورنگل

جناب سلیم اقبال
پرنسپل ڈی۔ایڈ، المدینہ کالج آف ایجوکیشن، محبوب نگر

جناب سید جلیل الدین
صدر مدرس گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول میسرم بارکس، حیدرآباد

جناب محمد امیر حمزہ
صدر مدرس گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول، کوٹلہ عالیجاہ، حیدرآباد

ماہر مضمون

جناب سورنا وینا ئک، کوآرڈینیٹر، شعبہ نصاب و درسی کُتب، SCERT، تلنگانہ، حیدرآباد۔

کوآرڈینیٹر

جناب محمد افتخار الدین شاذ کوآرڈنیٹر، ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت تلنگانہ، حیدرآباد

کمیٹی برائے فروغ و اشاعت درسی کتاب

شری۔جی۔گوپال ریڈی
ڈائرکٹر
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت
تلنگانہ، حیدرآباد

ڈاکٹر این۔اوپیندر ریڈی
پروفیسر شعبہ نصاب و درسی کتب
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت
تلنگانہ، حیدرآباد

شری۔بی۔سدھاکر
ڈائرکٹر
گورنمنٹ ٹکسٹ بک پریس
تلنگانہ، حیدرآباد

QR کوڈ ٹیم

P9C5U9

ناشر حکومت تلنگانہ

تعلیم کے ذریعے آگے بڑھیں
صبر و تحمل سے پیش آئیں

قانون کا احترام کریں
اپنے حقوق حاصل کریں

”سارے جہاں میں دھوم اُردو زباں کی ہے“

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 23-2022

© Government of Telangana, Hyderabad.

First Published 2014
New Impressions - 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022

All rights reserved.

No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.

The copy right holder of this book is the Director of School Education, Hyderabad, Telangana .

This Book has been printed on 70 G.S.M. Maplitho,
Title Page 200 G.S.M. White Art Card

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 23—2022

S.C.E.R.T. TELANGANA

Printed in India
at **Telangana State Govt. Text Book Press,**
Mint Compound, Hyderabad,
Telangana State.

پیش لفظ

اسکولی تعلیم کا آخری مرحلہ جماعت دہم ہے۔ تحتانوی سطح سے لسانی درسی کتابوں کی تدوین کا عمل غور وفکر کو فروغ دینے، اظہار خیال کو ترجیح دینے جیسے اہم مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ جماعت دہم کی تکمیل تک بچوں میں ایسی صلاحیتیں فروغ پانی چاہیں جن کی بنا پر پڑھے اور سنے ہوئے مواد سے متعلق تنقیدی طور پر غور وفکر کر سکیں اور صحیح رائے یا نظریہ قائم کر سکیں۔ اور وہ اس بات کے بھی قابل ہوں کہ موقع و محل کے اعتبار سے مروجہ زبانی تحریری اصناف / موضوعات کو سمجھتے ہوئے ان کا استعمال کر سکیں۔ ادب کے مطالعے کے ذریعے زبان کی خوبصورتی، طرز تحریر، شعراء اور مصنفین کی توصیف بیان کر سکیں۔ تنقیدی نقطہ نظر سے تجزیہ کر کے مختلف تصانیف کے متون کے خلاصے و گہرائی کو سمجھ سکیں۔ مطالعہ کو ایک عادت میں بدلتے ہوئے اعلیٰ شخصیت و اقدار کو فروغ دیتے ہوئے اپنے علمی دائرے کو وسعت دے سکیں۔ اس کے حصول کے لیے مختلف موضوعات پر مبنی زائد از نصاب مواد کا مطالعہ کرنے، ماہرین مضمون ولسانیات سے گفتگو کرنے کی عادت بنائیں۔ مادری زبان کے قاعدے، اصول وضوابط کی بنیاد پر دیگر زبانوں کو سمجھ سکیں۔

مذکورہ بالا تمام باتوں کے حصول میں معاون جماعت دہم کی درسی کتاب ''نوائے اُردو—2 کے عنوان سے مرتب کی گئی ہے۔ یہ کتاب اس طرح ترتیب دی گئی ہے کہ جماعت نہم میں حاصل کردہ لسانی استعداد اور تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کی مزید صراحت انسانی اقدار، انسانی تعلقات، خواتین کے تئیں احترام، محنت کشوں کا احترام جیسے اقدار کے فروغ میں معاون اسباق کا انتخاب قدیم اور جدید ادب سے کیا گیا ہے۔ ان اسباق کا انتخاب قدرتی مناظر کی منظر کشی، اقدار، تحریک، تنقید، تہذیب، خواتین کا احترام، سائنسی مشاہدات، سماجی خدمات، خواتین کی بااختیاری، طنز ومزاح جیسے موضوعات کی بنیاد پر کیا گیا ہے اس درسی کتاب کے اسباق نظم، قصیدہ، انشائیہ، تقریر، انٹرویو اور خودنوشت سوانح حیات وغیرہ جیسی اصنافِ ادب پر مشتمل ہیں۔

ہر سبق میں استعداد کے حصول میں معاون مشغلے ''یہ کیجیے'' عنوان کے تحت شامل کیے گئے ہیں، یہ مشغلے غور وفکر کرنا، ردعمل ظاہر کرنا، اظہار خیال کرنا، مختلف زاویوں سے تجزیہ کرنا، غور وفکر کرنا، مناسب وجوہات پیش کرنا، مربوط کرنا، تخلیقی وتوصیفی انداز میں اظہار کرنا جیسی نوعیت کے حامل ہیں۔ یہ مشغلے بچوں کو درسی کتاب سے پرے مطالعہ مواد کی جانب راغب کرنے والے ہیں۔ متن کو سمجھنے میں معاون فرہنگ بھی کتاب کے آخر میں شامل کی گئی ہے۔

اسباق کے متن و مشغلوں کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ اساتذہ سبق کی تدریس، تدریسی مدارج کے مطابق کر سکیں۔ حصہ نظم ونثر علاحدہ کرتے ہوئے اسباق کی نوعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سلسلہ وار ترتیب دیا گیا ہے۔ قواعد کے اصولوں کو بہ آسانی سمجھنے کے لیے مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ زبان کی تدریس کرنے والے معلمین راست طور پر سبق کی تدریس شروع کرنے کے بجائے سبق سے پہلے دیئے گئے موضوعات سے آغاز کریں۔ بحث ومباحثہ کے ذریعے سبق کی تفہیم کرواتے ہوئے مشغلوں کا اہتمام کریں۔ اسباق میں شامل محاوروں، الفاظ کے رشتوں، اہم پیغام کو پہنچاتے ہوئے جملوں، واقعات کے بارے میں موثر بحث ومباحثہ کے ذریعے مفہوم کو سمجھیں اور تنقیدی نقطہ نظر کو فروغ دیں۔ لسانی استعداد کے حصول میں معلم کے لیے درسی کتاب صرف ایک معاون کردار ادا کرے گی۔ تدریس کے لیے حوالہ جاتی کتب اور اسکول کی لائبریری کا استعمال خود کرتے ہوئے ایسا ماحول فراہم کریں کہ بچے بھی ان کا استعمال کریں تاکہ لسانی ماحول پیدا ہو سکے۔ اس درسی کتاب کی ترتیب میں شریک کمیٹی کے اراکین، ماہرین مضمون، اساتذہ، مضورین اور صلاح ومشورہ دینے والے افراد کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس بات کی امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب بچوں میں لسانی دلچسپی وادبی ذوق پیدا کرے گی ساتھ ہی ساتھ لسانی استعداد کے حصول میں تعاون کرتے ہوئے اعلیٰ اقدار کے حامل افراد کے طور پر ابھرنے میں بھی معاون ہوگی۔

Energized text book، طلبا کو تصورات کے تعلق سے واضح طور پر، درست اور موثر انداز میں سمجھنے میں معاون ہوگی۔ QR کوڈ کے تحت مواد کو کسی بھی اسمارٹ فون کی مدد سے پڑھا جا سکتا ہے یا LCD پروجیکٹر/ کے یان کے ذریعہ اسکرین پر دکھایا جا سکتا ہے۔ QR کوڈ میں موجود معلومات بہت حد تک وڈیوز، انیمیشن اور سلائیڈس پر مبنی ہوں گی۔ یہی نہیں بلکہ یہ معلومات درسی کتب میں موجود معلومات سے زائد ہوں گی۔

یہ اضافی معلومات بچوں کو تصورات کو واضح طور پر سمجھنے میں اور اساتذہ کو بچوں کے ساتھ ہونے والے باہمد گیر عمل کو معنی خیز بنانے میں معاون ہوں گی۔ ہر باب کے آخر میں ایک علاحدہ QR کوڈ کے تحت سوالات دیئے گئے ہیں۔ جو طلبا کی جانب سے حاصل کردہ آموزشی ماحاصل کے سطح کی جانچ کر سکتے ہیں۔

طلبا اور اساتذہ سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ QR کوڈ کے تحت دستیاب مواد کا بہترین استعمال کریں گے اور اپنے کمرے جماعت میں ہونے والے باہمد گیر عمل کو خوشگوار اور بصیرت افروز بنائیں گے۔

تاریخ : 16-10-2012
مقام : حیدرآباد

جی گوپال ریڈی، ڈائرکٹر،
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت،
ریاست تلنگانہ، حیدرآباد۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 23-2022

اساتذہ کے لیے ہدایات

☆ اس کتاب سے مکمل استفادہ کرنے کے لیے ''پیش لفظ'' کتاب کے ذریعے حصول طلب استعداد' کا ضرور مطالعہ کریں۔

☆ ''طلباء کے لیے ہدایات'' کا پہلے آپ مطالعہ کیجیے۔ پھر طلبا کو پڑھنے کے لیے کہیے۔ اور یہ دیکھیں طلباء نے ان ہدایات کو سمجھا ہے یا نہیں۔

☆ اس کتاب کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ تدریس 180 پیریڈس میں مکمل ہو۔ اس میں سے 168 پیریڈس اسباق کی تدریس کے لیے اور باقی پیریڈس سرسری مطالعہ کے ابواب پر مباحثہ کے لیے استعمال کیے جائیں۔

☆ ایک سبق کے لیے اوسطاً 12 پیریڈ کافی ہو جائیں گے

☆ ان میں پڑھیے، سوچیے، مقصد/ پس منظر، شاعر یا مصنف کے تعارف اور طلباء کے لیے درج ہدایات' میں موجود مشاغل کے لیے دو پیریڈ استعمال کیے جائیں۔

☆ بحث و مباحثہ کے ذریعہ سبق کی تفہیم کے لیے سبق کے متن کو 2 تا 4 حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ان حصوں کو رومن اعداد سے ظاہر کیا گیا ہے۔

☆ ''یہ کیجیے'' کے عنوان کے تحت دی گئی مشقوں کی تکمیل کے لیے 7 پیریڈ استعمال کیے جائیں۔ ''سمجھنا اور ردعمل کا اظہار'' کی مشقوں کے دو پیریڈ، اظہار مافی الضمیر اور تخلیقی صلاحیت'' کے لیے دو پیریڈ زبان شناسی کے تحت دی گئی ''لفظیات اور قواعد'' کی مشقوں کے لیے دو پیریڈ، منصوبہ کام کی پیشکشی اور مباحثہ کے لیے ایک پیریڈ مختص کیے جائیں۔

☆ سبق کے ابتدا میں ''پڑھیے۔ سوچیے اور بولیے'' سے متعلق مشق کو پوری جماعت کے لیے ''گروہی مشغلہ'' کے طور پر تکمیل کروائیں۔

☆ سبق کے پس منظر/ مقصد، ماخذ، شاعر یا مصنف کے تعارف کا طلباء سے مطالعہ کروا کر مباحثہ کروائیں۔

☆ ''طلباء کے لیے ہدایات'' کے تحت دیئے گئے امور کو انفرادی مشاغل کے طور پر تکمیل کروائیں۔ اس کے لیے کمرہ جماعت میں لغت ضرور فراہم کی جائے۔

☆ مواد سبق کی تفہیم کے لیے سبق کی مناسبت سے مباحثہ کے طریقے سوال جواب کے طریقے، مظاہراتی طریقے، کہانی کے طریقے اور ڈرامے/ اداکاری کے طریقے کو استعمال کیا جائے۔ سبق کے درمیان میں ''سوچیے اور بولیے'' عنوان کے تحت جو سوالات دیئے گئے ہیں وہ تفہیمی سوالات ہیں۔ انہیں سبق کی تدریس کے دوران پوچھا جاے۔ سوچ کر جواب دینے کے لیے کہا جاے۔

☆ تدریس سبق سے مراد اسکی توضیح ہی نہیں ہے بلکہ اس میں موجود اقدار، شاعر/مصنف کے نقطہ نظر اور باطنی معنیٰ کو طلباء کو سمجھنے کے قابل بنانا ہے۔ اس کے لیے غور و فکر پر مبنی سوالات کئے جائیں۔

طلبا کو اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کے لیے کہا جاے۔ ہم عصر امور سے مطابقت پیدا کی جاے اور مختلف زاویوں سے اس کا تجزیہ کیا جاے۔

☆ ''یہ کیجیے'' کے تحت موجود مشقین طلباء میں لسانی استعداد کو فروغ دینے کے مقصد سے رکھی گئی ہیں۔ انکی تکمیل طلباء کے ذریعہ ہی کروائی جاے۔

☆ ایک ایک مشق کے لیے ایک ایک پیریڈ مختص کیا گیا ہے۔ لہذا مختص شدہ پیریڈ میں اس مشق کو کیسے کیا جاے سمجھایا جاے اور طلبا کے تحریر کردہ کام کا جائزہ لے کر اسکی تصحیح کریں۔

☆ دسویں کے امتحانات چونکہ بورڈ امتحانات ہوتے ہیں۔ اس لیے طلباء کو خود سے لکھنے کے لیے حوصلہ افزائی کرنا چاہیے۔ گائیڈ، اسٹڈی میٹریل، کوسچن بنک وغیرہ کے استعمال کو روکنا چاہئے۔ کیونکہ بورڈ امتحانات میں دیئے جانے والے سوالات ہو بہو کتابی سوالات نہیں ہوں گے۔

سبق میں موجود مشقوں کو از خود کرنے والے طلباء ہی ان سوالات کے جواب تحریر کر سکتے ہیں۔

☆ ''سمجھنا اور ردعمل کا اظہار'' مشق کے تحت سننا، بولنا سے متعلق سوالوں کے مشغلے کا اہتمام کل جماعت کے طور پر کریں۔ ''پڑھنا۔ سمجھنا'' سے متعلق مشغلوں کا اہتمام انفرادی طور پر کریں۔ سبق پڑھ کر جواب لکھیے، مشق سے متعلق سوالات انفرادی، گروہی طور پر حل کروائیں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

☆ ''اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی اظہار''، مشق کے تحت سوالات خود لکھنا' تخلیقی صلاحیت کا اظہار' توصیف جیسی استعداد سے متعلق ہیں۔ان میں مختصر جوابی اور طویل جوابی سوالوں کے جواب لکھوانے سے قبل کل جماعت میں ان سے متعلق مباحثہ کروائیں۔ اس کے بعد انفرادی طور پر لکھوائیں اور پڑھوائیں۔ بچوں کے لکھے ہوئے جوابات میں الفاظ' جملوں اور املا کی غلطیوں کی تصحیح کریں۔

☆ تخلیقی اظہار سے متعلق سوالوں کے جواب لکھنے سے قبل بچوں کو مختلف مثالوں کے ذریعہ سمجھائیں۔ گروہی طور پر جواب لکھوائیں۔ بحث ومباحثہ کے ذریعہ اس کی تصحیح کریں۔اس کے بعد انفرادی طور پر لکھنے کے لیے کہیں۔

☆ منصوبہ کام کے تحت بھی یہی طریقہ اپنائیں۔

☆ سبق کی تکمیل سے مراد ''پڑھیے- سوچیے – بولیے'' سے لیکر سبق کے آخر میں دیے گئے تمام امور کا اہتمام منصوبہ بند طریقے سے کرتے ہوئے ان سے متعلق معلومات پہنچائیں۔اساتذہ اس کے مطابق تیاری کریں۔

☆ اسکے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ سالانہ منصوبہ اور منصوبہ سبق تیار کرلیں۔

☆ سالانہ منصوبہ میں حسب ذیل نکات شامل ہیں۔

1) جماعت 2) مضمون 3) پیریڈ کی تعداد 4) تعلیمی سال کے اختتام تک حصول طلب استعداد 5) مہینہ واری اسباق کی تقسیم

مہینہ	سبق	پیریڈ کی تعداد	تدریسی حکمت عملی	ضروری وسائل/ اشیاء	زائد نصابی سرگرمیاں

6) معلم کا ردعمل 7) صدر مدرس کے مشورے و ہدایات

☆ ایک سبق کو پیش نظر رکھ کر منصوبہ سبق حسب ذیل طریقہ پر تیار کرلیں۔

1) سبق کا نام 2) درکار پیریڈ 3) سبق کے ذریعہ حصول طلب استعداد 4) پیریڈ واری تقسیم

پیریڈ کی تعداد	تدریسی نکات	تدریسی حکمت عملی	تدریسی واکتسابی اشیاء	جانچ

5) معلم کی تیاری زائد معلومات کا حصول 6) معلم کا ردعمل

☆ ہر پیریڈ میں تدریسی مدارج کا اہتمام اس طرح کریں۔

I۔ **تعارف:** گفتگو' محرکہ' عنوان اخذ کروانا' مقصد' شاعر/مصنف کا تعارف یا گفتگو' اعادہ'

II۔ **سبق کی تدریس- مباحثہ' تفہیم:** طلباء کی بلند خوانی' معلم کی مثالی بلند خوانی' خاموش خوانی' حل لغات' سبق کے متن پر مباحثہ' تفہیم' استعداد کی مشق

III۔ **بچوں کی تفہیم- جائزہ:** IV۔ **جانچ:**

☆ لسانی تدریس صرف درسی کتاب تک محدود نہ ہو۔اس بات کو یقینی بنائیں کہ بچے اسکول کی لائبریری سے' انٹرنیٹ' میگزین' اخبارات' بچوں کا ادب وغیرہ کا استعمال کریں۔

☆ کمرہ جماعت میں ایسا ماحول فراہم کریں کہ بچے آزادانہ طور پر گفتگو و سوالات کرسکیں۔

☆ کمرہ جماعت میں لسانی ماحول فراہم کرنے کے لیے درکار لغت' شعراء کی سوانح حیات' سمعی وبصری آلات اکٹھا کریں اور ان کا استعمال کریں۔ اسکول کی ترقی میں معاون سرگرمیاں جیسے لسانی میلے' لسانی جشن' بچوں کا مشاعرہ' تقریری وتحریری مقابلے' سالانہ جلسے وغیرہ کا اہتمام کریں۔

☆ بچوں کی جانب سے تخلیق کردہ چیزوں کو اکٹھا کریں اور کمرہ جماعت میں انکا مظاہرہ کریں۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 23-2022

S.C.E.R.T. TELANGANA

دُعا

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنّا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہوجائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہوجائے

ہو مرے دم سے یوں ہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو

– علامہ اقبال

ترانۂ ہندی

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا

گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

– علامہ اقبال

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 23-2022

قومی ترانہ

– رابندرناتھ ٹیگور

جن گن من ادھی نایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا، دراوڑ، اتکل، ونگا
وندھیا، ہماچل، یمنا، گنگا، اُچ چھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے، تواشبھ آشش ماگے
گاہے تو جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیا ہے، جیا ہے، جیا ہے
جیا جیا جیا جیا ہے

عہد

– پیڈیمرّی وینکٹا سباراؤ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ تمام ہندوستانی میرے بھائی، بہن ہیں۔ مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور میں اس کے عظیم اور گوناگوں ورثے پر فخر کرتا ہوں/کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کرتا رہوں گا/کرتی رہوں گی۔ میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزت کروں گا/کروں گی اور ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں جانوروں کے تئیں رحم دلی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں اپنے وطن اور ہم وطنوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں/کرتی ہوں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 23-2022

اسمائے مرتبین

جناب تقی حیدر کاشانی، لکچرر
گورنمنٹ ڈائیٹ وقار آباد، رنگاریڈی۔

جناب محمد افتخار الدین شاذؔ کوآرڈنیٹر'
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت تلنگانہ' حیدرآباد۔

جناب فضل احمد اشرفی، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ بوائزہائی اسکول، کوٹلہ عالیجاہ، حیدرآباد۔

جناب محمد تاج الدین احمد، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول حسینی علم (نیو)، حیدرآباد۔

جناب محمد عبدالمعز، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ ہائی اسکول سواران' کریم نگر۔

جناب سید اصغر، ہیڈماسٹر
گورنمنٹ ہائی اسکول شیوانگر، ورنگل۔

جناب محمد ظہیرالدین، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد بوائزہائی اسکول' آرمور' ضلع نظام آباد۔

محترمہ سیدہ شہلا ، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ ہائی اسکول دھول پیٹ، حیدرآباد۔

جناب سید وارث احمد، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول' پونگانور' ضلع چتور۔

مصور

شری۔سی۔اچ۔وینکٹ رمنا'
پرائمری اسکول' ویرانائیک ٹانڈا' جاجی ریڈی گوڑم' نلگنڈہ۔

شری۔ین۔وشنووردھن نائیڈو
منڈل پریشد پرائمری اسکول' اوبلاپور' ضلع محبوب نگر۔

شری۔ٹی۔وی۔رام کشن
ڈرائینگ ماسٹر' ضلع پریشد ہائی اسکول' تڑکاپلی' ضلع میدک

معاون

جناب معزالدین صاحب
محاسب' یس۔سی۔ای۔آر۔ٹی' تلنگانہ' حیدرآباد۔

ڈی۔ٹی۔پی۔اینڈ لے آؤٹ ڈیزائننگ

جناب محمد ایوب احمد، ایس.اے.، ضلع پریشد ہائی اسکول آتما کور (اُردو)، آتما کور، ضلع محبوب نگر۔

جناب ٹی محمد مصطفےٰ، حبیب کمپیوٹرس اینڈ ڈی ٹی پی آپریٹرس، بھولکپور' مشیرآباد' حیدرآباد۔

جناب شیخ حاجی حسین ۔امپرنٹ کمپیوٹیک، دلکش نگر، میڈ چل، حیدرآباد-18

جناب محمد ذکی الدین لیاقت ۔ممتاز کمپیوٹرس، شاہ گنج، حیدرآباد۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

فہرست مضامین

شمار	عنوانِ سبق	شاعر/مصنف	صنف	موضوع	ماہ	صفحہ نمبر
.1	نعت	خواجہ الطاف حسین حالؔی	نعت	مدحتِ رسولؐ	جون	1
.2	شہروں میں چاند کو کوئی ماما نہیں کہتا	منور راؔنا	انشائیہ	سماجی اقدار	جولائی	13
.3	قصیدہ	شیخ ابراہیم ذوقؔ	قصیدہ	مداح سرائی	جولائی	25
.4	قلی قطب شاہ کا سفر نامہ	پدم شری مجتبیٰ حسین	سفرنامہ	طنز و مزاح	اگست	37
.5	البیلی صبح	جوشؔ ملیح آبادی	نظم	مناظر فطرت	اگست	51
.6	وطن کی خدمت کے ڈھنگ	ڈاکٹر ذاکر حسین	تقریر	حب الوطنی	ستمبر	61
.7	غزل	مرزا اسد اللہ خان غالبؔ	غزل	استحسان ادب	ستمبر	71
.8	دوسرا موسم	کشمیری لال ذاکرؔ	افسانہ	انسانی اقدار	اکتوبر	79
.9	عورت	کیفی اعظمی	نظم	خواتین کی بااختیاری	نومبر	91
.10	ترغیب	ڈاکٹر عبد الکلام	سوانح حیات	شخصیت کی نشوونما	نومبر	101
.11	غزل	پروفیسر مغنی تبسّمؔ	غزل	استحسان ادب	ڈسمبر	113
12	جانور انسان سے ناراض ہیں	ڈاکٹر شبیر صدیقی	مضمون	جانوروں سے ہمدردی	ڈسمبر	121
.13	خون کا رنگ	بیکلؔ اُتساہی	گیت	فرقہ وارانہ ہم آہنگی	جنوری	133
.14	گوپی چند نارنگ سے انٹرویو	پروفیسر گوپی چند نارنگ	انٹرویو	لسانی دلچسپی	فروری	142

سرسری مطالعہ

- دریتیم (سیرت النبی ﷺ) - ماہر القادری 152
- فرہنگ 210

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2022-23

تعلیمی سال کے تکمیل پر طلبا میں مطلوبہ استعدادیں

(I) سمجھنا۔ردعمل ظاہر کرنا

اس کے تحت ''سننا۔ بولنا' روانی سے پڑھنا' فہم حاصل کرنا اور اظہارِ خیال کرنا'' جیسی استعداد شامل ہیں۔ان میں بچے حسب ذیل امور کے حامل ہوں

- ☆ سنے اور پڑھے ہوے مواد کو سمجھنے' اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ تائید یا مخالف کرتے ہوے گفتگو کرنے' وجوہات بیان کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ اپنے پسندیدہ واقعات سے متعلق اپنے احساسات کو بیان کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ نظموں کے خلاصے' اشعار کی تشریح' کہانیاں اور افسانے اپنے الفاظ میں کہنے کے قابل ہوں۔
- ☆ تقریری مقابلوں میں حصہ لینے' دیے گئے موضوع پر برمحل تقریر کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ سبق پڑھ کر محاوروں اور ضرب الامثال کی نشاندہی کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ متن کے حوالے سے تشریح کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ کرداروں کی نوعیت سے متعلق جدول تیار کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ تشریح کے اعتبار سے اشعار کی نشاندہی کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ تفصیلات کی بنیاد پر جدول تیار کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ پڑھے ہوے مواد سے کلیدی الفاظ کی نشاندہی کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ پیراگراف پڑھ کر عنوان تجویز کرنے' عنوان کے اعتبار سے پیراگراف کی نشاندہی کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ ان دیکھا متن پڑھ کر سوالوں کے جواب لکھنے اور سوالات تیار کرنے کے قابل ہوں۔

(II) اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی صلاحیت کا اظہار

اس کے تحت ''خود لکھنا' تخلیقی اظہار' توصیف'' جیسی استعداد شامل ہیں۔ان میں بچے حسب ذیل امور کے حامل ہوں۔

- ☆ وجوہات مفصل طور پر لکھنے کے قابل ہوں۔
- ☆ اپنے خیالات کو تحریر کرنے' پسند ناپسند لکھنے کے قابل ہوں۔
- ☆ مصنف کے خیالات سمجھتے ہوے بیان کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ تائید یا مخالفت کرتے ہوے لکھنے کے قابل ہوں۔
- ☆ قدرتی مناظر بیان کرتے ہوے لکھنے کے قابل ہوں۔
- ☆ طرز تحریر کی ستائش کرنے' مضمون لکھنے' رقیوں کی تیاری' انٹرویو کے لیے ستائشی/توصیفی سوالناموں کی تیاری' اشعار لکھنے' توصیفی سند لکھنے' اخبار کے لیے خط لکھنے' ادبی مضامین اور مکالمے لکھنے کے قابل ہوں۔تخلیقی مکالمے' افسانے لکھنے کے قابل ہوں۔

(III) زبان شناسی

یہ ''لفظیات اور قواعد'' سے متعلق ہے۔پچھلی جماعت میں بچے جو سیکھ چکے ہیں ان کے علاوہ حسب ذیل امور کے حل کرنے کے قابل ہوں۔

- ☆ الفاظ کے معنی' مترادفات لکھنے کے قابل ہوں
- ☆ دیے گئے الفاظ کو اور محاوروں کو موثر انداز میں جملوں میں استعمال کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ روزمرہ زندگی میں موقع ومحل کے اعتبار سے مناسب الفاظ کا استعمال کرنے کے قابل ہوں۔
- ☆ رموز واوقاف' حروف شمسی' حروف قمری'' علم عروض کے بنیادی معلومات اور علم البیان سے واقف ہوں۔

(IV) منصوبہ کام

یہ مختلف صلاحیتوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔اس کے ذریعہ مختلف صلاحیتوں کو موقع ومحل کے اعتبار سے استعمال کرنے کی صلاحیت بچوں میں پیدا ہوتی ہے۔اس کے تحت کہانیاں' نظمیں' شعرا و مصنفین کی تفصیلات' سماجی بھلائی میں حصہ لینے والوں کی تفصیلات' ان کی طرز زندگی' تبصرے وغیرہ جمع کر کے رپورٹ تیار کر کے پیش کرنا۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2022-23

1

نعت

خواجہ الطاف حسین حالؔی

پڑھیے۔سوچیے بولیے

ہر مرغ چمن ہے نغمہ سرا
سبحان اللہ ' سبحان اللہ
سنتا ہے خداے ہر دوسرا
سبحان اللہ ' سبحان اللہ

کون اس کو بھلا پہچان سکے
کون اس کی حقیقت جان سکے
میں اور کروں تعریف خدا
سبحان اللہ ' سبحان اللہ

S.C.E.R.T. TELANGANA

سوالات

1. ان اشعار میں کس ذات کی تعریف بیان کی گئی ہے؟
2. مرغ چمن سے کیا مراد ہے؟
3. کیا اللہ کی حمد صرف انسان ہی بیان کرتا ہے یا سبھی مخلوق؟ کیسے؟
4. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بیان کی جانے والی نظم کیا کہلاتی ہے؟

C8J6D1

مقصد:

اس نعت کو خواجہ الطاف حسین حالؔی نے مسدس کی شکل میں لکھی ہے۔جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل پُر آشوب حالات اور بعد کے حالات کا ذکر کیا ہے۔ تیموں و یسیروں کے تئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمدردانہ' مشفقانہ و مخلصانہ رویہ' اچھائی' بھلائی و نیکی کی طرف رغبت' بُرائی و مفسدات سے دوری کی ہدایت کے پیغام کو شاعر نے پیش کیا ہے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

ماخذ

یہ نعت ''مسدس حالؔی'' (مدو جزر اسلام) سے ماخوذ ہے۔

صنف کا تعارف

نعت: جس نظم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف بیان کی جائے نعت کہلاتی ہے۔نعت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوصاف حمیدہ وخصائل جمیلہ کے ساتھ حیات طیبہ کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

مسدس کی تعریف: اس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔موضوع کے مختلف گوشوں کو ایک ایک بند میں پیش کیا جاتا ہے۔ عموماً پہلے چار مصرعوں کا قافیہ اور ردیف ایک ہوتا اور آخری دو مصرعوں کے قافیے' ردیف ان چاروں سے مختلف ہوتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

شاعر کا تعارف

خواجہ الطاف حسین حالؔی 1837ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے دلی چلے آئے' جہاں غالب کے شاگرد ہوئے۔ملازمت کے سلسلے میں لاہور چلے گئے۔ 1904ء میں حکومت کی جانب سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔ 1914ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

جدید شاعری کے آغاز میں حالؔی کا نام بہت اہمیت رکھتا ہے۔انہوں نے سیدھے سادے خیالات مناظر فطرت کا بیان اور اصلاح پسند تصورات اپنی شاعری میں پیش کیے۔ان کی ایک طویل مسدس ''مدوجزر اسلام'' ہے۔حالی ایک اچھے نثر نگار اور سوانح نگار بھی تھے۔انہوں نے یادگار غالب، حیات سعدی اور حیات جاوید لکھ کر اردو میں سوانح نگاری کی صنف کا اضافہ کیا۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی دعوت دینے کے لیے طائف کا سفر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امید کی کہ وہاں کے سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سمجھیں گے اور دعوت اسلام کو قبول کرلیں گے۔ مگر ان سرداروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے سے انکار کر دیا۔ اور شہر کے بدمعاشوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے باہر نکال دیں۔ وہ شریر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر مارتے ہوئے آوازیں کسنے لگے یہاں تک کہ آپ لہولہان ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے ایک باغ میں داخل ہوئے تو ان لوگوں سے کچھ اطمینان ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمزدہ ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا۔ فرشتے نے آ کر کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کریں تو میں طائف کے دونوں پہاڑوں کو ملا کر وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر دوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت پر قربان جایئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں! اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو مجھے اللہ سے امید ہے کہ ان کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی عبادت اور بندگی کرنے والے ہوں گے۔

آیئے دیکھیں کہ مشہور شاعر حالؔی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کو اس نعت میں کس متاثر کن انداز میں پیش کیا ہے۔

I

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا　　بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا　　قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

سوچیے۔ بولیے

1۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ العالمین کیوں کہا جاتا ہے؟
2۔ مُرادیں بر لانے سے کیا مراد ہے؟
3۔ آپ کن باتوں کو کب اور کیوں درگزر کرتے ہیں؟
4۔ زیر و زبر کرنے سے کیا مراد ہے؟

II

مَسِ خام کو جس نے کندن بنایا　　کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا　　پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی　　عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگادی　　اک آواز میں سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

سوچیے۔ بولیے

1۔ کھرے اور کھوٹے کی تمیز کس طرح کرو گے؟
2۔ ''کایا پلٹنا'' کو جملے میں استعمال کیجیے؟
3. ''صوت ہادی'' کا مطلب بیان کیجیے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

III

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق   زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق   اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم   اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم   اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

سوچیے۔بولیے

1. زبان ودل کی شہادت سے کیا مراد ہے؟
2. اللہ کی فرمانبرداری ہمارے لیے کیوں ضروری ہے؟
3۔ خدا کے آگے سر جھکانے سے کیا مراد ہے؟
4۔ اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے ہمیں کیا کیا کرنا چاہیئے؟

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

خلاصہ

پہلے بند میں شاعر کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تا کہ آپ اس جہاں والوں کی نا اُمیدی کو خوشی سے بھر دیں۔ اپنے پرائے کے غمخوار بن کر رنج والم سے نجات دلائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضعیفوں کے ملجا و ماویٰ ہیں غلاموں کے مشفق ومہرباں آقا ہیں۔ غریبوں وفقیروں کو آسرا دینے والے ہیں۔ ناتواں وکمزوروں کو راحت وسکون دینے والے ہیں۔

دوسرے بند میں شاعر کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطا کاروں کو معاف کرنے والوں میں سے ہیں۔ اہل مکہ واہل طائف نے آپ کے ساتھ ظالمانہ وسفا کانہ رویہ اپنایا' مگر فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو معاف فرمادیا۔ اور ہدایت کے لیے دعا فرمائی۔

ع: سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

اسی طرح جو شخص آپ کی ذات مبارکہ کے تعلق سے کینہ کپٹ رکھتا تھا آپ اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعے اس کے دل میں جگہ بنا لیتے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں ایک عورت کچرا ڈالتی تھی۔ ایک دن وہ بیمار ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے اور جلد صحت یابی کی دُعا فرمائی جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ عورت فوراً آپ پر ایمان لے آئی۔

ع: سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

اسی طرح اہل مکہ کے غلط رسوم وخیالات فاسدہ کو آپ نے اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعے ختم کر دیا۔ حجر اسود کے نصب کرنے کے موقع پر سرداران مکہ آپس میں دست گریباں ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حکمت عملی کے ذریعے سب کو شیر وشکر کر دیا۔

غار حرا سے اس امت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نسخۂ کیمیا یعنی قرآن مجید ہدایت کے لیے لے آ ئے۔ تا کہ اُمت محمدیہ صراط مستقیم پر چل سکے۔

تیسرے بند میں شاعر کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ایسی تھی کہ جس چیز کو ہاتھ لگا دیتے وہ سونے سے بھی زیادہ قیمتی بن جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اچھے اور بُرے کی تمیز سکھائی۔ اہل عرب جو برسوں اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے آپ کو رسوا کر رہے تھے ان کو طریقہ حیات سکھایا۔ ان میں جو خوف وخطر وہم وبدگمانی پائی جاتی تھی اسکو صفحۂ ہستی سے ختم کر دیا۔ اب کسی کے اندر کسی قسم کا ڈر باقی نہ رہا۔

چوتھے بند میں شاعر کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے خطۂ عرب میں ہلچل مچ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی وحدانیت کے پیغام کو شمال' جنوب' مشرق اور مغرب میں عام کر کے انقلاب برپا کر دیا۔

پانچویں بند میں شاعر کہتا ہے کہ اللہ ہی کی ذات پر ہمیشہ بھروسہ کرو'اس سے امیدیں وابستہ رکھو'اللہ کی عظمت جانو اور اس کے

S.C.E.R.T. TELANGANA

غضب سے بچو۔ اللہ اور اسکے رسول کی محبت واطاعت میں زندگی گزارو۔ اللہ تعالیٰ کی خدائی ہر قسم کے شرکت سے پاک ہے اس کے آگے کسی کو بڑائی حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو تمام مخلوقات میں افضل واعلیٰ و بابرکت بنایا ہے انکی عظمت کو جانو۔

چھٹے بند میں شاعر کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام سنایا کہ اللہ کی ذات ایک ہے پاک و بے عیب ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ تمام لوگ زبان و دل سے اللہ کی وحدانیت کی گواہی دو اور اسکی ہی عبادت کرو۔ اللہ کی ذات سے اپنے آپ کو وابستہ کرلو۔ اور صرف اس کے سامنے ہی اپنے سر کو جھکاؤ۔

یہ کیجیے

I. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

Z2D9J4

(الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کن کن القاب سے نوازا ہے؟

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے کیا پیغام لے کر آئے؟

(ج) جماعت نہم میں سبق عیدگاہ کے محرکہ میں آپ نے ایک واقعہ پڑھا تھا اس واقعہ کو بیان کیجیے۔ اور بتائیے کہ اس واقعے کا تعلق اس نعت کے کس مصرعے سے ہے؟

(د) ان مرکب الفاظ کا مطلب بیان کیجیے؟

شیر و شکر ۔ پیغام حق ۔ صوت ہادی ۔ درگزر ۔ مَسِ خام

(ھ) ان اشعار کا مطلب بیان کیجیے؟

اتر کر حرا سے سوے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

ان اشعار کو پڑھ کر دیئے گئے سوالات کے صحیح جواب کا انتخاب کیجیے۔

صبا مدینے میں مصطفیٰؐ سے ہم بے کسوں کا سلام کہنا
نہیں ہے کوئی بجز تمہارے ہمارا اتنا پیام کہنا
میں پاپیادہ ہوں یا محمدؐ سنبھال لیجیے سنبھال لیجیے
سوا تمہارے کسے پکارے تمہارا ادنیٰ غلام کہنا
نثار تیرے، فدا میں تجھ پر میں تیرے صدقے، میں تیرے قرباں
گزر رہی ہے جو کچھ بھی حالت صبا نبیؐ سے تمام کہنا
جگہ مدینے میں وہ عطا ہو تمہارے روضے کا سامنا ہو
وہیں پہ رہنے کی آرزو ہے وہیں کا مجھ کو غلام کہنا

سوالات:

ا۔ ان اشعار میں شاعر کی آرزو کیا ہے؟ (   )

a) مدینہ جانے کی b) سلام بھیجنے کی c) مدینے میں رہنے کی d) تمام

ب۔ شاعر اپنی بے کسی کس کے ذریعے روانہ کر رہا ہے؟ (   )

a) صبا b) غلام c) روضۂ مبارکہ d) مدینہ شریف

ج۔ شاعر کس حالت میں ہے؟ (   )

a) بے کسی b) پاپیادہ c) پریشانی d) غمزدہ

د۔ شاعر اپنا آخری مسکن کہاں بنانا چاہتا ہے؟ (   )

a) مدینے میں b) روضہ کے سامنے c) وطن میں d) تمام

II. اظہار مافی الضمیر ۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے جواب 4 تا 5 جملوں میں لکھیے

1۔ نسخۂ کیمیا کسے کہا گیا اور کیوں؟

2۔ اللہ کی ذات واحد ہی عبادت کے لائق کیوں ہے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

3۔ زبان ودل سے شہادت دینے کا کیا مطلب ہے؟

4۔ عرب کی کایا کیسے پلٹ گئی؟

5۔ حالی کے ادبی کارنامے لکھیے؟

(ب) ذیل کے سوالوں کے جواب 10 تا 12 جملوں میں لکھیے۔

1۔ اس نعت کو پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے بارے میں لکھیے؟

2۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ العالمین کیوں کہا جاتا ہے؟ تحریر کیجیے۔

(ج) حسب ذیل کے متعلق تخلیقی/توصیفی انداز میں لکھیے

1۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر ایک مضمون لکھیے۔

2۔ اس نعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حالؔی کے انداز بیاں کی ستائش کیجیے؟

III. زبان شناسی

لفظیات

(الف) ان الفاظ کے مترادفات نعت سے تلاش کر کے لکھیے۔

پہاڑ =	آواز =	غیر =	غلطی =
کچا =	ایک =	غصہ =	جانب =
ہمیشہ =	زمانہ=	گواہی=	جنگل =

(ب) ان محاوروں کے مطالب لکھ کر جملوں میں استعمال کیجیے۔

بر لانا = ______________________

کام آنا = ______________________

غم کھانا = ______________________

درگزر کرنا = ______________________

گھر کرنا = ______________________

زیروزبر کرنا = ______________________

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

شیر وشکر ہونا = ______________________

شیر وشکر کرنا = ______________________

(ج) ان الفاظ کو لاحقہ لگا کر مرکب الفاظ بنائیے۔

غضب +	خدمت +	ہوا +
فرماں +	مصیبت +	خطا +
طلب +	دل +	اطاعت +

قواعد

(الف) علم عروض

علم عروض ایک مشہور فن ہے جس سے اشعار کا وزن معلوم کیا جاتا ہے۔ ماہرین عروض نے کل انیس اوزان مقرر کیے ہیں اور ہر وزن کا نام بحر رکھا۔

بحر اُن خاص الفاظ کو کہا جاتا ہے۔ جن پر شعر تولا اور جانچا جاتا ہے۔ اور دیکھا جاتا ہے کہ شعر کا وزن ٹھیک ہے یا نہیں۔ بحر جن اجزا سے بنتی ہے ان کو ارکان اور جز کو رکن کہا جاتا ہے یہ تین ہیں۔

(۱) سبب (۲) وتد (۳) فاصلہ

(1) سبب : دو حرفی لفظ جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو سبب کہلاتا ہے جیسے:

دِل ، گُل ، رَب وغیرہ

(2) وتد : تین حرفی لفظ جس کے پہلے دو حروف متحرک اور تیسرا ساکن ہو وتد کہلاتا ہے جیسے:

قَلَم ، وَطَن ، جِگَر وغیرہ

(3) فاصلہ : چار حرفی یا پانچ حرفی لفظ کو فاصلہ کہتے ہیں

اردو میں فاصلہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ فاصلہ دو سبب یا ایک سبب اور ایک وتد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اردو میں عروض کا دار و مدار عموماً سبب اور وتد پر ہی ہوتا ہے اور ان ہی کی تکرار سے عموماً بحریں تشکیل پاتی ہیں۔ سبب اور وتد کے لیے علم عروض میں خاص حروف مقرر ہیں جن کو حروف تقطیع بھی کہتے ہیں۔ جو یہ ہیں: ''لمعت سیوفنا'' یعنی ت ا ، س ع ف ل م ن و ی ، ان ہی حروف کے مجموعہ سے ارکان بنتے ہیں۔

(1) سبب : فَاْ ، مُسْ ، تَفْ ، عِیْ ، لُنْ ، تنْ وغیرہ

(2) وتد : مَفَاْ ، عِلُنْ ، فَعُوْ، عِلَاْ وغیرہ

سبب اور وتد کی تکرار سے رکن اس طرح بنتے ہیں۔

سبب + وتد = فَاعِلُنْ دل لگی، دل بری، دل رُبا، زندگی، آسماں

وتد + سبب = فَعُوْلُنْ ستم گر، صداقت، مسافر، گریباں، تغافل، شباب، کہانی

سبب + سبب + وتد = مُسْتَفْعِلُنْ انسانیت، استقلال، استقبال، دل بستگی، سنجیدگی، نقصانات، مقبولیت

سبب + وتد + سبب = فَاعِلَاتُنْ اے ہمالہ، دل جلانا، بدگمانی، جھلملاتے، خوبصورت

وتد + سبب + سبب = مَفَاعِیْلُنْ مسلمانو، پریشانی، خلابازی، وفاداری، مدح خوانی

ایک ہی رکن کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں وہ مفرد بحریں کہلاتی ہیں یہ سات ہیں۔ اسی طرح مختلف دو ارکان کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں وہ مرکب بحریں کہلاتی ہیں۔

مفرد بحریں یہ ہیں۔

(1) بحر متدارک : فاعلن، فاعلن، فاعلن، فاعلن

(2) بحر متقارب : فعولن، فعولن، فعولن، فعولن

(3) بحر رجز : مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن

(4) بحر رمل : فاعلا تن فاعلا تن فاعلا تن فاعلا تن

(5) بحر ہزج : مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

(6) بحر کامل : متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

(7) بحر وافر : مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن

(نوٹ: یہ وزن ایک مصرعہ کا ہے دوسرا مصرعہ اسی کی تکرار پر ہوتا ہے۔)

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

مشق (الف):

1. سبب کے دس الفاظ لکھیے ۔
2. وتد کے دس الفاظ لکھیے ۔
3. سبب اور وتد کا رکن لکھیے ۔
4. وتد اور سبب کا رکن لکھیے ۔
5. حروف تقطیع لکھیے ۔

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

☆ مختلف شعرا کے لکھے ہوئے سلام جمع کیجیے اور ایک چھوٹا سا کتابچہ ترتیب دیجیے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

S.C.E.R.T TELANGANA

شہروں میں کوئی چاند کو ماما نہیں کہتا

2

منوّر رانا

پڑھیے سوچیے اور بولیے۔

یہاں رہتے رہتے اب مجھ پر وحشت طاری ہونے لگی ہے ہر طرف ٹریفک کا شور، بلند وبالا عمارتوں کا جنگل اور ان بلند وبالا عمارتوں کی تعمیر اور دولت کے انبار لگانے کی دھن میں پست ہوتی انسانیت۔ پہلے پہل جب میں اپنے گاؤں سے آیا تھا تو مجبور معذور اور غربت کے مارے سسکتے انسانوں کے دکھوں کو دیکھ کر دل تڑپ اٹھتا تھا۔لیکن اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دھیرے دھیرے میرا دل بھی پتھر ہونے لگا ہے۔ بڑی سے بڑی تکلیف دہ بات کو دیکھ کر بھی سرسری گذر جاتا ہوں۔ کیا کہوں! بس میرا گاؤں میرے لوگ بہت یاد آتے ہیں۔ یہاں تو یہ حال ہے کہ

ع: یہ عجب جہاں ہے نہ قفس نہ آشیانہ

سوالات

J6L7N9

1۔ مضمون میں ''یہاں'' سے کیا مراد لی گئی ہے؟

2۔ شہر کی خصوصیات کیا ہوتی ہیں؟

3۔ انسانیت کی پستی کے کیا اسباب ہیں؟

4۔ مضمون نگار کا پہلے کیا حال تھا؟

5۔ ''یہ عجب جہاں ہے نہ قفس نہ آشیانہ'' مضمون نگار اس مصرعے کے ذریعے کیا کہنا چاہتا ہے؟

سبق کا مقصد یا مدعا

دنیا کے ہر ملک میں گاؤں اور شہر ہوتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ شہروں کی ترقی اور چمک دمک کے پیچھے گاؤں اور گاؤں کے رہنے والوں کی محنت اور خون پسینہ ہوتا ہے اگر یقین نہ آئے تو گاؤں سے شہر میں داخل ہونے والی کسی ایک سڑک پر کچھ دیر ٹھہر کر دیکھیے۔ آپ دیکھیں گے کہ گاؤں سے اجناس، ترکاریاں، پھل اور دودھ کی گاڑیاں یکے بعد دیگرے شہر کو پہنچ رہی ہیں۔ ماہر و غیر ماہر مزدور شہروں کو پہنچتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ترقی کے ثمرات میں گاؤں والوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اس سبق کی تدریس کا مقصد یہ ہے کہ ہماری سماجی و معاشی ترقی، تہذیب و ثقافت میں گاؤں کی اہمیت کو جانیں اور اس بات کو سمجھیں کہ دولت کے حصول اور ترقی کی دھن میں انسانیت، محبت، رواداری، اور رحمدلی کے جذبات سے روگردانی نہ کریں

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔23-2022
S.C.E.R.T. TELANGANA

ماخذ

یہ سبق کتاب ''چہرے یاد رہتے ہیں'' سے لیا گیا ہے۔اس کے مصنف ایک مشہور شاعر منور رانا ہیں۔

صنف کی تعریف

'انشاء' کے معنی ''پیدا کرنا'' ہیں۔انشائیہ کسی حاصل موضوع کے بارے میں لکھنے والے کے خیالات اور جذبات کے عمل کا پرتو ہوتا ہے یہ ایک ایسا ادب پارہ ہوتا ہے جس میں بیک وقت موضوع کے بارے میں فکر انگیزی' خیال کی رعنائی' تاثرات کی دلفریب ترجمانی' اسلوب کا نکھار اور تصور کی لطافت سب ہی عناصر سموئے ہوئے ملتے ہیں۔انشائیہ ہمارے ذہن کو ایک خاص ذوق آگہی بخشتا ہے اور ہمارے جذبات میں ایک انبساط پرور تازگی اور تابنا کی پیدا کرتا ہے۔انشائیہ کی صنف میں بڑی لچک اور اس کے موضوعات میں بڑی ہمہ گیری اور وسعت ہے۔یہ صنف ذہنی بیداری اور سماجی حربے کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

مصنف کا تعارف

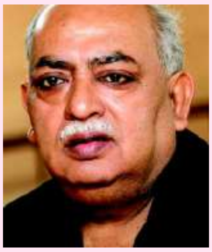

منور رانا کی پیدائش رائے بریلی' اتر پردیش میں 1952 کو ہوئی۔وہ اردو اور اودھی زبان کے بہت ہی حساس شاعر ہیں۔منور رانا ہمارے عہد کے ایک اہم اور منفرد لب و لہجے کے شاعر ہیں۔آپ نے اپنی شاعری میں ماں کو موضوع بنایا اور اس کے تقدس کی ترجمانی کی۔انہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی اپنی انفرادیت کے گُل بوٹے کھلائے ہیں۔ان کے مضامین کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ انہوں نے روانی اور سلاست کے ساتھ متن کو بھی پُر اثر انداز میں پیش کیا ہے۔منور رانا شہروں کی مشینی زندگی سے بیزار نظر آتے ہیں انہیں گاؤں والوں کی سیدھی سادی طرز معاشرت پسند ہے۔انہیں گاؤں والوں کی باہمی محبت و الفت' بھائی چارہ اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونے کا جذبہ پسند ہے اور وہ دیہات میں رہنے والے انسانی اقدار کی آئینہ داری کرتے ہیں۔اس انشائیہ میں انہوں نے شہروں میں بسنے والوں کی بے حسی کو بے نقاب کرتے ہوئے گاؤں والوں کی انسان دوستی کے رجحان کو نمایاں کیا ہے یہ انشائیہ حقائق پر مبنی ہے اس میں مبالغہ آمیزی سے کام نہیں لیا گیا ہے۔

ابتدائیہ

روٹی سینکنے کے لیے ماں جب سوکھی گیلی لکڑیوں کو سلگاتی تو پسینے پسینے ہو جاتی تھی۔ اور اس کے مقدس پسینے کے قطرے روٹیوں میں جذب ہو جاتے تھے۔ شہر نے مجھے بریانی کھلا کر روٹی کی لذت چھین لی۔ دودھ کے ڈبوں نے ماں کے دودھ کا ذائقہ چھین لیا آج بھی گاؤں میں ایک آدمی کی موت کو گاؤں کی موت سمجھا جاتا ہے۔

تیز روشنیاں، روشنیوں میں نہائی ہوئی سڑکیں، اونچی عمارتیں مگر بند بند سے مکان، کمرے مصنوعی ٹھنڈک اور پھولوں سے آراستہ، دریچے بند، راستے گاڑیوں سے بھرے ہوئے، گزرنا دشوار، اتنی الجھنیں کہ سنورنا دشوار، اتنا بوجھ کہ مرنا دشوار، اتنی جلدی کہ ٹھہرنا دشوار، جب زندگی اتنی تیز رفتار ہو جائے تو پھر کیسی رشتہ داری، کیسا خلوص، کیسا احترام، کیا ضرورت ہے چندا ماما سے ملنے کی، گفتگو کرنے کی! آیئے دیکھیں کہ مصنف نے کس طرح دیہی زندگی اور شہری زندگی کا خاکہ اس سبق کے ذریعہ کھینچا ہے۔

I

شہروں میں کوئی چاند کو ماما نہیں کہتا

یہ مصرعہ میری سمجھ میں اس وقت آیا جب میں شہر آ کر بس گیا اور شہر کی آب و ہوا، مزاج اور معاملات سے مانوس بھی ہو گیا۔

یہاں آ کر یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ شہر میں آدمی وہ تمام باتیں بھول جاتا ہے جو اسے گاؤں کا مدرسہ اور گاؤں کی چوپالیں سکھاتی ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کیوں کہ شہر کے اپنے قوانین ہوتے ہیں اور اپنا مزاج ہوتا ہے۔ گاؤں اور شہر کے رسم و رواج اور رہن سہن میں بھی بہت فرق ہوتا ہے۔ آپ اگر غور کریں تو دیکھیں گے کہ دیہات میں گھروں اور دکانوں میں ایسے کیلنڈر ہوتے ہیں جن میں شہر موجود ہوتا ہے۔ شہر کی عمارتیں، شہر کے لوگ اور شہر کی شباہت موجود ہوتی ہے۔ جب کہ شہر کی دیواریں ان کیلنڈروں سے آراستہ کی جاتی ہیں جن میں دیہات موجود ہو، دیہات کا موسم اور دیہات کا بھولپن دکھایا گیا ہو۔

لوگ اس شہر کو خوش حال سمجھتے ہیں جو رات کے وقت بھی جاگ رہا ہوتا ہے۔ میں گاؤں میں اکثر سوچتا رہتا تھا کہ شہر میں لوگ چاند کو غیر ضروری سی چیز کیوں سمجھتے ہیں؟ شہر میں آنے کے کچھ دنوں بعد تک تو میں بھی چاند کو چندا ماما ہی سمجھتا تھا لیکن رفتہ رفتہ جب شہر نے مجھے اپنے سانچے میں ڈھال لیا تو میں یہ بھی بھول گیا کہ کبھی چاند سے میری رشتہ داری بھی تھی۔

عرصے بعد ایک دن گاؤں سے میرے ماموں تشریف لائے۔ انہیں دیکھ کر یاد آیا کہ کبھی چاند سے میری رشتہ داری اور بے تکلفی تھی۔ میں سوچنے لگا کہ آخر شہر میں رہ کر چاند کو بھولنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ کئی دنوں تک غور کرنے کے بعد محسوس ہوا کہ دراصل شہروں میں بجلی، جنریٹر اور بیٹری کے متفنی سے ٹیوب لائٹ، مرکیوری بلب اور رنگ برنگی روشنی آدمی کو اتنا مبہوت کر دیتی ہے کہ وہ چندا ماما کو بھول جاتا ہے۔ اور یہی شاید میرے ساتھ بھی ہوا جس کی وجہ سے میں نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو فراموش کر دیا۔ وہ چندا ماما جس نے مجھے ہر شب اجالا بخشا۔ کچے سے گھر میں مٹی کا ایک ننھا سا کمزور دیا ہوا کی ہلکی سی جنبش سے لرزنے لگتا تھا ہر روز شام ہوتے ہی چندا

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

اماما جگمگ جگمگ کرتے میرے گھر کو روشن کرتے اور مجھے کہانی سنانے آجاتے۔ چاند میں چرخا کاتنے والی روایتی بڑھیا کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہاں چندا ماما کی روشنی میں مجھے دادی کا چمکتا ہوا چہرہ صاف دکھائی دینے لگتا تھا۔ میں گھر کی انگنائی میں پلنگ پر لیٹا ہوا ٹکر ٹکر چندا ماما کو تکتا تو میری آنکھوں کی پتلیوں میں ماموں کی تصویر اُتر آتی اور ماں جب یہ تصویر دیکھتی تو میں اسے ہو بہو چاند جیسا دکھائی دیتا تھا۔ مٹی کے بنے چولھے پر جب آگ توے کو دہکاتی اور چنگاریاں توے پر رقص کرنے لگتیں تو ایسا لگتا کہ توا مسکرا رہا ہے۔ روٹی سینکنے کے لیے ماں جب سوکھی گیلی لکڑیوں کو سلگاتی تو پسینے پسینے ہو جاتی تھی۔ اور اس کے مقدس پسینے کے قطرے روٹیوں میں جذب ہو جاتے تھے۔ شہر نے مجھے بریانی کھلا کر روٹی کی لذت چھین لی' دودھ کے ڈبوں نے ماں کے دودھ کا ذائقہ چھین لیا۔

سوچیے اور بولیے

1۔ وہ کونسی باتیں ہیں جو ہمیں گاؤں کا مدرسہ اور گاؤں کی چوپالیں سکھاتی ہیں؟

2۔ آپ کے گاؤں/شہر کے رسم و رواج اور رہن سہن کیسے ہیں؟

3۔ ''شہر رات کے وقت جاگ رہا ہے'' اس کا کیا مطلب ہے؟

4۔ رات میں چاندنی کا منظر کیسا ہوتا ہے؟

5۔ بچپن میں آپ کو کہانیاں کون سناتے تھے۔ کوئی کہانی سنائیے؟

6۔ آپ اپنے کونسے رشتہ دار سے بے تکلف رہتے ہیں اور کیوں؟ کیسے؟

SCERT TELANGANA

II

کیسا ہولناک المیہ ہے کہ ایک لڑکا شہر کی رونق میں سب کچھ بھول جائے۔ بڑھیا ماں روز چوکھٹ پر دیا روشن کرے۔ گاؤں میں ہر بڑا اپنے چھوٹوں کا چا چا تھا۔ نہ ہندو تھا نہ مسلمان۔ اگر چھوٹے نے سلام نہ کیا تو ڈانٹ کھائی اور سلام کر لیا تو ڈھیر ساری دعائیں وصول کیں۔ شہر میں تو لوگ سلام کے منتظر رہتے ہیں۔ لوگ دوسرے کو سلام کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ امیر آدمی کسی غریب کو سلام کرنے میں ہتک محسوس کرتا ہے۔

سلام کرنے والے کو سلام کا جواب' نوکر سے جواب کی طرح ملتا ہے۔

تم کو اکڑی ہوئی گردن پہ نظر کیا آتا
آرزو ہاتھ پسارے تھی سلاموں کے تلے

گاؤں میں کسی کو پانی پلانے سے پہلے مٹھائی نہیں تو کم از کم گڑ ضرور پیش کیا جاتا ہے جب کہ شہروں میں پانی پچیس پیسے فی گلاس ملتا ہے۔ یہ فرق ہوتا ہے کہ کنوئیں کے میٹھے پانی اور شہر کے پائپوں کے پانی میں۔ آج بھی گاؤں میں ایک آدمی کی موت کو گاؤں کی موت سمجھا جاتا ہے۔ مرحوم کے ساتھ قبرستان تک پورا گاؤں جاتا ہے۔ ہفتوں چوپالیں اداس رہتی ہیں۔ تقریبیں ملتوی ہو جاتی ہیں۔ تبسم لبوں تک پہنچنے کا راستہ بھول جاتا ہے۔ لیکن شہر میں شریک غم ہونا دور کی بات ہے۔ کاندھا بھی اسی جنازے کو دیتے ہیں جس کے لواحقین سے دامے درمے کوئی فائدہ پہنچنے والا ہوتا ہے۔ میں اپنے گاؤں کی جھیل میں چندا ماما کو تیرتے ہوئے دیکھتے دیکھتے جوان ہو گیا۔ اب پنگھٹ سے آنے والیاں مجھے دیکھ کر گھونگھٹ کاڑھنے لگی تھیں۔ چڑیاں مجھے دیکھ کر اب نغمے نہیں سناتی تھیں۔ صرف زیر لب مسکراتی تھیں۔ ابو اور امی کے سروں پر کچی برف جمنے لگی تھی۔ پھر گاؤں کی بنجر زمینوں نے میرا بوجھ ڈھونے سے انکار کر دیا اور شہر نے کارخانوں کی چمنیوں کے دھوئیں کے ذریعہ مجھے پیغام بھجوا کر بلانا شروع کر دیا۔ گاؤں کے سہانے منظر نے مجھے روکنا چاہا لیکن بھوک نے غیرت دلائی۔ باپ کے چہرے پر ایک خاموش ضرورت لرزنے لگی۔ میں نے گھبرا کر ماں کی طرف دیکھا۔ ماں نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ صرف بیچارگی سے مجھے دیکھنے لگی۔ ان آنکھوں کی ٹھنڈک آج تک مجھے لو اور دھوپ سے محفوظ رکھتی اور میرے ساتھ سپر بن کر رہتی۔ بہنوں نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے خدا حافظ کہا اور سر جھکا لیا۔ پھر جیسے ہی میرے چھوٹے چھوٹے بھائیوں نے مجھے رخصت کیا' فرشتے آگے بڑھے اور میرے شانوں پر نرمی سے ہاتھ رکھ دیے۔ اور چندا ماما.......؟ چندا ماما نے کچھ بھی نہیں کہا لیکن جب میں دہلیز سے باہر نکلا تو چندا ماما بھی باہر نکل آئے۔ اسٹیشن تک مجھے گاؤں والے ہی نہیں' گاؤں بھی پہنچانے آیا۔ پگڈنڈیوں نے میرے نرم پیروں کی حفاظت کے لیے گھاس بچھا دی۔ ایسی گھاس جسے شبنم نے رو رو کر نرم کر دیا تھا۔ گندم کی بالیوں نے میری تعظیم میں سر جھکا دیے۔ دھان کے کھیتوں نے ہوا کی سرسراہٹ کے ذریعہ مجھے الوداع کہا۔ سرسوں اور ارہر کے کھیتوں نے مجھے اپنا جوگیوں والا پیلا لباس دکھایا۔ جھیل کے پانی نے اپنی خاموشی سے دکھ کا اظہار کیا۔ چھوٹا سا گاؤں کا ریلوے اسٹیشن' اکا دکا مسافر' چمکتی ہوئی ریل کی پٹریاں' پلیٹ فارم پر روشنی' ایک قدیم لالٹین جو گاؤں کے سب لوگوں کو پہنچانتی ہے۔ نحیف و لاغر سا ایک قلی جس نے ساری زندگی لوگوں

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

کا بوجھ اٹھایا اور اب زندگی کا بوجھ اُٹھائے اسٹیشن پر بیٹھا رہتا ہے۔ ملنے اور بچھڑنے کی ہزاروں ورق والی کتاب پڑھنے والا یہ قلی مجھے کبھی ان پڑھ نہیں محسوس ہوا۔ بوڑھا اسٹیشن ماسٹر جو میرا کوئی نہیں تھا' مگر چاچا تھا۔ وہ ہر برس میرے لیے میلے سے سیٹی خرید کر لاتا تھا۔ مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو کہ جلدی آنا' میں تمہارے لیے میلے سے سیٹی خرید کر لاؤں گا اور جب تک تم نہیں آو گے 'اپنے پاس ہی رکھے رہوں گا۔ تھوڑی ہی دیر میں آس پاس کے پیڑوں کو چھلساتی ہوئی ریل گاڑی آ گئی جو بار بار سیٹی بجا رہی تھی جیسے میلے سے کسی نے اسے بھی آج ہی سیٹی خرید کر دی ہو۔ ریل کے ایک ڈبے نے اشارے سے مجھے بلایا اور میں.........

نہ ہم سفر ہے نہ رستہ بتا رہا ہے کوئی
میں جا رہا ہوں کہیں اور بلا رہا ہے کوئی

سوچیے اور بولیے

1۔ آپ کے گھر میں کسی مہمان کا استقبال کس طرح کیا جاتا ہے؟
2۔ شہر کی رونق میں سب کچھ بھول جانے کو مصنف نے ہولناک المیہ کہا ہے۔ آپ اس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟
3۔ شہروں میں تو لوگ سلام کے منتظر رہتے ہیں۔ کیا آپ اس بات کی تائید کرتے ہیں یا مخالفت؟ کیوں؟
4۔ مصنف کو اسٹیشن کا قلی کیوں ان پڑھ محسوس نہیں ہوتا تھا؟
5۔ گاؤں کی بنجر زمینوں نے میرا بوجھ ڈھونے سے انکار کر دیا۔ اس جملے کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کیجیے؟

III

الوداع اور خدا حافظ کی آوازوں نے مجھ پر سایہ کر دیا۔ میں نے تمام لوگوں کو بآوازِ بلند سلام کیا۔ میرے سلام کا جواب سبھی نے دیا۔ لیکن ایسا لگا کہ جیسے سب نے جواب نہیں دیا۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو چندا ماما کھڑے مسکرا رہے تھے۔ ریل گاڑی منزل کی طرف چلنے لگی۔ زندگی نے بھی پٹریاں تبدیل کیں۔ منظر' اجالا' آنسو' بچپن' کھلونے' آندھیاں' گھروندے' چراغ' جگنو' جھیل' چڑیاں' پیڑ' شاخیں' جھولا' ساون' پت جھڑ' مسجد کا مینار' مندر کا کلس' محبتیں' مروتیں' شفقتیں' یہ سب چیزیں اپنی شناخت بدل رہی تھیں۔ میری صرف دو آنکھیں اور یہ لامتناہی منظر کا سلسلہ۔ پھر رات جگنوؤں سے سرگوشی کرتی ہوئی سورج کو سمجھاتی بجھاتی کھڑکیوں کے راستے ڈبے میں در آئی۔ نیند نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور دونوں نے مل کر مجھے حقیقت کی دنیا سے نکال کر خوابوں کی خوبصورت وادی میں پہنچا دیا۔ ٹرین ہچکولے لیتی ہوئی بڑھتی رہی۔ راستے میں کبھی دریاؤں نے اس کا راستہ بلی کی طرح کاٹا' کبھی پہاڑوں نے رکنے کا اشارہ کیا۔ لیکن:

ع: جاوداں' پیہم دواں' ہر دم جواں ہے زندگی

زندگی دوڑتی ہوئی زندگی' زندگی روتی ہوئی زندگی' زندگی شہر کی زندگی' بڑی بڑی سڑکیں' اونچی اونچی عمارتیں' لمبی لمبی کاریں' میں ریل کے ڈبے سے اترا تو دیکھا کہ چندا ماما میرے قریب ہی کھڑے مسکرا رہے تھے۔ میں اب سمجھا کہ انہیں تو میرے ساتھ آنا تھا اس

S.C.E.R.T. TELANGANA

لیےانہوں نے مجھے رخصت نہیں کیا۔

تیز روشنیاں، روشنیوں میں نہائی ہوئی سڑکیں، اونچی عمارتیں مگر بند بند سے مکان، کمرے مصنوعی ٹھنڈک اور پھولوں سے آراستہ دریچے بند، راستے گاڑیوں سے بھرے ہوئے، آنکھیں ہوس سے بھری ہوئیں، دل کدورت سے بھرے ہوئے، کپڑے خوشبوؤں سے بھرے ہوئے، دیواریں اشتہاروں سے لدی ہوئی، ہر سڑک جیسے راہِ وفا، گزرنا دشوار، اتنی الجھنیں کہ سنورنا دشوار، اتنا بوجھ کہ مرنا دشوار، اتنی جلدی کہ ٹھہرنا دشوار، جب زندگی اتنی تیز رفتار ہوجائے تو پھر کیسی رشتہ داری، کیسا خلوص، کیسا احترام، کیا ضرورت ہے چندا ماما سے ملنے کی، گفتگو کرنے کی!

تو کیا خلوص کا تعلق خودغرضی سے تھا؟ رشتے داری کا تعلق ضرورت سے تھا؟ انتظار کا رشتہ ہوس سے تھا۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو یا پھر شہر کا مزاج ذرا مختلف ہو۔ لیکن مزاج سے کیا ہوتا ہے، انسانیت تو خوشبو ہے، خلوص تو جادو ہے، شہر اور دیہات سے کیا؟ انسان تو دونوں جگہ رہتے ہیں لیکن

ع: یہ شہر ہے بچے یہاں مٹی نہیں کھاتے

سوچیے اور بولیے

1۔ کونسی چیزیں اپنی شناخت بدل رہی تھیں اور کیسے؟

2۔ شہروں میں زندگی کی تیز رفتاری کا کیا عالم ہوتا ہے؟

3۔ کیا ''خلوص کا تعلق خودغرضی سے ہوتا ہے؟ اسکی تائید یا مخالفت میں دلائل دیں؟

4۔ کیا شہر کے مزاج کو مختلف ہونا چاہیئے؟ کیوں اور کیسے وضاحت کیجیے؟

یہ کیجیے

H6U3Q1

I. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

(الف) شہر عظیم ہوتا ہے یا گاؤں؟ آپ کس کی تائید میں گفتگو کریں گے؟ کیوں؟

(ب) ماضی سے ہم تقابل کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ گاؤں چھوڑ کر شہروں کی طرف جانے والے لوگوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اس کی کیا وجوہات ہوسکتی ہیں؟ معلوم کیجیے اور بحث میں حصہ لیں۔

(ج) ذیل کے جملے سبق کے کونسے پیراگراف میں ہیں ڈھونڈ کر ان جملوں کو خط کشید کیجیے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

1۔ دیہات میں گھروں اور دکانوں میں ایسے کیلنڈر رہوتے ہیں جن میں شہر موجود ہوتا ہے۔

2۔ لوگ اس شہر کو خوشحال سمجھتے ہیں جو رات کے وقت بھی جاگ رہا ہوتا ہے۔

3۔ شہر میں تو لوگ سلام کے منتظر رہتے ہیں۔

4۔ گاؤں میں کسی کو پانی پلانے سے پہلے مٹھائی نہیں تو کم از کم گڑ ضرور پیش کیا جاتا ہے۔

5۔ شہر میں کاندھا بھی اسی جنازے کو دیتے ہیں جس کے لواحقین سے دامے درمے کوئی فائدہ پہنچنے والا ہوتا ہے۔

6۔ خلوص کا تعلق خود غرضی اور رشتے داری کا تعلق ضرورت سے تھا۔

(د) سبق پڑھیئے اور گاؤں و شہر کی خصوصیات کو جدول میں لکھیے۔

	گاؤں کی خصوصیات	شہر کی خصوصیات
1		
2		
3		
4		
5		

(ھ) دیا گیا اقتباس پڑھیے چند جملے اقتباس کے اختتام میں دیے گئے ہیں۔ ان کی تائید یا مخالفت کرتے ہوئے جواب لکھیے۔

چماروں کا کنبہ تھا اور سارے گاؤں میں بدنام گھیسو ایک دن کام کرتا تو تین دن آرام۔ مادھو اتنا کام چور تھا کہ گھنٹہ بھر کام کرتا تو گھنٹہ بھر چلم پیتا۔ اس لیے انہیں کوئی رکھتا ہی نہیں تھا۔ گھر میں مٹھی بھر اناج موجود ہو تو ان کے لیے کام کرنے کی قسم تھی۔ جب دو ایک فاقے ہو جاتے تو گھیسو درختوں پر چڑھ کر لکڑیاں توڑ لاتا اور مادھو بازار میں بیچ آتا اور جب تک وہ پیسے رہتے دونوں اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے۔ جب فاقے کی نوبت آتی تو پھر لکڑیاں توڑتے یا کوئی مزدوری تلاش کرتے۔ گاؤں میں کام کی کمی نہ تھی۔ کاشت کاروں کا گاؤں تھا۔ محنتی آدمی کے لیے پچاس کام تھے مگر ان دونوں کو لوگ اسی وقت بلاتے جب دو آدمیوں سے ایک کا کام پا کر بھی قناعت کر لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ کاش دونوں سادھو ہوتے تو انہیں قناعت اور توکل کے لیے ضبط نفس کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ان کی خلقی صفت تھی۔ عجب زندگی تھی ان کی۔ گھر میں مٹی کے دو چار برتنوں کے سوا کوئی اثاثہ نہیں۔

جس سماج میں رات دن کام کرنے والوں کی حالت ان کی حالت سے کچھ بہت اچھی نہ تھی۔ اور کسانوں کے مقابلے میں وہ لوگ جو کسانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانا جانتے تھے کہیں زیادہ فارغ البال تھے وہاں اس قسم کی ذہنیت کا پیدا ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ ہم تو کہیں گے گھیسو کسانوں کے مقابلے میں زیادہ باریک بین تھا اور

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

SCERT TELANGANA

کسانوں کی تہی دماغ جمعیت میں شامل ہونے کے بدلے شاطروں کی فتنہ پرواز جماعت میں شامل ہوگیا تھا۔ ہاں اس میں یہ صلاحیت نہ تھی کہ شاطروں کے آئین وادب کی پابندی بھی کرتا اس لیے جہاں اس کی جماعت کے لوگ گاؤں کے سرغنہ اور مکھیا بنے ہوئے تھے۔ اس پر سارا گاؤں انگشت نمائی کرتا تھا پھر بھی اسے تسکین تو تھی ہی کہ اگر وہ خستہ حال ہے تو کم از کم اسے کسانوں کی سی جگر توڑ محنت نہیں کرنی پڑتی اور اس کی سادگی اور بے زبانی سے دوسرے بے جا فائدہ تو نہیں اُٹھاتے۔

1۔ محنتی آدمی ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔

2۔ قناعت اور توکل کے لیے ضبطِ نفس کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔

3۔ گاؤں کا متمول طبقہ کسانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانا جانتا ہے۔

4۔ خوش خلقی ہماری صفت ہونی چاہیئے۔

5۔ آدمی کی سادگی اور بے زبانی سے دوسرے بے جا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

II. اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) حسب ذیل سوالوں کے جواب 4'5 جملوں میں سوچ کر لکھیے۔

1۔ آج بھی گاؤں میں ایک آدمی کی موت کو گاؤں کی موت سمجھا جاتا ہے؟ وضاحت کیجیے۔

2۔ شہر میں رہ کر لوگ چاند کو بھولنے کی وجہ کیا ہے؟

3۔ ابو اور امی کے سروں پر کچی برف جمنے لگی تھی۔ اس سے کیا مراد ہے؟

4۔ اس سبق کے مصنف منور رانا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

5۔ گاؤں کے سہانے مناظر مصنف کو روکنا چاہتے تھے لیکن مصنف گاؤں چھوڑنے پر کیوں مجبور ہوا؟

(ب) ذیل میں دیئے گئے سوالوں کے جواب 10 تا 12 جملوں میں لکھیے۔

1۔ شہر میں آ کر بسنے والا شخص گاؤں کی کن کن چیزوں سے محروم ہو جاتا ہے؟

2۔ ''سب چیزیں اپنی شناخت بدل رہی تھیں'' اس سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

3۔ گاؤں کے ریلوے اسٹیشن پر زیادہ تر خاموشی چھائی رہتی ہے۔کبھی کبھار چند مسافر جاتے اور آتے ہیں۔شہر کے ریلوے اسٹیشن کا ماحول کیسا ہوتا ہے لکھیے۔

(ج) ان سوالوں کے جواب تخلیقی/توصیفی انداز میں لکھیے۔

1۔ گاؤں اور شہر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو ان کے درمیان کیا گفتگو ہوگی مکالموں کی شکل میں لکھیے۔

2۔ گاؤں کے ایک بزرگ بچوں کو گاؤں کی تاریخ اور واقعات سناتے ہیں۔ وہ بزرگ کون کونسی باتوں کا تذکرہ کئے ہوں گے۔سوچیے اور انہیں ایک کہانی کی شکل میں لکھیے۔

3۔ شہروں کو بسانے کے لیے درخت کاٹے جارہے ہیں۔اسی طرح ایک شہر کو بسانے کے لیے درختوں کو کاٹنے کا منصوبہ بنایا جارہا تھا تو اس علاقے کے تمام درخت آپس میں اکٹھا ہو کر ایک میٹنگ منعقد کرتے ہیں اور بچاؤ کے اقدامات کرنے کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں۔انہوں نے کیا سوچا ہوگا۔ایک مضمون لکھیے۔

4۔ اس سبق کا بیانیہ انداز اور مصنف کی طرز تحریر سے متعلق ستائش کرتے ہوئے ایک مضمون لکھیے۔

III. زبان شناسی

لفظیات

الف) خط کشیدہ الفاظ کے معنی لکھتے ہوئے انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

1۔ گاؤں کے رسم ورواج کے مطابق تمام گاؤں والے دُلہن کو بیٹی کی طرح رُخصت کرتے ہیں۔

2۔ ہر آدمی کو حالات کے اعتبار سے اپنے آپ کو ڈھال لینا چاہیے۔

3۔ اپنے دوست کی غلطیوں کو فراموش کر دینا چاہیے۔

4۔ سرکس میں جانوروں کے کرتبوں نے مجھے مبہوت کر دیا۔

5۔ علم سے دوری کسی بھی قوم کا المیہ ہوتا ہے۔

6۔ قیامت کا دن بہت ہی ہولناک ہوگا۔

ب) سبق پڑھ کر درج ذیل الفاظ کی وضاحت کیجیے۔

1۔ شریکِ غم 2۔ زیرِ لب 3۔ آنکھوں کی ٹھنڈک 4۔ نحیف ولاغر 5۔ لامتناہی منظر

S.C.E.R.T. TELANGANA

ج) اس سبق میں 'بجلی' (کرنٹ) سے متعلق چند الفاظ ہیں۔ انہیں ڈھونڈ نکالیے اور لکھیے۔

مثال: ٹیوب لائیٹ۔

د) ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی اُسی جملے میں موجود ہیں انہیں خط کشید کیجیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

1۔ سزا کا حکم سنتے ہوئے جس قدر جنبش تیرے دل میں پیدا ہو رہی ہے اس کی عشیر حرکت بھی میرے دل میں نہیں ہے

2۔ کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کے لیے ہمیں غیرت آتی ہے۔ لیکن ہمیں اللہ سے مانگتے ہوئے شرم نہیں محسوس کرنا چاہیے۔

3۔ اگر آپ دوسروں کی تعظیم کروگے تو اللہ آپکو عزت بخشے گا۔

4۔ اللہ کے خوف سے لرزنا ایمان کی نشانی ہے بندوں سے ڈر کر کانپنا بزدلوں کی نشانی ہے۔

5۔ مہمانوں کا استقبال پھول نچھاور کر کے کیا گیا اور صدر نے سب کا خیر مقدم کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا

ھ) ذیل میں دیئے گئے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کی ضد لکھیے۔

1۔ آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔

2۔ یہ جلسہ کل شب مقرر ہے۔

3۔ وہ ایک خوشحال آدمی ہے۔

4۔ وہ ہو بہو اپنے والد کی طرح ہے۔

5۔ کپڑے ابھی تک گیلے ہیں۔

قواعد

رموز و اوقاف / علامات نگارش

- اس فقرے کو پڑھیے: ☆ ''بولو مت چپ رہو۔''
- اب ان دونوں فقروں کو پڑھیے: ☆ بولو ' مت چپ رہو۔ ☆ بولو مت ' چپ رہو۔

علامت لگانے کی وجہ سے پہلے فقرے کا جو مطلب ہے وہ دوسرے فقرے میں اس کے برعکس ہو گیا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان علامتوں کا استعمال کیا جائے تا کہ مطلب واضح ہو۔

۔ ' ؛ : ؟ :- ! ( ) '' ''

1۔ ۔ خط فاصل (Full Stop): جملہ ختم ہونے کے بعد آخر میں یہ علامت لگائی جاتی ہے۔

جیسے: احمد ایک شریف انسان ہے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

2۔ ، سکتہ (Comma): یہ علامت مختصر ٹھہراؤ کے لیے استعمال کی جاتی ہے جیسے : ہندوستان میں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی بستے ہیں۔

3۔ ؛ وقفہ (Semicolon): یہ علامت طویل ٹھہراؤ کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

جو بوئے گا ؛ وہ کاٹے گا جیسا کروگے ؛ ویسا بھروے گے

4۔ : رابط (Colon): دو مختلف بیانات میں رابط کے لیے اس علامت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

مثلاً: آندھراپردیش کی اہم دریا: کرشنا، گوداوری اور تنگبھدرا ہے۔

5۔ ؟ سوالیہ (Question Mark): سوالیہ جملے حروف استفہام جیسے کب، کیوں، کیا، کہاں کس طرح وغیرہ سے بنتے ہیں ان کے آخر میں سوالیہ نشان لگاتے ہیں۔ جیسے کہاں جارہے ہو؟

6۔ :- تفصیلیہ (Colon with dash): یہ علامت طویل اقتباس یا فہرست سے پیش تر استعمال کی جاتی ہے۔

مثلاً: مولانا ابوالکلام نے کہا تھا:- اس ملک کی بھائی چارگی مجھے عزیز ہے۔۔۔۔۔۔۔

7۔ ! علامت فجائیہ (Exclamatory): جب متکلم اپنے دلی جذبات کا اظہار حروف فجائیہ کے ذریعے کرے تو یہ علامت استعمال کیجاتی ہے۔ جیسے: شاباش! تم نے میدان مارلیا۔

8۔ ( ) قوسین (Brackets): کسی عبارت یا لفظ کی توضیح وتشریح کو قوسین میں لکھا جاتا ہے۔

جیسے: محمد قلی قطب شاہ (بانی شہر حیدرآباد) نے چارمینار کی تعمیر کی۔

9۔ ‘‘ ’’ واوین (Inverted Commas): جب کسی کے قول کو انکے الفاظ میں لکھنا ہوتا ہے تو اس کا استعمال کرتے ہیں۔

جیسے: حالؔی نے غالبؔ کو ’’حیوان ظریف‘‘ کہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔‘‘

منصوبہ کام/لسانی سرگرمیاں

1۔ ایک خوبصورت گاؤں کیسا ہوگا تصور کیجیے۔ ایک ایسے گاؤں کی تصویر حاصل کیجیے جو قدرتی حسن کا شاہکار ہو۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھیے اور مظاہرہ کیجیے۔ آپکے دوست بھی اسی طرح لکھیں گے! ان سب کو جمع کرکے گاؤں کے خوبصورت لوگ کے عنوان سے ایک کتاب ترتیب دیجیے۔ اس کے لیے ایک سرورق بھی تیار کیجیے۔ فہرست عنوانات اور پیش لفظ بھی لکھ کر مظاہرہ کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

3

قصیدہ

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

پڑھیے۔ سوچیے۔ بولیے

اللہ کرے شاد رہے اپنا شاہ
محبوب علی خاں نظام آصف جاہ
ملتا ہے وظیفہ تو وظیفہ یہ ہے
گھر بیٹھے کیا کرتا ہوں اللہ اللہ

Y8D3N2

سوالات:

1۔ مذکورہ بالا اشعار میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟
2۔ کیا آپ کو چار مصرعوں والی کوئی اور نظمیں یاد ہیں؟ سنائیے۔
3۔ مندرجہ بالا نظم اردو ادب کی کونسی صنف ہے؟

مقصد:

قصیدہ نظم کی ایک صنف ہے جس میں کسی کی تعریف یا مذمت بیان کی جاتی ہے۔اس میں اشعار کی تعداد زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو(150) تک ہوتی ہے۔شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ کا لکھا ہوا یہ قصیدہ دراصل حضرت سید عاشق نہال چشتیؒ کی مدح سرائی کرتا ہے۔اس میں قصیدے کے تمام اجزائے ترکیبی شامل ہیں۔اس کے ذریعے بچوں میں قصیدے کی صنف کا تعارف کروانا اور اس کے اجزائے ترکیبی سے واقف کروانا مقصود ہے

ماخذ

اس قصیدے کو کلیات ذوق سے لیا گیا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

صنف کا تعارف

لفظ قصیدہ ''قصد'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے۔شعری اصطلاح میں ایسی نظم کو قصیدہ کہتے ہیں جس میں کسی کی تعریف یا مذمت بیان کی گئی ہو۔قصیدے کے الفاظ پرشکوہ ہوتے ہیں۔تشبیہات اور استعارات کے علاوہ مضمون کی بلندی اور زور بیان بھی قصیدے کے لیے لازم ہے۔اشعار کی تعداد کم از کم پندرہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو تک ہوتی ہے۔ غزل کی طرح قصیدہ کا پہلا شعر بھی مطلع کہلاتا ہے۔اور باقی اشعار کے دوسرے مصرعے مطلع کے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔اس میں بھی غزل کی طرح کئی مطلعے آسکتے ہیں۔قصیدے کے اجزائے ترکیبی اس طرح ہیں۔

(۱) تشبیب (۲) گریز (۳) مدح (۴) مدعا (۵) دعا

عربی سے یہ صنف فارسی میں داخل ہوئی اور فارسی سے اردو میں آئی۔فارسی اور اردو ادب میں قصیدہ درباری ماحول کی پیداوار ہے۔اس لیے شعراء اس میں اپنے تخیل کا پورا زور لگا دیتے ہیں۔چنانچہ تخیل کی پرواز، زور بیان، پرشکوہ الفاظ ہی قصیدہ کی جان ہیں۔ اردو کے بلند پایہ قصیدہ نگاروں میں مرزا محمد رفیع سودا، شیخ محمد ابراہیم ذوق، اور مرزا غالب کے نام اہم ہیں۔

طلبا کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔
2۔ سبق پڑھیے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان الفاظ کے نیچے خط کھینچیے۔
3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

شاعر کا تعارف

شیخ محمد ابراہیم نام اور ذوق تخلص تھا۔1788ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔والد کا نام شیخ رمضان تھا جو ایک غریب سپاہی تھے۔ابتدائی تعلیم حافظ غلام رسول سے پائی۔کلام کی اصلاح بھی انہیں سے لیتے تھے بعد میں شاہ نصیر کے شاگرد ہوئے۔عربی، فارسی اور علوم اسلامی پر عبور حاصل تھا۔لیکن شعر گوئی میں کمال پیدا کیا۔ یہاں تک کہ ولی عہد سلطنت بہادر شاہ ظفر کے استاد مقرر ہوئے۔اکبر شاہ ثانی نے خان بہادر اور خاقانی ہند کے خطاب سے سرفراز کیا۔

ذوق اپنے زمانے کے استاد کامل تھے۔غزل گوئی اور قصیدہ نگاری میں ان کا مرتبہ انتہائی بلند ہے۔ان کا کلام صفائی، سادگی اور برجستگی کے لیے مشہور ہے۔محاورہ، روزمرہ اور ضرب الامثال کو استعمال کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔کلام میں اخلاقی مضامین کی کثرت ہے۔اکثر صوفیانہ خیالات بھی نظم کرتے ہیں۔کئی لاکھ اشعار کہے لیکن غدر کے زمانے میں بہت سا کلام ضائع ہو گیا۔مولانا محمد حسین آزاد کی کوشش سے کچھ کلام بچ گیا وہی آج کل مروج ہے۔مرزا خان داغ دہلوی، بہادر شاہ ظفر اور مولانا محمد حسین آزاد مشہور شاگرد ہیں۔غدر سے تین سال قبل 1854ء کو دہلی میں وفات پائی۔انتقال سے چند لمحے قبل یہ شعر کہا ؎

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

صوفی بزرگ حضرت سید عاشق نہال چشتیؒ کی ولایت کا شہرہ دکن سے دلی تک تھا۔ ذوقؔ بھی ان سے متاثر تھے لہذا انھوں نے اپنے جذبات وعقیدت کا اظہار اس قصیدے میں کیا ہے۔ حضرت ممدوحؒ کی ہستی اس دنیا میں ابر درفشاں یعنی موتی لٹانے والی ابر کی مانند ہے۔ حضرت ذوقؔ نے شاہ کرامت خصال کے اوصاف کو کس طرح منظوم انداز میں پیش کیے ہیں آیئے اس قصیدے میں دیکھتے ہیں۔

(I)

وہ ابر دُرفشاں ہے، چمن میں کمال کے
عاشق نہال کیوں نہ ہوں عاشق نہال کے

یک ذرہ، چشمِ مہر سے، گروہ نظر کرے
بھر جائیں پل میں لعل سے، دامن جبال کے

ہے اس کے آگے بحر بھی کشتی بہ کفِ گدا
کھولے نہیں، صدف ہی نے کچھ، لب سوال کے

کشتی گدا کی کشتی پرزر ہو، آن میں
دستِ عطا سے، اس شہِ دریا نوال کے

ہیں اس کے در کے خاک نشیں اس قدر غنی
خواہاں وہ ملک کے ہیں، نہ جویا ہیں مال کے

کرتے ہیں جانور بھی، ہمیشہ اسی کا ذکر
نکلے ہے پیر پیر، سدا منہ سے لال کے

سوچیے بولیے۔

1۔ شاعر نے ممدوح کے کن کمالات کا ذکر کیا ہے؟
2۔ اولیاءاللہ کی بخشش کا کمال کیا ہوتا ہے؟
3۔ شاعر کے خیال میں کشتی بہ کفِ گدا کا کیا مطلب ہے؟
4۔ اللہ کے نیک بندوں کو کس چیز کی فکر نہیں ہوتی؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

(II)

جی چاہتا ہے، ہو کے مخاطب بیاں کروں
اوصاف ایسے شاہِ کرامت خصال کے

اے سیّد جلال کے خورشیدپُر جلال
قربان جایئے ترے جاہ و جلا ل کے

گردوں بھی پست ہو کے ہوا، خوب منفعل
رتبے کو دیکھ کر ترے اوجِ کمال کے

انجم جنہیں سمجھتے ہیں لوگ اپنے زعم میں
قطرے جبیں پہ ہیں، عرق انفعال کے

دیکھا جو تیرے فیض کو جاری، تو رہ گیا
دریا بھی، منہ بھنور کے گریباں میں ڈال کے

سوچیے بولیے۔

1۔ شاعر نے ستاروں کو کس سے تشبیہ دی ہے؟

2۔ خورشیدپُر جلال کا کیا مطلب ہے؟

3۔ ممدوح کے مرتبے کی بلندی کو دیکھ کر آسمان کا کیا حال ہوا؟

4۔ ممدوح کے کمال کے کون کون معترف نظر آتے ہیں؟

(III)

جو دیکھے تیرے ظرف کو، اس کی نگاہ میں
جامِ جہاں نما ہے برابر سفا ل کے

ہے گرچہ تو جنوب میں، لیکن ترا جمال
روشن سوا، جمال سے قطب شمال کے

سنتے ہیں، جاں نثاروں سے، جب تیرا ذکر خیر
گویا اذان سنتے ہیں، منہ سے بلالؓ کے

سرتاقدم ہیں شوق، ترے طالب جمال
مشتاق روزہ دار کھڑے ہیں ہلال کے

بے تاب اس قدر ہیں، ترے اشتیاق مند
جیسے طیور تازہ گرفتار جال کے

سوچیے بولیے۔

1۔ دریا ممدوح کے آگے اپنی شرمندگی کا اظہار کیسے کرتا ہے؟

2۔ بزرگانِ دین کے نزدیک دنیا کی حیثیت کیسی ہوتی ہے؟

3۔ جاں نثاروں سے کیا مراد ہے؟

4۔ ممدوح کے طالب جمال کیسے ہیں؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

شاہا! یہ تیرا ذوقؔ ہے امیدوار لطف ہو حال پر نگاہ ' اس آشفتہ حال کے

تاجلد ' اس کا کوکب طالع پئے طلوع آجائے گھر میں اوج کے' گھر سے وبال کے

کردے تو' پاس نام سے اپنے اسے نہال جوں غنچہ دل گرفتہ ہے' باعث ملال کے

دنیا میں ساتھ چین کے' ہو زندگی بسر ایمان اس کے ساتھ ہو' وقت انتقال کے

اور اُٹھے صبح حشر' شفق دار سرخ رو

یہ' رنگ دوستی سے محمد ﷺ کی آل کے

سوچیے بولیے۔

1۔ مذکورہ بالا اشعار میں آپ کو کونسا شعر پسند ہے اور کیوں؟

2۔ شاعر ان اشعار میں کیا بیان کرنا چاہتا ہے؟

3۔ دنیا میں ہماری زندگی کس طرح گزرنی چاہیے؟

4۔ آپ روزمرہ زندگی میں کیا کیا کرتے ہیں؟

5۔ ''ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو'' اس کا آپ کیا مطلب سمجھتے ہیں؟

خلاصہ

یہ قصیدہ دکن کے ایک مشہور صوفی بزرگ حضرت سید عاشق نہال چشتیؒ کی مدح میں لکھا گیا ہے۔ جن کی ولایت کا شہرہ دکن سے دلی تک تھا۔ ذوقؔ بھی ان سے متاثر تھے لہٰذا انہوں نے اپنے جذبات وعقیدت کا اظہار اس قصیدے میں کیا ہے۔

ذوقؔ قصیدے کی تشبیب میں کہتے ہیں کہ حضرت ممدوحؒ کی ہستی اس دنیا میں ابر درفشاں یعنی موتی لٹانے والی ابر کی مانند ہے۔ اس لیے آپ کے چاہنے والے کیوں مالا مال نہ ہوں گے۔ سورج اور چاند میں جو روشنی نظر آ رہی ہے۔ دراصل یہ بھی ان ہی کے جمال سے روشن ہیں۔ ان کی نظر کرم کا یہ حال ہے کہ اگر وہ نظر کرم کریں تو پہاڑوں کے دامن بھی ایک پل میں قیمتی موتی و جواہرات سے بھر

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

جائیں۔ان کی عطا وبخشش کا یہ حال ہے کہ ان کے آگے صدف ہی نہیں بلکہ سمندر بھی کشتی بہ کف گدا ہے یعنی فقیر کی طرح ہاتھ میں کٹورا لیے مانگ رہا ہے۔اور آن کی آن میں یہ کٹورا سونے چاندی سے بھر جاتا ہے۔ان کے در کی خاک نشین اس قدر غنی ہیں کہ نہ وہ مال و دولت کی خواہش رکھتے ہیں نہ انہیں اس کی جستجو ہے۔ یہاں تک کہ جانور بھی ہمیشہ ان ہی کا ذکر کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لال (لال رنگ کی چھوٹی سی چڑیا) کے منہ سے بھی ہمیشہ پیر پیر کی آواز آتی دکھائی پڑتی ہے۔

ذوقؔ ''تشبیب سے گریز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسی لیے میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں بھی ایسے شاہ کرامت خصال کے کچھ اوصاف بیان کروں۔

ذوقؔ ممدوح کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے جاہ وجلال کے سردار حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتو میں تیرے جاہ و جلال پر قربان جاؤں۔اس دنیا میں آپؐ کی ہستی ایک ایسی شمع کی مانند ہے جس کو صانع یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔آپؐ کے بلند مرتبہ کے آگے آسمان بھی پست ہوکر شرمندہ ہوگیا ہے۔آسمان پر جو ستارے چمک رہے ہیں۔دراصل وہ آسمان کی پیشانی پر شرمندگی کے قطرے ہیں۔اے ممدوح آپؐ کی سخاوت کا یہ حال ہے کہ دریا جو سخاوت کے لیے مشہور ہوتا ہے وہ بھی آپ کی سخاوت کے آگے شرمندہ ہوکر بھنور میں آ گیا ہے آپ کی سخاوت سے جو لوگ واقف ہیں۔وہ جام جاہ نما کو بھی مٹی کے جام کے برابر سمجھتے ہیں۔اگر چہ کہ آپ جنوب میں ہیں لیکن آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ شمال تک پھیلا ہوا ہے۔آپ کے چاہنے والوں سے جب آپ کا ذکر سنتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت بلالؓ سے اذاں سن رہے ہیں۔آپ کے چاہنے والے' آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے کچھ ایسے مشتاق ہیں جیسے روزہ دار ہلال کی ایک جھلک دیکھنے کے مشتاق ہوتے ہیں تا کہ ان کی عید ہوجائے۔آپ کے چاہنے والے ہمیشہ کچھ ایسے مضطرب و بے تاب رہتے ہیں جیسے کوئی پرندہ قید ہونے کے ساتھ ہی آزادی کے لیے مضطرب و بے تاب رہتا ہے

آخر میں ذوقؔ دعا کے طلب گار ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے شاہ کرامت خصال یہ ذوقؔ بھی آپ کے لطف وکرم کا امیدوار ہے۔اس کی آشفتہ حالی پر بھی لطف وکرم کی ایک نگاہ ڈال دیجیے تا کہ اس کی قسمت بھی چمک جائے اور پریشانی دور ہوجائے۔ذوقؔ کہتے ہیں کہ اپنے نام کی رعایت اور پاس ولحاظ سے آپ مجھے بھی نہال کر دیجیے تا کہ میں دنیا میں چین وآرام سے زندگی بسر کرسکوں اور انتقال کے وقت میرا ایمان میرے ساتھ ہو اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کے صدقے میں بروز قیامت سرخ روا ُٹھوں۔

☆☆☆☆☆

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کیجیے

I. سمجھنا۔اظہارخیال کرنا

T8E8C9

(الف) قصیدے کوترنم سے پڑھیے۔اشعار کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(ب) آن ہی آن میں کشتی پُر زر ہونے سے کیا مراد ہے؟

(ج) سیدجلال کے خورشید پرجلال سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے۔

(د) قصیدے میں ہم وزن اور ہم آہنگ الفاظ کو چن کر لکھیے۔

ہم وزن	ہم آہنگ

(ھ) قصیدہ میں شاعر، ممدوح کو کن کن القاب وآداب سے مخاطب کیا ہے؟

(و) ذیل میں دیئے گئے جملے قصیدے کے چند اشعار سے مطابقت رکھتے ہیں۔قصیدہ سے ان اشعار کو ڈھونڈ کر لکھیے۔

1۔ اللہ کے نیک بندوں کی تعریف ساری مخلوق کرتی ہے۔

2۔ اللہ کے نیک بندوں کا چرچا ہر سمت پھیلا ہوتا ہے۔

3۔ تیرے چاہنے والوں سے آپ کا ذکر خیر سنتے ہیں تو کس کی یاد آتی ہے؟

4۔ ہماری زندگی سکوں سے ساتھ گزر جاے۔

5۔ پریشاں حال پر ایک نظر کرم کی ضرورت ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

ز۔ ذیل کے اشعار پڑھیے اور ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

دل ہی تو ہے، نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں!
روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں!
دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم، غیر ہمیں اُٹھائے کیوں!
قید حیات و بند غم، اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں!
غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں!
روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں

سوالات:

1۔ دل درد سے بھر آتا ہے۔ کیوں؟
2۔ شاعر کیوں کہہ رہا ہے کہ غیر ہمیں رہ گذر سے نہ اُٹھائے؟
3۔ شاعر کن دو چیزوں کو سکہ کے دو رُخ بتلاتا ہے کیوں؟
4۔ غم انسان کے ساتھ کیوں لگے ہوتے ہیں؟
5۔ زار زار رونے اور ہائے ہائے نہ کرنے کا مشورہ کیوں دیا جا رہا ہے؟

II. اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے جواب 4 تا 5 جملوں میں لکھیے۔

1۔ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کس طرح ممکن ہے؟
2۔ نیک بندوں کے رتبے کو دیکھ کر عام لوگ کیسا محسوس کرتے ہیں؟
3۔ ممدوح کے اوصاف کے متعلق شاعر کے دل میں کیا خواہش پیدا ہو رہی ہے؟
4۔ قصیدہ کے آخری شعر میں حشر کے میدان کے تعلق سے کیا تذکرہ کیا گیا ہے؟
5۔ قصیدہ کے کونسے شعر میں شاعر نے اپنا تخلص بیان کیا ہے۔ اسے ڈھونڈیے اور لکھیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

(ب) ذیل کے سوالوں کے جواب 10 تا 12 جملوں میں لکھیے

1۔ قصیدہ کا خلاصہ اس کے اجزائے ترکیبی کے اعتبار سے لکھیے۔

2۔ جانور بھی اللہ اور اس کے نیک بندوں کا ذکر کس طرح کرتے ہیں؟

3۔ کسی کی مداح سرائی کن اوصاف کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے؟

(ج) تخلیقی/توصیفی انداز میں لکھیے

1۔ اپنی پسندیدہ شخصیت کی مداح سرائی کیجیے۔

2۔ آپ کے علاقے میں اگر کوئی بہترین اوصاف کے حامل شخصیت ہو تو ان کا انٹرویو لیجیے۔ اور کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیے۔

3۔ سچائی، امانت داری، صبر و شکر جیسی اعلیٰ انسانی صفات کی ستائش کرتے ہوئے بتلائیے کہ یہ صفات معاشرہ کی بھلائی کے لیے کیسے ضروری ہیں؟

III. زبان شناسی

لفظیات

(الف) حسب ذیل مرکبات کی وضاحت کیجیے۔

ابر درفشاں، عاشق نہال، چشم مہر و ماہ، کشتی بہ کف گدا، دست عطا، عرقِ انفعال، آشفتہ حال، باعث ملال، کوکب طالع، صبح حشر

(ب) ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی لکھیے۔

1۔ طیور درختوں پر اپنا بسیرا کرتے ہیں ( )

a) جانور b) انسان c) حیوان d) پرندے

2۔ زخمیوں کو دیکھ کر میری چشم تر ہوگئی ( )

a) کان b) زبان c) آنکھ d) عقل

3۔ دعاوں سے ہمیں فیض حاصل ہوتا ہے۔ ( )

a) نفع b) نقصان c) دُکھ d) غم

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

4۔ زاہد ٹیچر بننے کا مشتاق ہے (   )

a) عقل مند b) آرزومند c) ہنرمند d) سودمند

5۔ جاوید کے ظرف کے سب ہی قائل ہیں (   )

a) دانائی b) بینائی c) روشنائی d) مسیحائی

(ج) ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی معلوم کرتے ہوئے انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

1۔ اللہ ساری دنیا کا صانع ہے۔

2۔ اللہ کے نزدیک شاہ و گدا سب برابر ہیں۔

3۔ نافرمان اولاد ماں باپ کے لیے وبال بن جاتی ہے۔

4۔ خالد کا چہرہ کوکب کی طرح ہے

5۔ گردوں پر بادل چھائے ہوئے ہیں۔

قواعد

تقطیع: تقطیع کے لغوی معنی ٹکڑے کرنا/قطع کرنا ہے اصطلاح عروض میں تقطیع کرنا سے مراد شعر کا وزن کرنا ہے شعر کے اجزاء کو بحر کے ارکان پر تولنے یا وزن کرنے کا نام تقطیع ہے۔ تقطیع میں ساکن حرف کے برابر ساکن اور متحرک حرف کے برابر متحرک لایا جاتا ہے۔ اس کے لیے باضابطہ اصول وضوابط مقرر کر دیے گئے ہیں جن میں اہم درج ذیل ہیں۔

1۔ تقطیع میں ساکن کے مقابل ساکن اور متحرک کے مقابل متحرک لانا ہوتا ہے۔ اس کے لیے اختلاف حرکات کا لحاظ نہیں ہوتا۔

2۔ صرف ملفوظ حروف کا شمار ہوگا۔ یعنی صرف وہی حروف تقطیع میں شمار ہوں گے جو پڑھے جاتے ہیں۔ چاہے وہ لکھے ہوئے ہوں یا نہ لکھے ہوئے ہوں۔

3۔ حروف غیر ملفوظ کا شمار نہیں ہوگا۔ یعنی ایسے حروف جو لکھے تو جاتے ہیں لیکن پڑھے نہیں جاتے ان کا شمار تقطیع میں نہیں ہوگا۔ حروف غیر ملفوظ کی چند مثالیں یہ ہیں۔

- نون غنہ: جیسے شگوں، سکوں، میں، کی 'ن' غنہ کا شمار نہیں ہوگا۔
- واؤ معدولہ: جیسے خواہش، خواب، خوش وغیرہ کی واؤ کا شمار نہیں ہوگا۔
- ہائے مختفی: جیسے: غنچہ، رفتہ، افسانہ وغیرہ میں ''ہ'' کا شمار نہیں ہوگا۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

- واوٴ عطف: جیسے شیر وشکر، نقش ونگار وغیرہ کی ''و'' شمار نہیں ہوگی۔ البتہ زور دے کر پڑھی جائے تو شمار ہوگی۔
- حروف شمسی کی الف لام جو پڑھی نہیں جاتی شمار نہیں ہوتی۔ جیسے: عبدالرحیم، کی الف لام

4۔ اگر دو ساکن ہوں تو دوسرا ساکن متحرک ہوجائے گا۔ جیسے ''پاس'' کی ''س'' متحرک ہوجائے گی۔

5۔ اگر تین ساکن ہوں تو دوسرا ساکن متحرک ہوگا تیسرا ساکن شمار نہیں ہوگا۔ جیسے: دوست کا واوٴ ساکن سین متحرک اور ''ت'' شمار نہیں ہوگا۔

6۔ ہندی حروف کی مخلوط ہائے جس کو دو چشمی لکھا جاتا ہے جیسے بھ، پھ، تھ، جھ، چھ وغیرہ یہ تمام بظاہر دو حروف ہیں لیکن تقطیع میں یہ ایک ہی حرف شمار ہوں گے۔

7۔ الف ممدودہ میں دو الف شمار کیے جائیں گے۔ جیسے آم - میں ا ا م

8۔ مشدد حروف کا شمار بھی دو حرف کا ہوگا۔

9۔ تنوین کا شمار بھی دو حرف کا ہوگا۔

10۔ ہمزہ اگر کھینچ کر پڑھی جائے تو شمار ہوگی۔

11۔ ہندی الفاظ کی واوٴ تقطیع میں شمار نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے قبل کے حرف پر صرف حرکت دے گی۔ جیسے سوٴ تو کی شکل سُ، تُ ہوگی۔

ان کے علاوہ بھی اور بہت سے باریک نکتے ہیں جن کا تقطیع کے وقت لحاظ رکھا جاتا ہے۔

مشق: 1

1. گھر، گھل ان الفاظ میں کتنے حروف ہیں؟
2. گہر، نہر ان الفاظ میں کتنے حروف ہیں؟
3. تنخواہ، دسترخوان ان الفاظ میں کونسا حرف غیر ملفوظ ہے۔
4. معناً ، عموماً ، لازماً ان الفاظ میں عروض کے لحاظ سے کتنے حروف ہیں۔
5. تقطیع میں نون غنہ کا کیا لحاظ رکھا جائیگا۔
6. ''عِیدُالفِطَرْ'' تقطیع میں الف لام شمار ہوگی یا نہیں؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

☆ کوئی دو شعرا کے قصیدے اپنی لائبریری سے اکٹھا کیجیے اور انہیں کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنایئے

یا

☆ آپ نے اگر کوئی قصیدہ پڑھا ہو تو اسے حاصل کر کے اسکا خلاصہ لکھ کر کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنایئے۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن

مُلّا کی اذاں اور ہے مجاہد کی اذاں اور

S.C.E.R.T. TELANGANA

4

قلی قطب شاہ کا سفرنامہ

مجتبیٰ حسین

پڑھیے سوچیے اور بولیے

ایک مرتبہ ایک غریب آدمی راستہ چلتے چلتے تھک کر گرمی سے بچنے کے لیے ایک محل کے سایے میں ٹھہر گیا۔اس وقت محل میں کوئی تقریب ہورہی تھی۔ یہ دیکھ کر وہ اپنے آپ میں بڑ بڑانے لگا۔ میں دن بھر محنت کرتا ہوں تو بڑی مشکل سے دو وقت کی روٹی نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ امیر لوگ کتنے آرام و آسائش سے زندگی کے مزے لوٹتے ہیں۔ اتفاق سے اسکی بڑبڑاہٹ کو محل کے مالک سندباد جہازی نے سن لیا۔ اور اسے محل میں بلوا کر اپنے ساتھ بٹھا کر بہترین اقسام کے کھانے کھلائے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سندباد نے کہا میں نے تمہاری باتیں سن لیں ہیں چلو میں تمہیں اپنی دولتمندی کا راز بتاتا ہوں۔ پھر سندباد نے کہا" میرے والد بغداد کے سوداگر تھے ان کے انتقال کے بعد میں نے ملکوں کے سفر کی ٹھان لی۔ اس کے بعد میں نے کئی علاقوں اور ملکوں کی سیر وتفریح کی۔ ہر سفر میرے لیے ایک نیا تجربہ ہوتا تھا۔ مسلسل سفر وسیاحت اور تجارت کی وجہ سے میرے علم و تجربے کے ساتھ میری دولت میں بھی اضافہ ہوا۔ آج میری جو شان و شوکت تم دیکھتے ہو وہ میری انتھک محنت اور جستجو کا نتیجہ ہے اور میری ہمت و حوصلہ کا انعام ہے۔

سوالات:

1۔غریب آدمی نے کیا شکوہ کیا؟

2۔غریب آدمی کو شکوہ کرتے ہوئے کس نے سنا؟ اور اس نے غریب آدمی کیساتھ کیا سلوک کیا؟

3۔سندباد کی دولت مندی کا راز کیا تھا؟

4۔کیا آپ نے کبھی دور دراز کے مقامات کا سفر کیا ہے؟

5۔سیاحت کرنے والے اپنے سفر کی روداد لکھتے ہیں اسے کیا کہتے ہیں؟

U9Z1M3

مقصد/مدعا

سلطان محمد قلی قطب شاہ کا سفرنامہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں طنز و مزاح کا خاص عنصر موجود ہے۔ یہ نہ صرف ایک مصنف کا مضمون بلکہ آپ بیتی کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ اس سبق میں مصنف نے شہر حیدرآباد کی گذشتہ چار سو سال میں شہر کی بدلی تہذیب وتمدن کو تاریخی پس منظر سے مربوط کرتے ہوئے بہترین پیرائے میں بیان کیا ہے اس سبق کا خاص مقصد بچوں میں جمالیاتی ذوق کا فروغ، طنز و مزاح اور تہذیب و تمدن سے واقف کروانا اور ان میں اس طرح کی تحریروں کو پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

ماخذ

یہ سبق جناب مجتبیٰ حسین کے مزاحیہ مضامین کے مجموعے سے لیا گیا ہے

صنف کی تعریف

مزاح نگاری انشائیہ کی وہ قسم ہے جس میں بامحاورہ زبان کو بڑے لطیف اور وقار کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے منتخب کردہ موضوع کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ قارئین اس کی شگفتگی، لطافت اور طنز و مزاح سے لطف اندوز ہوں۔ ظرافت کا پہلو اس حد تک نمایاں ہوتا ہے کہ پڑھنے یا سننے والے کی زبان اور کان بار محسوس نہیں کرتے بلکہ پڑھنے اور سننے والے سبھی تبسم ریز رہتے ہیں۔

اُردو میں پطرس بخاری، رشید احمد صدیقی، فرحت اللہ بیگ، شوکت تھانوی، عظیم بیگ چغتائی کنہیا لال کپور اور فکر تونسوی وغیرہ نے اعلیٰ معیار کے مزاحیہ مضامین لکھے ہیں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔ جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

مصنف کا تعارف

مجتبیٰ حسین 15 / جولائی 1936ء کو ضلع گلبرگہ (کرناٹک) میں پیدا ہوئے۔ 1956ء میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن سے بی۔اے کیا۔ پھر روزنامہ سیاست' حیدرآباد سے وابستہ ہوئے۔ 1962ء میں اسی اخبار میں مزاحیہ کالم نگاری شروع کی۔ 1972ء میں حیدرآباد سے دہلی منتقل ہوئے اور نیشنل کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ سے وابستہ ہوئے جہاں سے 1991ء میں بحیثیت ایڈیٹر وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔ 1993ء میں روزنامہ 'سیاست' کے لیے دوبارہ کالم نگاری شروع کی۔

تصانیف: تکلف برطرف' قطع کلام' قصہ مختصر' بہر حال' آدمی نامہ' بالآخر' جاپان چلو جاپان چلو' الغرض' سو ہے وہ بھی آدمی' چہرہ در چہرہ' سفر لخت لخت' آخر کار' ہوئے ہم دوست جس کے' میرا کالم' مجتبیٰ حسین کی بہترین تحریریں ہیں۔

اعزازات: غالب انسٹی ٹیوٹ' دہلی کا پہلا غالب ایوارڈ برائے اُردو طنز و مزاح: 1984' کل ہند مخدوم محی الدین ایوارڈ' آندھرا پردیش اُردو اکادمی: 1993' حکومت کی جانب سے پدم شری کا اعزاز: 2007' گلبرگہ یونیورسٹی کی جانب سے ڈی۔لٹ کی اعزازی ڈگری: 2010'

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

ابتدائیہ

جب جہانگیر علی کو یقین ہوگیا کہ میں سچ مچ کا قلی قطب شاہ ہوں تو وہ میرے قدموں پر گر پڑا۔ کہنے لگا ''عالم پناہ! میں اپنی گستاخی کے لیے معافی کا طلب گار ہوں۔ اب آپ میرے ساتھ شہر میں واپس چلیئے۔ نہ تو میٹر سے کرایہ لوں گا نہ ویٹنگ چارج کروں گا۔ چار مینار کو گولی ماریئے۔ میری جھونپڑی آپ کے لیے حاضر ہے۔'' میں نے کہا ''جہانگیر علی میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن اب بالا حصار تک آ گیا ہوں۔ اتنی بلندی سے پھر اس شہر کی پستی کی طرف نہیں جانا چاہتا! آیئے محمد قلی قطب شاہ اور آٹو ڈرائیور کے درمیان ہوئی دلچسپ گفتگو کے بارے میں مزید جانیں گے۔

I

حضرات! میں محمد قلی قطب شاہ ہوں۔ وہی قلی قطب شاہ جس نے اس شہر میں ''چار مینار'' بنوا کر اس شہر کو آباد کیا تھا۔ اگر میرا قصور ہے تو بس اتنا ہی ہے۔ میں چار سو سال بعد اس شہر میں ویسے تو صرف چار دن رہنے کے ارادے سے آیا تھا۔ لیکن اب صرف ایک ہی دن میں واپس جا رہا ہوں۔ اتنا حیدرآباد میرے لیے نہ صرف کافی بلکہ بہت کافی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں چار سال پہلے حیدرآباد کے چار سو سالہ جشن کے موقع پر آنا چاہتا تھا لیکن کیا کروں مجھے نیچے کی دنیا میں آنے کے لیے وقت پر ویزا ہی نہیں ملا۔ میں جب جب ویزا لینے کے لیے گیا تو فرشتوں نے بتایا کہ حیدرآباد کا چار سو سالہ جشن ملتوی ہو گیا ہے۔ جب ہوگا تو تمہیں ویزا دیا جائے گا۔ یوں خالی پیلی وہاں تمہارے جانے کا کیا فائدہ۔ سوچا تو قصور میرا ہی نکل آیا کہ میں نے اس شہر کو بسانے سے پہلے چار مینار کو بنوایا۔ اب حیدرآبادی ہر کام چار کے ہندسے کو ذہن میں رکھ کر کرتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے چار شادیاں کرنے کی بات میں نہیں کرتا۔ حیدرآبادی اپنے شہر کا جشن منانے کا ارادہ کرتے ہیں تو چار سو سال کا اور وہ بھی مناتے ہیں تو چار سال بعد۔ میں تو کیا یہاں ایک انوکھی اور نئی سواری بھی دیکھی جسے آٹو رکشا کہتے ہیں۔ اس میں صرف تین آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے مگر اس میں بیٹھتے چار آدمی ہیں۔ اس سواری کی خوبی یہ ہے کہ اس کے اگلے پہیہ کو کہیں بھی داخل کرنے کی ذرا سا بھی گنجائش نظر آئے تو سالم سواری اس میں بیٹھی ہوئی سواریوں سمیت اس جگہ میں نکل جاتی ہے۔ چار سو سال میں اس شہر نے میرے بعد سائنس کے میدان میں جو ترقی کی ہے اس کی یہ سب سے عمدہ مثال ہے۔ میں نے اس سواری میں بیٹھ کر اپنے بسائے ہوئے شہر حیدرآباد کو دیکھنے کی کوشش کی۔ نتیجہ میں اس شہر کو بالکل نہیں دیکھ پایا۔ کیونکہ جیسے ہی میں کسی کو دیکھنا شروع کرتا تھا تو آٹو رکشا مجھے اچانک اچھال کر میرے منھ کو دوسرے منظر کی طرف کر دیتا تھا۔ اس سواری کو چلانے والا جہانگیر علی بھی بہت دلچسپ آدمی تھا۔ میں چونکہ رات کے پچھلے پہر حیدرآباد میں وارد ہوا تھا۔ اس لیے پہلے تو آنکھیں مل مل کر دیکھنے کی

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

کوشش کرتا رہا کہ میں کہاں ہوں۔ بعد میں احساس ہوا کہ میں موسی ندی کے کنارے کھڑا ہوں اور غالبًا یہی وہ جگہ ہے جہاں سے میں گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ متی سے ملنے جایا کرتا تھا۔ پہلے تو میں اپنے گھوڑے کا انتظار کرتا رہا۔ وہ نہیں آیا تو میں نے بھاگ متی کو پکارنا شروع کر دیا۔ بھاگ متی وہ نہیں آئی البتہ جہانگیر علی آ گیا۔ بولا ''میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟'' میں نے کہا ''مجھے اس ندی کے پار کر کے بھاگ متی سے ملنے کے لیے دوسری جانب جانا ہے۔ مگر میرا گھوڑا اب تک نہیں آیا ہے''۔ جہانگیر علی نے مجھے غور سے دیکھا اور کہا ''آپ نے آج غالبًا پیا باج پیالہ کچھ زیادہ ہی پی لیا ہے۔ تبھی تو اپنے آپ کو قلی قطب شاہ سمجھ رہے ہو۔'' میں نے کہا ''میں ہوں ہی قلی قطب شاہ''۔ جہانگیر علی نے کہا ''تب تو آج آپ کی سواری میں رہنے کا لطف آ جائے گا۔ گھوڑے کو ماریئے گولی اور میرے آٹو رکشا میں بیٹھ جائیے۔ میٹر سے جو کچھ بنے گا وہ دیجیے۔ البتہ ویٹنگ کا چارج الگ سے ہوگا۔'' میں نے کہا ''ویٹنگ کا کیا چارج ہوگا؟'' بولا '' پانچ روپے فی گھنٹہ کے حساب سے لوں گا۔ چار سو سال پہلے سے ویٹنگ کا جو چارج ہوگا وہ آپ دیکھ سمجھ کر دیجیے۔'' میں نے حیرت سے کہا ''چار سو سال کی ویٹنگ!'' بولا ''اور کیا؟ ہم تو رکشہ چلاتے ہیں اور ویٹنگ میں ہی زیادہ کماتے ہیں۔ اور حضور ذرا یہ سوچیے کہ آپ نے اس شہر میں آنے میں کتنی دیر کر دی''۔

سوچیے۔ بولیے

1۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کون تھے؟ اور آپ انکے بارے میں کیا جانتے ہیں؟

2۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ نے شہر حیدر آباد سے ایک دن میں واپس ہو جانا چاہا تھا۔ کیوں؟

3۔ سلطان محمد قلی نے آٹو رکشا کو انوکھی اور نئی سواری کیوں کہا؟

4۔ سلطان محمد قلی نے آٹو رکشا کے سفر کو کس طرح بیان کیا؟

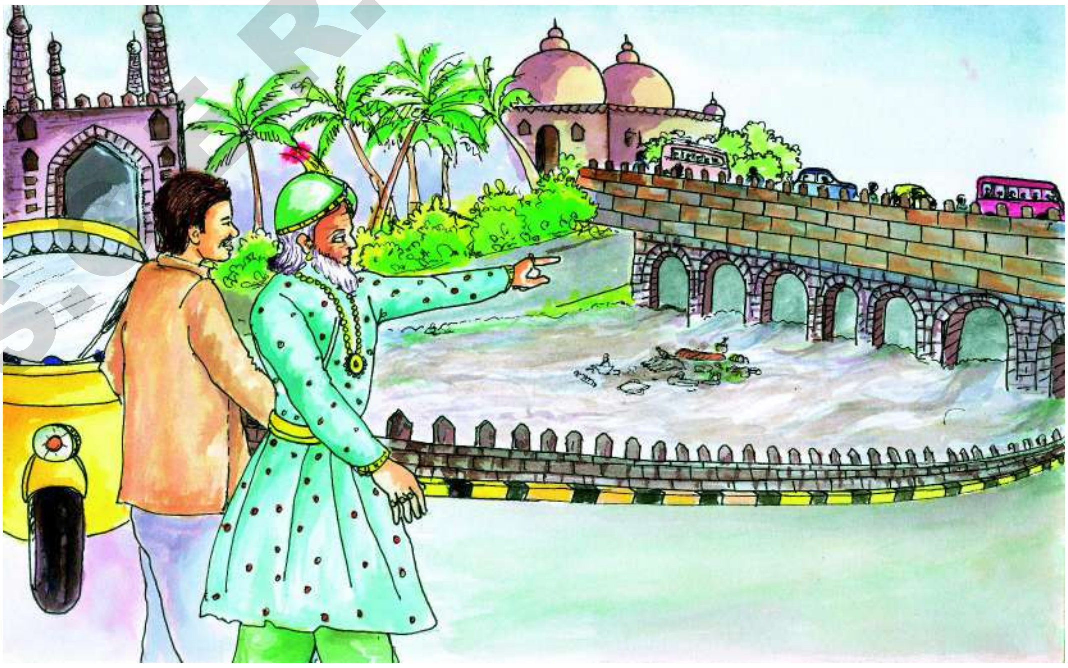

S.C.E.R.T. TELANGANA

II

میں نے اس سے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا اور آٹو رکشا میں بیٹھ گیا۔اس نئی سواری کا جائزہ لیکر میں نے کہا ''مگر تم اسے ندی میں سے کیسے لے جاؤ گے؟'' بولا'' حضور! جسے آپ بار بار ندی کہہ رہے ہیں اس میں اب پانی نہیں رہتا۔ مچھر اور بھینسیں رہتی ہیں۔ برسہا برس بیت گئے اور میں اس ندی میں کبھی پانی کو بہتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' میں نے پوچھا'' پھر اس شہر کے لوگ اپنی پیاس کس طرح بجھاتے ہیں؟'' جہانگیر علی بولا'' حضور! اس کے لیے شہر میں ایک محکمہ آبرسانی موجود ہے جس کا کام نلوں سے نہیں بلکہ اس شہر کے باسیوں کی آنکھوں کے ذریعہ پانی سربراہ کرنا ہے لوگ دو دو تین تین دن انتظار کرتے ہیں تو اس شہر کے نلوں میں چار پانچ قطرے نکل آتے ہیں۔البتہ عوام کی آنکھوں کا پانی کبھی نہیں سوکھتا۔یہ الگ بات ہے کہ اس شہر کے حکمرانوں کے آنکھوں کا پانی مر گیا ہے۔''

جہانگیر علی کے اس بیان کو سن کر میں خوش تو بہت ہوا کہ میرے شہر کے لوگوں نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ آبرسانی کے نظام کا تعلق نلوں سے نہیں بلکہ راست طور پر عوام کی آنکھوں سے جوڑ دیا ہے سچ تو یہ ہے کہ اس ترقی کا حال سن کر میری آنکھوں سے بھی اچانک خوشی کے آنسو نکل آئے۔

جہانگیر علی جب ندی کو پار کرنے کی بجائے اپنے آٹو رکشا کو دوسری سمت لے جانے لگا تو میں نے کہا'' تم ندی میں سے کیوں نہیں چلتے؟'' بولا'' سرکار اگر چہ یہ ندی بالکل نہیں بہتی لیکن اس وقت رات کا پچھلا پہر ہے۔ یہ وقت مچھروں اور دیگر حشرات الارض کے آرام کرنے کا ہے۔اس وقت رعایا کے آرام میں خلل ڈالنا آپ کو زیب نہیں دے گا۔ ویسے حکومت نے اس ندی کو عبور کرنے کے لیے اس کے اوپر پانچ چھ پل بھی بنا رکھے ہیں۔لیکن ان پلوں کی تعمیر کچھ ایسی ہے اور ان پر جابجا اتنے کھڈ موجود ہیں کہ ان پر سے گزرتے ہوئے آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ جیسے آپ پل کے اوپر سے نہیں بلکہ خود ندی میں سے گزر رہے ہیں۔اس لیے حکومت اب ان پلوں کو آسانی سے پار کرنے کے لیے ان پلوں کے اوپر بھی پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے میں نے کہا'' پل کو پار کرنے کے لیے پل! یہ کیا احمقانہ بات ہے۔ جب یہ ندی بہتی ہی نہیں تو اس پر پل بنانے کی کیا ضرورت تھی اور اگر یہاں واقعی پل بنائے گئے تھے تو پلوں کو پار کرنے کے لیے ان کے اوپر اب پھر پُل بنانے کی ضرورت کیوں پیش آرہی ہے؟''۔

جہانگیر علی بولا'' سرکار مجھے تو لگتا ہے۔اس شہر کے حکمرانوں کی سب سے بڑی ہابی پل بنانا ہے۔اگر پل بنانا ہی شوق تھا تو ندی کے اُو پر اُس پار سے اس پار تک پل بنانے کے بجائے ندی کے کنارے کنارے پل بناتے چلے جاتے۔سینکڑوں میل لمبے پل بن سکتے تھے۔ خیر چھوڑیئے ان باتوں کو یہ بتایئے کہ کہاں چلیں گے؟'' میں نے کہا'' جہانگیر علی! تم بڑے معصوم آدمی ہو۔ میں نے اس شہر میں چار مینار اور اس کے آس پاس چند عمارتیں بنوائی تھیں۔ میں یہاں جانے کے علاوہ اور کہاں جا سکتا ہوں۔کیا چار مینار اس جگہ سے بہت دور ہے؟'' جہانگیر علی بولا'' چونکہ رات کا پچھلا پہر ہے اس لیے ہم اس وقت دس منٹ میں چار مینار پہنچ سکتے ہیں۔البتہ دن میں یہاں سے چار مینار پہنچنے کے لیے دس گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔'' میں نے کہا جہانگیر علی تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں۔ وہ بولا'' چار سو

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

سال بعد آنے کا یہی تو نقصان ہے۔آپ دن میں اس شہر کی سیر کریں تو یہ باتیں خود بہ خود آپ کی سمجھ میں آجائیں گی۔'' اور ٹھیک دس منٹ بعد میں سچ مچ چار مینار کے سامنے کھڑا تھا۔کوئی نہیں جانتا کہ میں کتنے چاؤ سے اس عمارت کو تعمیر کرایا تھا۔ میں بڑی دیر تک چار مینار کے اطراف گھومتا رہا۔ برسوں بعد اس عمارت کو صحیح وسالم دیکھ کر میرے اندر وہ سکون اور اطمینان پیدا ہوا کہ میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں۔اور میں وہیں چار مینار کے ایک گوشے میں سو گیا۔اور جہانگیر علی اپنی ویٹنگ کماتا رہا۔

سوچیے۔بولیے

1۔ پُلوں کے اوپر پھر پُل بنانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

2۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ شہر حیدرآباد میں کونسی عمارتیں بنوائی؟

3۔ جہانگیر علی نے ایسا کیوں کہا کہ اس شہر کے حکمرانوں کی بڑی ہابی پُل بنانا ہے؟

4۔ جہانگیر علی کے مطابق موسیٰ ندی کے کنارے سے چار مینار تک پہنچنے کے لیے دس گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔کیسے؟

III

بڑی دیر بعد جب میری آنکھ کھلی تو اچانک میرے منھ سے چیخ نکل گئی کیونکہ میں نے دیکھا کہ انواع واقسام کے سینکڑوں لوگ چار مینار کے اطراف بھاگے چلے جارہے ہیں۔ میں نے گھبرا کر جہانگیر علی کو آواز دی تو وہ فوراً چلا آیا۔ میں نے کہا'' جہانگیر علی یہ کون لوگ ہیں جو دیوانوں کی طرح میرے چار مینار کے اطراف بھاگے چلے جارہے ہیں؟'' جہانگیر علی بولا'' حضور یہ لوگ نہیں آپ کی دعا کی تاثیر ہیں۔آپ نے چار سو برس پہلے خدا سے دعا کی تھی کہ اس شہر میں لوگوں کو یوں بسانا جیسے سمندر میں مچھلیاں آباد رہتی ہیں۔ پہلے تو اللہ میاں ذرا کم ہی دعائیں قبول کرتے ہیں مگر جب قبول کرتے ہیں تو فیملی پلاننگ کو بالکل خاطر میں نہیں لاتے۔اب دیکھیے کہ محض آپ کی دعا کی وجہ سے' جو چار سو برس پہلے شاید دعا رہی ہو تو ہو لیکن اب بددعا لگتی ہے' اس شہر میں کتنے لوگ کیڑوں مکڑوں کی طرح آباد ہیں۔ سمندر میں اتنی مچھلیاں آباد نہیں ہیں جتنے اس شہر میں لوگ آباد ہیں۔'' میں نے کہا'' جہانگیر علی تم سچ کہتے ہو۔غلطی میری ہی تھی۔میرا دارالحکومت گولکنڈہ ایسی جگہ آباد تھا جہاں دور دور تک کوئی سمندر نہیں تھا۔ مجھے کیا معلوم کہ سمندر میں کتنی مچھلیاں رہتی ہیں۔ میں نے تو بس ایک اچھا شعر کہنے کی غرض سے غفلت میں یہ دعا مانگ لی تھی۔'' جہانگیر علی بولا'' اچھے شعر کہنے کا یہی تو نقصان ہوتا ہے۔آج کے شاعروں کو دیکھیے بُرے شعر بھی کہتے ہیں اور اوپر سے مشاعرے بھی لوٹتے ہیں۔خیر جانے دیجیے ان باتوں کو۔ سچ بتائیے کیا واقعی چار مینار آپ کی بنائی ہوئی عمارت ہے؟'' میں نے ہاں میں جواب دیا تو بولا'' حضور! گستاخی معاف۔اب ہمارے لیے یہ عمارت عمارت نہیں ہے بلکہ شہر کے ٹریفک میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔اس لیے میں آپ کو ایک زرین مشورہ دینا چاہتا ہوں۔اگر یہ عمارت آپ کی نجی ملکیت ہے تو اس کی چاروں کمانوں کے بیچ میں جو جگہ بچی ہوئی ہے اس میں دس بائی دس کی پچیس ملگیاں بنوا دیجیے۔'' میں نے

پوچھا ''یہ ملگی کیا ہوتی ہے؟'' جہانگیر علی نے کہا ''بہت اچھی چیز ہوتی ہے۔ اچھے اچھے لوگ بھی اپنے دیوان خانوں اور غسل خانوں کو توڑ کر ملگیاں بنانے لگے ہیں۔ انہیں کرایہ پر اُٹھا دیجئے۔ ہزاروں روپے ماہانہ کرایہ آئے گا۔ اگر آپ یہ نہیں کرنا چاہتے ہیں تو چار مینار کو گرا کر قلی قطب شاہ ٹاور بنا دیجیے۔ پچاس ساٹھ فلیٹس تو ضرور بن جائیں گے۔ کروڑوں کا فائدہ ہوگا۔ ویسے اگر آپ تیار ہوں تو ناچیز آپ کا پارٹنر بننے کو تیار ہے۔'' میں نے کہا ''جہانگیر علی پہلی بات تو یہ کہ میں اس شہر میں رہنے کے ارادے سے نہیں آیا ہوں۔ اس لیے ایسے زرین مشورے اپنے پاس ہی رکھو۔ دوسری بات یہ کہ میں تو اس بات پر اب تک حیران ہوں کہ اس شہر میں اتنے سارے لوگ آتے کہاں سے ہیں؟'' جہانگیر علی بولا ''اس شہر میں آنے کے کئی ٹھکانے ہیں جیسے گولی گوڑہ بس ڈپو' نا مپلی اسٹیشن' بیگم پیٹھ کا ہوائی اڈہ وغیرہ۔ چلئے میں آپ کو نامپلی اسٹیشن لے چلتا ہوں۔'' میں بعد میں نامپلی اسٹیشن بھی گیا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک بڑی اژدھے کی شکل کی لمبی سی سواری ہے جس میں ہزاروں آدمی ایک دوسرے پر بیٹھ کر آتے ہیں۔ اور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ سواری پر بیٹھ کر آئے ہیں۔ میں اسٹیشن پر سینکڑوں مسافروں کی آمد کا منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک مسافر نے اچانک پکارنا شروع کیا ''قلی! قلی! قلی!'' میں نے سمجھا کہ یہ نا ہنجار مجھے پکار رہا ہے۔ جیسے ہی میں اس کے پاس گیا اس نے بھاری صندوق مرے سر پر رکھ دیا۔ پھر اس کے اوپر ایک اٹیچی کیس رکھنے کے بعد میرے ایک ہاتھ میں ہولڈال اور دوسرے ہاتھ میں ایک باسکٹ تھما دی۔ پھر بولا ''دس روپیئے دونگا۔'' وہ تو اچھا ہوا کہ جہانگیر علی فوراً میری مدد کو آ گیا۔ میری سمجھ میں یہ ماجرا نہیں آیا۔، میں نے سمجھا کہ میرے کندھے ایک زمانہ میں چونکہ بار حکومت کو اُٹھانے میں بڑی مہارت رکھتے تھے اس لیئے یہ مسافر شاید میری طاقت کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ بعد میں جہانگیر علی نے بتایا کہ پرانے زمانہ کا قلی حکومت کا بوجھ اُٹھاتا تھا اور آج کا قلی سامان اُٹھاتا ہے۔ میں نے پوچھا ''تو پھر حکومت خود ایک ایسا بھاری بوجھ ہے جسے عوام اٹھاتے ہیں اور گرتے پڑتے چلتے رہتے ہیں۔'' میرے سر پر مسافر نے اس زور سے صندوق رکھ دیا تھا کہ میرے سر میں درد ہونے لگا۔ اتنا حیدرآباد میرے لیے کافی ہو گیا تھا۔ اس شہر میں عجیب و غریب عمارتوں کے جنگل کو دیکھ کر مجھ پر وحشت طاری ہونے لگی۔

سوچیے ۔ بولیے

1۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ چار مینار کے اطراف عوام کو دیکھ کر کیوں گھبرا گئے؟

2۔ جہانگیر علی سلطان محمد قلی قطب شاہ کا پارٹنر کیوں بننا چاہتا تھا؟

3۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ نے شہر کو ''عجیب و غریب عمارتوں کا جنگل'' کیوں کہا؟

IV

میں نے جہانگیر علی سے کہا کہ وہ اب مجھے گولکنڈہ لے چلے تا کہ جانے سے پہلے اپنے قلعہ کا دیدار کر سکوں۔'' جہانگیر علی بولا ''سرکار! جانے سے پہلے رویندرا بھارتی تھیٹر ضرور چلیے'' میں نے پوچھا ''یہ کیا ہے؟'' بولا ''یہ اس شہر کی ایسی جگہ ہے جہاں تہذیبی

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

S.C.E.R.T. TELANGANA

پروگراموں کے ذریعہ طوفان بدتمیزی مچایا جاتا ہے۔ آج یہاں ایک مشاعرہ ہو رہا ہے۔ آپ تو خود شاعر رہ چکے ہیں۔ آپ بھی چلیے۔'' میں نے کہا'' جہانگیر علی تمہیں شاید پتہ نہیں کہ ہم اردو کے پہلے'' صاحب دیوان شاعر'' رہ چکے ہیں اور اس شہر کے بانی بھی۔ لہٰذا وہاں ایک عام شاعر کی طرح جانا ہمارے شاہانہ اور شاعرانہ مزاج کے خلاف ہوگا۔'' جہانگیر علی بولا'' سرکار یہاں کا عام شاعر بھی خاص شاعر ہی ہوتا ہے۔ خاص خاص موقعوں پر عام شاعر کو بڑی مشکل سے تلاش کر کے بلایا جاتا ہے۔ یہاں ایک شاعر دوسرے کے مصرعے تو ضرور اٹھاتے ہیں لیکن ساتھ ہی ایک دوسرے کی ٹانگیں بھی کھینچتے جاتے ہیں جس کی وجہ سے خود اکثر شاعر بے وزن ہو جاتے ہیں۔'' میں نے کہا'' تو پھر میں اس مشاعرہ میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے چلنا پسند کرونگا۔'' وہ بولا'' حضور! آپ تو ماشاءاللہ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ مہمان خصوصی کس طرح بن سکتے ہیں۔ یوں بھی اس شہر میں دو چار ہی افراد ایسے ہیں جن کو چھوڑ کر باقی کسی اور کا مہمان خصوصی بننا قانوناً ممنوع ہے۔ یہاں مہمان خصوصی بننے کا اعزاز ٹھیکے پر اٹھایا جاتا ہے۔ جس طرح ہر علاقے کا مجسٹریٹ الگ ہوتا ہے اسی طرح یہاں ہر علاقہ کا مہمان خصوصی بھی الگ ہوتا ہے۔'' میں اس سے کہا'' میاں! اب تم مجھے یہاں سے فوراً گولکنڈہ لے چلو۔ میرا سر چکرا رہا ہے۔'' جہانگیر علی اس بات کے لیے بادل ناخواستہ راضی ہو گیا۔ ورنہ وہ مشاعرہ میں شرکت پر مصر تھا۔ میں نے پوچھا'' تم مشاعروں کے بڑے شوقین معلوم ہوتے ہو؟'' بولا'' جی ہاں! مشاعروں میں'' ہوٹنگ'' کرنے پر بڑا مزہ آتا ہے۔'' میں نے پوچھا'' یہ ہوٹنگ کیا چیز ہوتی ہے؟'' بولا'' شاعری سے کہیں زیادہ بے ساختہ بامعنی اور منفرد چیز ہوتی ہے۔ اسی لیے تو کچھ لوگ اب شاعری کو چھوڑ کر'' ہوٹنگ'' میں طبع آزمائی کرنے لگے ہیں۔'' جہانگر علی کا آٹو رکشا جب گولکنڈہ کی طرف چل پڑا تو مجھ پر وحشت کا دورہ سا پڑنے لگا کہیں میں دوبارہ مرنہ جاؤں۔ یوں بھی میں اس دنیا میں اپنے دو دو مقبرے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ تاریخ دانوں کے لیے خواہ مخواہ مشکلات پیدا کرنے کا کیا فائدہ۔ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اپنے رہنے کے لیے کئی مکانات بنوا سکتا ہے لیکن مرنے کے بعد مقبرہ تو ایک ہی بنتا ہے۔ گولکنڈہ کا قلعہ آیا تو پہلے میں بہت خوش ہوا لیکن جب اندر داخل ہوا تو اس کی ویرانی کو دیکھ کر میرا رواں رواں لرز اٹھا۔ جہانگیر علی نے میری پریشانی کو کسی اور بات پر محمول کیا اور کرایہ کا مطالبہ کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ آٹو رکشا کو چھوڑ کر میرے ساتھ بالا حصار تک چلے۔ یوں بھی میرے پاس کرایہ ادا کرنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ لیکن بالا حصار پر پہنچ کر میں نے جہانگیر علی سے ایک محراب کی طرف اشارہ کیا وہ اس محراب کے اوپر والے پتھر کو ہٹائے۔ پتھر کا ہٹنا تھا کہ اس میں سے اشرفیوں کی ایک تھیلی نکل آئی۔ میری حکومت کے زمانہ میں چونکہ بینکوں وغیرہ کا انتظام نہیں تھا اس لیے بادشاہ اور امراء ایسے ہی لاکروں میں اپنے خزانہ کو محفوظ رکھتے تھے۔ جب جہانگیر علی کو یقین ہو گیا کہ میں سچ مچ کا قلی قطب شاہ ہوں تو وہ میرے قدموں پر گر پڑا۔ کہنے لگا'' عالم پناہ! میں اپنی گستاخی کے لیے معافی کا طلب گار ہوں۔ اب آپ میرے ساتھ شہر میں واپس چلئے۔ نہ تو میٹر سے کرایہ لوں گا نہ ویٹنگ چارج کروں گا۔ چار مینار کو گولی ماریئے۔ میری جھونپڑی آپ کے لیے حاضر ہے۔'' میں نے کہا'' جہانگیر علی میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن اب بالا حصار تک آ گیا ہوں۔ اتنی بلندی سے پھر اس شہر کی پستی کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ اور یوں بھی بالا حصار سے اوپر کی دنیا بہت قریب ہے۔ خدا حافظ۔''

جہانگیر علی نے کہا ''ظل الٰہی! آپ کی دعا میں بڑی تاثیر ہے۔ جاتے جاتے ہم حیدرآبادیوں کے لیے کوئی نئی دعا تو کرتے جائیے۔''
میں نے کہا '' جہانگیر علی! میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس شہر میں رہنے والوں کے اندر صبر جمیل کا مادہ پیدا کرے کیونکہ اس چیز کے بغیر اب اس شہر کے باسیوں کا زندہ رہنا مشکل نظر آرہا ہے۔'' پھر بڑی دیر تک خاصی دور تک بیچارے جہانگیر علی کی آواز میرے کانوں میں آتی رہی' آمین ثم آمین۔ آمین ثم آمین۔''

سوچیے۔ بولیے

1۔ صاحب دیوان شاعر سے کیا مراد ہے؟
2۔ جہانگیر علی کے مطابق سلطان محمد قلی قطب شاہ مشاعرہ کے مہمان خصوصی نہیں بن سکتے تھے۔ کیوں؟
3۔ جہانگیر علی نے ایسا کیوں کہا کہ '' کچھ لوگ اب شاعری کو چھوڑ کر ہوٹنگ میں طبع آزمائی کرنے لگے ہیں؟
4۔ قلعہ گولکنڈہ کو دیکھ کر سلطان محمد قلی قطب شاہ کا رواں رواں کیوں لرز اُٹھا؟
5۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ نے جہانگیر علی کے جذبات کی قدر کیوں کی؟

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

یہ کیجیے

T5M5H2

I. سمجھنا۔اظہارِ خیال کرنا

اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(الف) سلطان محمد قلی قطب شاہ حیدر آباد کے چار سو سالہ جشن میں کیوں شریک ہونا چاہتے تھے؟

(ب) مصنف نے اس سبق میں حیدر آباد کی تہذیب کو کس طرح بیان کیا؟

(ج) جہانگیر علی سلطان محمد قلی قطب شاہ کی شخصیت سے کب اور کیسے واقف ہوا؟

(د) مجتبیٰ حسین کی مضمون نگاری کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

(ھ) جہانگیر علی سلطان محمد قلی قطب شاہ سے ویٹنگ چارج وصول کرنا چاہا۔اس بات کی تائید یا مخالفت کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

(و) ذیل کے پیراگراف کو پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجیے۔

مرزا ابودم بیگ سارے محلّہ میں ''چچا گھوم پھر'' کے نام سے مشہور تھے۔ان کا یہ لقب ان کی یہ خصوصیت کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ وہ ہر بات کو اتنا گھما پھرا کر کہتے تھے کہ سننے والوں کا سر چکرا جاتا۔وہ زیادہ سے زیادہ الفاظ میں اہم سے اہم مطلب بیان کرتے اکثر بیان ہی نہ کرتے آدمی خلیق تھے۔بات تو سیدھے منہ کرتے لیکن کبھی سیدھی بات نہ کرتے مثلاً اگر کسی شامت کے مارے نے پوچھ لیا کہ آج کونسا دن ہے؟ تو وہ یوں جواب دیتے'' دیکھیے پرسوں اتوار تھا اب پرسوں سے سات دن بعد پھر اتوار آئے گا۔اس حساب سے دو دن بعد جمعرات ہوگی۔کل پیر تھا اس وجہ سے آج تو منگل ہونا چاہیے۔لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ کوئی جنتری دیکھ لیں۔اس کے بعد اگر سوال پوچھنے والا بھاگ نہ کھڑا ہوتا یا چکرا کر گر نہ پڑتا تو کیا کرتا۔

چچا گھوم پھر کی گفتگو کے وقت کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ اپنے الفاظ کی لاٹھی بے تحاشہ چلاتے ہوئے اپنے مطلب کا پیچھا کر رہے ہوں مطلب کسی گدھے کی طرح ادھر ادھر بھاگ رہا ہو۔لوگ ''چچا گھوم پھر'' سے بات کرتے گھبراتے۔آخر میں تو یہ نوبت آ گئی تھی کہ دور سے ان کی صورت دیکھتے ہی وہ ادھر ادھر ہو جاتے یا اپنے گھروں میں گھس کر دروازے بند کر لیتے تھے۔

1۔ مرزا ابودم بیگ چچا گھوم پھر کے نام سے کیوں مشہور تھے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

2۔ چچا گھوم پھر کو خلیق کیوں کہا گیا؟

3۔ چچا گھوم پھر سے بات کرنے والوں کی کیا حالت ہوتی تھی؟

4۔ چچا گھوم پھر کی گفتگو کیسی ہوتی تھی؟

5۔ اس پیراگراف کے لیے مناسب عنوان تجویز کیجیے۔

6۔ اس مضمون سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

II. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی صلاحیت کا اظہار

الف۔ حسب ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

1۔ سبق پڑھ کر سلطان محمد قلی قطب شاہ اور جہانگیر علی کے درمیان ہوئی گفتگو کو سوال و جواب کی شکل میں لکھیے۔

2۔ جہانگیر علی نے آج کل کے شعراء کی کیا خصوصیات بیان کیں؟

3۔ شہر حیدرآباد کا چارسو سالہ جشن کیوں منایا گیا۔اور سلطان محمد قلی قطب شاہ اس جشن میں کیوں شریک ہونا چاہتا تھا؟

4۔ سبق میں موجود ''واوین'' میں دیئے گئے جملوں کی شناخت کیجیے،انہیں علاحدہ کر کے لکھیے۔

5۔ سبق میں موجود انگریزی الفاظ تلاش کرتے ہوئے معنی لکھیے۔

6۔ جہانگیر علی نے قلی قطب شاہ کو جہاں پناہ، عالم پناہ اور ظل الٰہی کہہ کر مخاطب کیا۔ان الفاظ کے معنی کیا ہے اور یہ کن موقعوں پر استعمال کئے جاتے ہیں؟

7۔ جہانگیر علی نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کو شہر حیدرآباد کے کون کونسے نظارے بتاے۔

ب۔ ذیل کے سوالوں کے جواب مفصل طور پر لکھیے۔

1۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کو اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر کیوں کہا جاتا ہے؟

2۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ قلعہ گولکنڈہ کا دیدار کیوں کرنا چاہتا تھا؟ اور جب وہ قلعہ کے اندر پہنچا تو پریشان کیوں ہوا؟

3۔ اکثر و بیشتر لوگ سیر و تفریح کے لیے قلعہ گولکنڈہ آتے ہیں۔اگر آپ بھی سیر و تفریح کے لیے کسی مقام پر گئے ہو تو اس کے بارے میں لکھیے۔

ج۔ تخلیقی/توصیفی انداز میں لکھیے۔

1۔ اگر سلطان محمد قلی قطب شاہ کی ملاقات آپ سے ہوتی تو آپ ان سے کیا گفتگو کرتے۔لکھیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔23-2022

2۔ شہر حیدرآباد کے بانی محمد قلی قطب شاہ کی شخصیت کی تعریف کرتے ہوئے ایک توصیف نامہ لکھیے؟

3۔ آپ کے پسندیدہ عنوان پر مختصر سا مزاحیہ مضمون لکھیے۔

III. زبان شناسی

لفظیات

دیئے گئے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے مترادف' اسی جملے میں دیے گئے ہیں انہیں تلاش کیجیے اور خط کشید کرتے ہوئے ان سے مزید جملے بنائیے۔

☆ جنگل میں شیر نظر آتے ہی حامد پر وحشت طاری ہوگئی' گھبراہٹ کے عالم میں وہ بھاگنے لگا۔

☆ صدر مدرس نے اپنی تقریر میں ہمیں زریں مشوروں سے نوازا۔ یہ بیش قیمت باتیں ہمارے لیے کارآمد ہیں۔

☆ گاڑی چلاتے وقت سیل فون پر بات کرنا ممنوع ہے۔ خلاف قانون عمل کرنے پر سزا ہوتی ہے۔

☆ آج کل ہر کوئی شاہانہ ٹھاٹ سے زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ جبکہ اس طرح کی پر تعیش زندگی گزارنا اسراف میں داخل ہے۔

☆ بچوں کی باتوں کو نادانی پر محمول کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا گمان کرنا غلط بھی ہوسکتا ہے۔

قواعد

حروف شمسی

ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن

جب کسی لفظ پر "الف لام" لگایا جائے اور وہ الف لام نہیں پڑھا جائے تو حروف شمسی کہلاتا ہے۔

جیسے عبدالصمد۔ اس کا تلفظ اس طرح ادا کیا جائیگا "عَبْدُ صْ صَمَدْ ۔" " ا " اور " ل " کی آواز ساکت ہوگی۔

حروف قمری

ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی

جب کسی لفظ پر الف لام لگایا جائے اور وہ "الف لام" پڑھا جائے تو حروف قمری کہلاتے ہیں۔

جیسے "عَبْدُ الْجَلِیْل ۔" اس کا تلفظ اس طرح ادا کیا جاتا ہے۔ "عَبْدُ لْ جَلِیْل ۔"

S.C.E.R.T. TELANGANA

مشق: ان الفاظ میں حروف شمسی اور حروف قمری کی نشاندہی کیجیے۔

دبیر الملک	صلوۃ التسبیح
لیلۃ القدر	یوم الجمعہ
فضل الرحمٰن	معین الدین
ملک الشعراء	لیلۃ البراۃ
المکۃ المکرّمہ	المدینہ الطیبہ

مشق: ان الفاظ پر غور کیجیے۔

☆ قلم ، کتاب ، استاد ، دوات ، میز۔

یہ تمام الفاظ مفرد ہیں جو بذات خود اپنے معنی آپ دیتے ہیں۔

اس لیے ان کو ''مفرد لفظ'' کہا جاتا ہے۔

ان الفاظ پر غور کیجیے۔

☆ خوش فہمی ، دردمند، پیغام حق، عالی شان، شب و روز، خط پتر، کبھی کبھی

اوپر کے تمام الفاظ دو لفظوں سے مرکب ہیں۔ اور دونوں الفاظ ملکر ایک ہی معنی دے رہے ہیں۔ اس لیے مرکب لفظ کہا جاتا ہے۔ ہر ایک کی صورتیں الگ الگ ہے۔

☆ خوش فہمی،

خوش اخلاقی

ان دونوں مرکب لفظوں میں ''فہمی'' اور ''اخلاق'' سے پہلے ''خوش'' کو جوڑ کر ایک بامعنی مرکب لفظ بنایا گیا ہے۔

کسی لفظ کے شروع میں جڑ کر ایک خاص معنی پیدا کرنے والے جُز کو سابقہ کہا جاتا ہے۔

مشق: دیئے گئے تمام جز سے جوڑ کر پانچ پانچ الفاظ بنائیے۔

عموماً یہ تمام سابقہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

ہم۔ عالی۔ لا۔ بے۔ دل۔ بیش۔ پیش۔ کم۔ با۔ نا۔ زیر۔ صاحب۔ اہل۔ ذی۔ غیر۔ نو۔ یک

☆ دردمند

عقل مند

ان دونوں مرکب لفظوں میں ''عقل'' اور ''درد'' کے بعد ''مند'' کو جوڑ کر ایک بامعنی لفظ بنایا گیا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

کسی لفظ کے بعد جُڑ کر ایک خاص معنی پیدا کرنے والے جُزکو ''لاحقہ'' کہا جاتا ہے۔

مشق: دیئے گئے الفاظ استعمال کرتے ہوئے ہر ایک کے پانچ پانچ مرکب الفاظ بنائیے۔

عموماً یہی الفاظ لاحقہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

ناک۔فروش۔دار۔گاہ۔نما۔نگار۔نویسی۔خواہ۔افزا۔ساز۔گار۔نواز۔خواں۔گو

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

☆ مجتبیٰ حسین اور خواجہ حسن نظامی کے کوئی دو مزاحیہ مضامین کتب خانے/ اخبارات/ استاد سے حاصل کرتے ہوئے کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیے۔

☆ کمرۂ جماعت میں تمثیلی مشاعرہ منعقد کیجیے۔

ہر آدمی میں بستے ہیں دس بیس آدمی
جس کو بھی دیکھنا ہو کئی بار دیکھنا

S.C.E.R.T. TELANGANA

5

البیلی صبح

جوشؔ ملیح آبادی

پڑھیے سوچیے اور بولیے

غنچے تیری زندگی پہ دل ہلتا ہے
بس ایک تبسم کے لیے کھلتا ہے
غنچے نے کہا اس چمن میں بابا
یہ ایک تبسم بھی کسے ملتا ہے

K1E1P9

سوالات:

1۔ غنچے کی زندگی پہ دل کیوں ہلتا ہے؟
2۔ بس ایک تبسم کا مفہوم کیا ہے؟
3۔ تبسم سے کیا مراد ہے؟

مقصد:

شاعر نے اس نظم میں صبح کی منظرکشی کی ہے۔ اس کا انداز بڑا ہی دلفریب ہے اس کے پڑھنے سے طلبہ میں خوبصورت الفاظ کا استعمال، پیکر تراشی، جمالیاتی احساس کے فروغ کے علاوہ ان میں تخلیقی صلاحیت پروان چڑھے گی۔ اس نظم کے ذریعہ طلبہ میں لطیف احساسات اور جذبات کے اظہار کے نئے زاویے بنیں گے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

ماخذ

اس نظم کا انتخاب جوش کے مجموعہ کلام ''شعلہ وشبنم'' سے کیا گیا ہے۔

صنف کی تعریف

پابند نظم: ایسی نظم جس میں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترتیب میں مقررہ اُصولوں کی پابندی کی گئی ہو۔ پابند نظم کہلاتی ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔ جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

شاعر کا تعارف

شبیر حسن خاں جوشؔ 5 / ڈسمبر 1894ء کو ملیح آباد میں پیدا ہوے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ انہوں نے لکھنؤ آگرہ اور علی گڑھ کے اسکولوں میں سینیئر کیمبرج تک تعلیم حاصل کی۔ 1924ء میں وہ حیدرآباد آئے۔ یہاں وہ عثمانیہ یونیورسٹی کے دارالترجمہ میں ناظر ادبی کی حیثیت سے ملازم ہوگئے۔ 1934ء میں حیدرآباد چھوڑ کر دہلی آ گئے۔ یہاں انہوں نے اپنے کئی شعری مجموعے شائع کیے اور ایک رسالہ ''کلیم'' بھی جاری کیا۔ آزادی کے بعد وہ حکومت ہند کے رسالہ ''آج کل'' کے ایڈیٹر ہوگئے۔ حکومت ہند نے انہیں پدم شری کا اعزاز عطا کیا۔ 1956ء میں پاکستان چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال 22 / فروری 1982 کو ہوا۔

اُن کے کم و بیش ایک درجن مجموعے منظر عام پر آئے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ ''نقش ونگار''، ''شعلہ وشبنم''، ''حرف و حکایت''، ''جنون وحکمت''، ''آیات ونغمات'' اور ''سنبل وسلاسل''۔ ان کی خودنوشت سوانح ''یادوں کی برات'' کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔

جوش نے غزلیں بھی کہیں اور رُباعیاں بھی، لیکن بنیادی طور پر وہ نظم کے شاعر ہیں۔ ابتدائی نظموں میں وہ ایک جذباتی، رنگین مزاج اور حسن پرست نوجوان نظر آتے ہیں۔ تحریک آزادی کی فضاء میں حُب وطن اور سیاسی مسائل ان کی نظموں کے موضوع بننے لگے۔ ان موضوعات پر انہوں نے بڑی پُر جوش اور ولولہ انگیز نظمیں لکھیں اور شاعر انقلاب بن گئے۔ ان کے بعض نظمیں باغیانہ خیالات کی وجہ سے برطانوی حکومت نے ضبط کرلیں۔ الفاظ کے استعمال پر انہیں بہت قدرت حاصل تھی۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

کائنات قدرت کے بے شمار نظاروں سے بھری پڑی ہے جو انسانوں کے لیے سیر و تفریح، عبرت و نصیحت کے کئی پہلو اپنے اندر رکھتی ہے۔ صبح و شام کے مناظر، طلوع و غروب آفتاب کے مناظر بہار و خزاں کے موسم ان کی مثالیں ہیں۔ کئی شعراء نے قدرت کے ان حسین مناظر کو الفاظ کے پیکر میں اس طرح ڈھالا ہے کہ وہ منظر جوں کا توں آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اردو کے مشہور شاعر جوش نے بھی صبح کے منظر کی عکاسی اپنی نظم ''البیلی صبح'' میں بڑی خوبصورتی سے کی ہے۔ آیئے اس نظم کا مطالعہ کر کے صبح کے منظر کی رنگینیوں اور ساتھ ہی ساتھ جوش کے انداز بیاں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

البیلی صبح

نظر جھکائے عروسِ فطرت، جبیں سے زلفیں ہٹا رہی ہے
سحر کا تارہ ہے زلزلے میں، اُفق کی لو تھرتھرا رہی ہے
روِش روِش نغمۂ طرب ہے، چمن چمن جشنِ رنگ و بو ہے
طیور شاخوں پہ ہیں غزل خواں، کلی کلی گنگنا رہی ہے
ستارۂ صبح کی رسیلی، جھپکتی آنکھوں میں ہیں فسانے
نگارِ مہتاب کی نشیلی نگاہ، جادو جگا رہی ہے
طیورِ بزمِ سحر کے مطرب، لچکتی شاخوں پہ گا رہے ہیں
نسیم فردوس کی سہیلی گلوں کو جھولا جھلا رہی ہے

سوچیے۔ بولیے

سوال 1۔ شاعر نے نظم کو البیلی صبح کا عنوان کیوں دیا ہے؟

سوال 2۔ ''سحر کا تارہ ہے زلزلے میں'' کی وضاحت کیجیے؟

سوال 3۔ ''ستارہ صبح کی رسیلی جھپکتی آنکھوں میں ہیں فسانے''۔ شاعر نے فسانوں کو کس حیثیت میں استعمال کیا ہے؟

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

SCERT TELANGANA

کلی پہ بیلے کی، کس ادا سے، پڑا ہے شبنم کا ایک موتی
نہیں، یہ ہیرے کی کیل، پہنے کوئی پری مسکرا رہی ہے
شلوکا پہنے ہوئے گلابی، ہر اک سبک پنکھڑی چمن میں
رنگی ہوئی سرخ اوڑھنی، کا ہوا میں پلّو سکھا رہی ہے
فلک پہ اس طرح چھپ رہے ہیں، ہلال کے گرد و پیش تارے
کہ جیسے کوئی نئی نویلی دُلہن، جبیں سے افشاں چھڑا رہی ہے

سوچیے ۔ بولیے

سوال1۔ شاعر نے ہیرے کی کیل کس کو کہا ہے اور کیوں؟

سوال2۔ شاعر نے پھول کے پنکھڑیوں کی تعریف کس طرح کی ہے؟

سوال3۔ آخری شعر میں شاعر نے قدرتی مناظر کی عکاسی کس طرح کی ہے؟

سوال4۔ شاعر نے تاروں کو کس سے تشبیہ دی ہے؟

خلاصہ

قدرت نے کائنات کو پھولوں، پرندوں، جھیل جھرنوں اور چاند ستاروں سے جس طرح سجایا ہے اُسی طرح شاعر نے بھی اپنی نظم البیلی صبح کو بھی خوبصورت الفاظ، تراکیب، تکرار لفظی، محاوروں، علامتوں اور پیکر تراشیوں کے ذریعہ کچھ اس انداز میں سجایا ہے کہ البیلی صبح کا ایک جیتا جاگتا منظر ہماری نظروں کے سامنے جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ دراصل شاعری جذبات، احساسات و تجربات کے خوبصورت اظہار کا نام ہے۔ اور یہ نظم اس کی منہ بولتی تصویر ہے

شاعر کے مطابق ابھی صبح ہونے کو ہے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے عروس فطرت یعنی کائنات دلہن کی طرح سجی دھجی اپنا چہرہ دکھلانے کے لیے اپنے چہرہ سے زلفیں ہٹا رہی ہے یعنی صبح کا ملگجی اُجالا نمودار ہونے والا ہے تو ایسے خوبصورت دل موہ لینے والے منظر کو دیکھ کر سحر کا تارہ زلزلے کی کیفیت میں آ گیا ہے۔ اور اُفق یعنی آسمان پر پھیلے رنگ تھرتھرانے لگے ہیں یہ منظرات کے کٹنے اور دن کے اُجلنے کے درمیان گھڑی دو گھڑی رہتا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

شاعر آگے لکھتا ہے کہ کائنات گویا ڈولتی ہوئی گانے لگی ہے اور پھولوں سے لدے چمن اپنے رنگوں اور خوشبوؤں کا جشن منانے لگے ہیں تو اُدھر درخت کی شاخوں پر پرندے اِدھر کلیاں گنگنانے لگی ہیں اور صبح کی رسیلی آنکھیں اور سورج کی نشیلی نگاہوں کی تراکیب کا جواب نہیں کہ شاعر نے ان کے ذریعہ جو کیفیت پیدا کی ہے اس سے وقتِ صبح گاہی سمجھ میں آنے لگتا ہے رنگ برنگی لچکتی شاخوں پر گانے لگی ہیں اور ٹھنڈی ہوائیں انہیں جھولا جھلا رہی ہیں۔ اور بیلے کی کلی پر شبنم کو بوند پڑی ہے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی پَری نے اپنی ناک میں ہیرے کی کیل پہن رکھی ہے۔ چمن کے سارے پھولوں کا رنگ گلابی ہے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے سارے پھولوں نے گلابی شلوکے پہن رکھے ہیں تو گویا لگتا ہے کسی نے سُرخ رنگ کی اُوڑھنی سکھانے کے لیے یہاں سے وہاں تک پھیلا رکھی ہے۔ اور اب صبح کروٹ بدلنے لگی ہے تو آسمان پر جھلملاتے تارے جو رات بھر چاند کے ساتھ چمکتے رہے آہستہ آہستہ ڈوبنے لگے ہیں تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی نئی نویلی دلہن اپنے ماتھے سے افشاں چھڑا رہی ہے۔

یہ کیجیے

I. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

D9V3L7

(الف) اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

1۔ اس نظم کے کونسے اشعار آپ کو بہت پسند آئے؟ کیوں؟

2۔ شاعر نے اس نظم میں فطرت کی عکاسی کس طرح کی ہے؟

3۔ نظم البیلی صبح کی خصوصیت کیا ہے؟

(ب) حسب ذیل عبارتوں کا تعلق کن اشعار سے ہے نشاندہی کیجیے اور لکھیے۔

1۔ صبح کے خوبصورت منظر کو دیکھ کر سحر کا تارہ زلزلے کی کیفیت میں آ گیا۔ آسمان پر پھیلے رنگ تھرتھرانے لگے ہیں۔

2۔ بیلے کی کلی پر شبنم کی بوند کے پڑنے سے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی پری نے اپنی ناک میں کیل پہن رکھی ہے۔

3۔ اب صبح کروٹ بدلنے لگی ہے تو آسمان پر جھلملاتے تارے جو رات بھر چاند کے ساتھ چمکتے ہوئے آہستہ آہستہ ڈوبنے لگے ہیں۔ تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی نئی نویلی دلہن افشاں چھڑا رہی ہے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

(ج) ذیل کے اشعار پڑھ کر دیئے گئے سوالات کے جواب دیجیے۔

دیکھ کر وہ عارضِ رنگین ہے یوں دل باغ باغ
جیسے ہوں نظارہ گل سے عنادل باغ باغ

صورت غنچہ کھلی جاتی ہیں باچھیں کس قدر
کیا خوشی ہے، کس کو مارا، کیوں ہے قاتل باغ باغ

کیا کہوں اے ہم نشیں اس بزم رنگین کی بہار
زیب محفل تھا وہ گل رو اہل محفل باغ باغ

سوالات:

1۔ بلبلیں کیوں خوش تھیں؟
2۔ پہلے شعر میں شاعر نے کس سے کس کو تشبیہ دی ہے
3۔ ''صورت غنچہ کھلی جاتی ہیں باچھیں'' کیا مفہوم ہے؟
4۔ قاتل کون ہے؟
5۔ محفل کی زینت کون تھا؟

II. اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب دیجیے۔

1۔ جوش ملیح آبادی کے کلام کی کیا خصوصیات ہیں بیان کیجیے؟
2۔ ان کے چند مجموعہ کلام کے نام لکھیے؟
3۔ ''نسیم فردوس کی سہیلی گلوں کو جھولا جھلا رہی ہے'' اس مصرعہ میں شاعر کیا بتانا چاہتا ہے؟
4۔ ''طیور بزم سحر کے اضطراب'' کا مطلب سمجھایئے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

(ب) طویل جوابی سوالات:

1۔ نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

2۔ حسب ذیل اشعار کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

روش روش نغمہ طرب ہے چمن چمن جشن رنگ و بو ہے
طیور شاخوں پہ ہیں غزل خواں کلی کلی گنگنا رہی ہے
ستارۂ صبح کی رسیلی جھپکتی آنکھوں میں ہیں فسانے
نگار مہتاب کی نشیلی نگاہ جادو جگا رہی ہے

(ج) تخلیقی/توصیفی انداز میں لکھیے۔

1۔ سردیوں میں شام کا منظر کیسا ہوتا ہے۔ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

2۔ ''شام کے منظر'' کی تصویر اُتاریئے اور رنگ بھریئے۔

3۔ ''عالمی یوم ماحولیات'' جو 5/ جون کو منایا جاتا ہے۔ اگر اس موقع پر آپ کو تقریر کرنی پڑے تو آپ اپنی تقریر میں کیا کہیں گے؟

III. زبان شناسی

لفظیات

(الف) نظم سے مرکب الفاظ چن کر لکھیے۔

مثال : عروس فطرت

_______________ _______________ _______________

_______________ _______________ _______________

(ب) ذیل کے جملوں سے خط کشیدہ الفاظ کے استعمال سے جملے بنایئے۔

☆ صبح دم پرندوں کے طرب انگیزی روح کے بام و در کھول دیتی ہے (طرب)

☆ رمضان کے مہینے میں ہلال عید کا بے صبری سے انتظار رہتا ہے (ہلال)

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

☆ ہمالہ کی فلک بوس چوٹیاں ہمیں قدرت خداوندی کی یاد دلاتی ہیں (فلک)

☆ جبین حق، ناحق کے آگے کبھی نہیں جھکتی (جبین)

☆ بارش کے موسم میں بادلوں کی سبک روی دیکھنے لائق ہوتی ہے (سبک)

(ج) خالی جگہوں کو موزوں الفاظ سے پُر کیجیے۔

طیور ۔ شلوکا ۔ اُفق ۔ مہتاب

1۔ شام کے وقت __________ پر سورج ڈوب رہا ہے۔

2۔ لڑکا کیا ہے چندے آفتاب چندے __________۔

3۔ میں نے عید کے لیے نیا __________ اور شلوار خریدا ہے۔

4۔ شام کے وقت __________ اپنے گھونسلوں کو واپس آتے ہیں۔

(د) شاعر نے نظم میں کس سے کس کو تشبیہ دی ہے

1. __________ کو __________ سے

2. تاروں کو افشاں سے

قواعد

I ذیل کے جملوں میں غیر مستقل کلمہ کے اقسام کی نشاندہی کیجئے۔

(1) محنت سے پڑھو۔

(2) لڑکے اور لڑکیاں کھیل رہے ہیں۔

(3) پیارے بچو! اپنی اپنی کاپی نکالو۔

(4) میں کل بھی آیا تھا۔

II ذیل کے جملوں میں اسم خاص کے قسموں کی نشاندہی کیجئے۔

(1) ارشد اسکول جا رہا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

(2) سلطان العلوم نواب میر عثمان علی خان ایک مدبر بادشاہ تھے۔

(3) خان بہادر مولانا انوار اللہ خان نے دکن میں نظام قضات کا سیاہ نامہ تیار کیا تھا۔

(4) مولانا خواجہ الطاف حسین حالیؔ کو حکومت برطانیہ نے ایک بہترین شاعر کہا۔

(5) ببلو شیر کو دیکھ کر گھبرا گیا۔

مشق: اسم خاص کے اقسام کی دو مثالیں لکھیے۔

III ذیل کے جملوں میں اسم عام کی قسموں کی نشاندہی کیجیے۔

(1) ہر لمحہ اللہ کو یاد کرو۔

(2) چڑیوں کی جھنڈ کی جھنڈ اڑ رہی ہیں

(3) لوہار ہتھوڑے سے پیٹ رہا ہے۔

(4) شافعیہ ذہین لڑکی ہے۔

(5) انسان کو اللہ نے عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

مشق: اسم عام کے اقسام کی دو دو مثالیں لکھیے۔

IV ذیل کے جملوں میں ضمیر کے اقسام کی نشاندہی کیجیے۔

(1) ہم سب اسکول جا رہے ہیں۔

(2) تم کب گھر آ ؤ گے؟

(3) میں پڑھ رہا تھا اس کے کہنے پر لکھنے لگا۔

(4) تم چاہے جہاں جاؤ ہمیں یاد رکھنا۔

(5) یہ شخص لوگوں کی مدد کرتے رہے گا۔

مشق: ضمیر کے اقسام کی دو دو مثالیں لکھیے۔

V ذیل کے جملوں میں صفت کے اقسام کی نشاندہی کیجیے۔

(1) شکم سیر ہو کر کھاو۔

(2) آسمان پر ہزاروں تارے چمک رہے ہیں۔

(3) حاتم طائی ایک سخی بادشاہ گزرا ہے۔

(4) یہ انجیر افغانی ہے۔

(5) ایسے لوگ بہت کم پائے جاتے ہیں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

مشق: صفت کے اقسام کی دو دو مثالیں لکھیے

VI ذیل کے جملوں میں زمانے کے لحاظ سے فعل کے اقسام کی نشاندہی کیجیے۔

(1) حامد نے سبق یاد کرلیا۔

(2) میں روزانہ نماز پڑھتا ہوں۔

(3) ان شاءاللہ میں کامیابی حاصل کروں گا۔

مشق: فعل کے اقسام کی دو دو مثالیں لکھیے

VII ذیل کے جملوں میں فعل ماضی کے اقسام کی نشاندہی کیجیے۔

(1) شاید راشد آیا ہوگا۔

(2) لڑکیاں گانا گارہی تھیں۔

(3) میں نے ابھی ابھی سبق پڑھا۔

(4) وہ لوگ تعلیم حاصل کرنے گئے تھے۔

(5) کاش، ہم محنت سے تعلیم حاصل کرتے۔

(6) بچے سبق یاد کررہے تھے۔

مشق: فعل ماضی کے اقسام کی دو دو مثالیں لکھیے۔

منصوبہ کام

صبح کے وقت کی خوبصورتی کو بیان کرتے ہوئے مختلف شعرا نے نظمیں لکھی ہیں۔ان نظموں کو جمع کیجیے اور البیلی صبح سے تقابل کرتے ہوئے ان میں پائے جانیوالے فرق کو بیان کیجیے۔اور کمرہ جماعت میں مباحثہ کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

6 وطن کی خدمت کے ڈھنگ

ڈاکٹر ذاکر حسین

پڑھیے، سوچیے اور جواب دیجیے۔

جنگ بدر کے قیدیوں کے تعلق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے دی کہ "ناخواندہ افراد سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے اور جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے ہیں ان سے فدیہ لینے کے بجائے ہماری قوم کے ناخواندہ افراد کی تعلیم پر مامور کردیا جائے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ بہت پسند آیا۔

(مفہوم حدیث)

سوالات:

1۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بات پر مشورہ فرمایا؟

2۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مشورہ کو پسند فرمایا اور کیوں؟

3۔ مندرجہ بالا عبارت سے کس بات کی اہمیت اجاگر ہو رہی ہے؟ اور کیوں؟

Y1K4E8

مقصد/مدعا۔

ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے فارغین کو وطن کی خدمت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ اس ملک کو تعلیم یافتہ افراد کی سخت ضرورت ہے، تعلیم یافتہ افراد قوم وملت کے لیے اثاثہ ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ تمام فارغین ملک وقوم کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیں جس سے ملک ترقی کی راہ پر گامزن رہے گا۔ ہمارے ملک کی بڑائی ہماری خوبیوں اور صلاحیتوں کے بہتر استعمال پر منحصر ہے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

ماخذ

ذیل کا مضمون ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب سابق صدر جمہوریہ کے تقریر کا حصہ ہے جو آپ نے کاشی ودیا پیٹھ کے جلسہ تقسیم اسناد میں کی تھی۔

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

مصنف کا تعارف

ڈاکٹر ذاکر حسین 8 رفروری 1897ء محلّہ بیگم بازار، حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ان کا آبائی وطن قائم گنج تھا انکے والد وکالت کے سلسلہ میں حیدر آباد آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ذاکر صاحب کی ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی اسکول سلطان بازار، حیدر آباد میں ہوئی۔ اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ سے میٹرک اور علی گڑھ سے بی۔اے اور ایم۔اے کیا۔ پھر وہیں لکچرر مقرر ہوئے۔ترک موالات کی تحریک سے متاثر ہو کر علی گڑھ کو خیر آباد کہہ کر دلی چلے آئے۔اور جامعہ ملیہ سے وابستہ ہو گئے۔اعلیٰ تعلیم کے لیے جرمنی چلے گئے واپسی کے بعد پھر جامعہ ملیہ کے شیخ الجامعہ مقرر ہوئے۔1948 میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔1957-1962 میں بہار کے گورنر 1962-1967 نائب صدر اور 1967-1969 میں صدر جمہوریہ ہند کے جلیل القدر عہدے پر فائز ہوئے انہیں 1963ء میں بھارت رتن کے اعلیٰ ترین قومی اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔3 / مئی 1969 کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ذاکر صاحب کو بچوں سے خاص لگاؤ تھا۔انہوں نے بچوں کے لیے کہانیاں، ڈرامے اور مضامین لکھیں ہیں ان میں انسانیت کے آداب سکھاے ہیں انکی کہانیاں ''ابوخاں کی بکری'' اور چودہ کہانیاں'' کے عنوان سے شائع ہوئیں۔جن میں آزادی حب الوطنی انسانیت کا درد اور اردو تہذیب کی سحر کاری ہے۔انسانی کردار اور جانوروں کے قصے بھی ہیں ان کی تحریروں میں انکی شخصیت جھلکتی نظر آتی ہے۔ان کے اسلوب میں آرائش و زیبائش کا کہیں نام نہیں۔حسن اور سادگی انکی تحریر کی خصوصیت ہے۔

ذاکر صاحب میں تحریر کے ساتھ ساتھ تقریر کی خداداد صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی صداقت اور خلوص کے ساتھ اثر انگیزی وسحر کاری ان کا طرہ امتیاز تھا۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

''کاشی ودھیا پیٹھ کے متعلم ہو کر کبھی اپنے قوم کی راہوں میں رکاوٹ نہ بننا۔ جو شخص اپنی غرض کے لیے اتنا اندھا ہو جائے اپنے دیس اور قوم کو نقصان پہنچانے سے بھی نہ چوکے وہ آدمی نہیں جانور ہے اور قومی ملکیتوں کو برباد کرنے والا ڈاکو ہے۔ ہر ملک تمہاری ہمتوں کے امتحان، تمہاری قوتوں کے استعمال اور تمہاری محبت کی آزمائش کی جگہ ہے۔ ہمارے دیس کو ہماری گردنوں سے ابلتے خون کے دھارے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمارے ماتھے کے پسینے کا بارہ ماسی بہنے والا دریا درکار ہے۔ سارے ہندی نوجوان اگر اپنی ساری زندگی اسی ایک دھن میں کاٹ دیں تب شاید یہ ناو پار لگے۔ کان کھول کر سنو! ہندوستان کی بڑائی ہماری خوبیوں پر منحصر ہے۔'' اس طرح ڈاکٹر ذاکر حسین نے کاشی ودھیا پیٹھ سے فارغ التحصیل طلباء سے مخاطب ہو کر خطاب کیا۔ آیئے ہم اس سبق کے ذریعہ ان کی تقریر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

I

عزیزو! تم علم کو اس شہر کاشی سے یہاں کے اس مشہور ودھیا پیٹھ میں اچھے اچھے اور لائق استادوں سے تعلیم پا کر اب دنیا میں قدم رکھتے ہو۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس دنیا میں جو ودھیا پیٹھ سے بہت زیادہ سخت اور بے رحم جگہ ہے تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ ہوسکتا ہے کہ تمہارا حوصلہ ہو کہ تجارت اور کاروبار، بیوپار یا نوکری سے بہت سی دھن دولت کماؤ اور چین سے اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی گزارنے کا سامان کرو اگر ایسا ہے تو خدا تمہارے ارادوں میں برکت دے۔ مگر مجھے تم سے کچھ بہت کہنا نہیں ہے تم اپنی کامیابی کے لیے خود راہیں تلاش کر لو گے۔ اگر ٹھیک راستے پر پڑے تو زیادہ تر اپنا فائدہ کرو گے۔ اگر غلط راستہ پر پڑے تو سزا بھگتو گے۔ دوسروں کا کچھ بہت نقصان نہ ہوگا۔ لیکن چاہے تم دھن دولت کی فکر ہی میں لگ جاؤ تو کم سے کم کاشی ودھیا پیٹھ کے متعلم ہو کر کبھی اپنی قوم کی راہوں میں رکاوٹ نہ بننا۔ اپنی کامیابی کے لیے بہتیرے لوگ قوم کا نقصان کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ تم اس کا دھیان رکھنا کہ کامیابی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اپنے فرائض کو ترک کر کے اور اپنی خواہشوں کو پیروں تلے روند کر ہی اس تک پہنچا جائے۔ جو شخص اپنی غرض کے لیے اتنا اندھا ہو جائے اپنے دیس اور قوم کو نقصان پہنچانے سے بھی نہ چوکے وہ آدمی نہیں جانور ہے اور قومی ملکیتوں کو برباد کرنے والا پکا ڈاکو ہے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

سوچیے اور بولیے

1۔ مصنف نے دنیا کو سخت اور بے رحم جگہ کیوں کہا؟

2۔ جو شخص تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود زندگی میں صرف کمانے پر اکتفا کرتے ہیں ذاکر صاحب ان سے بات کرنے سے کیوں گریز کرنا چاہتے ہیں؟

3۔ کاشی ودھیا پیٹھ کا کیا پیغام ہے؟

4۔ مصنف نے کن افراد کو ڈاکو کہا ہے اور کیوں؟

II

ودھیا پیٹھ میں پڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے تم اپنی زندگی دیس کی سیوا میں لگانا چاہتے ہو تو مجھے تم سے بہت کچھ کہنا ہے۔

عزیزو! تم جس دیس میں یہاں سے نکل کر جا رہے ہو وہ بڑا بدنصیب ملک ہے وہ جاہلوں کا ملک ہے بے رحمیوں کا ملک ہے۔ بے انصافیوں کا ملک ہے۔ غافل پجاریوں کا ملک ہے۔ بھائی بھائی میں نفرت کا ملک ہے۔ بیماریوں کا ملک ہے۔ سستی موت کا ملک ہے۔ افلاس و ناداری کا ملک ہے۔۔۔ بھوک اور پیاس اور مصیبت کا ملک ہے غرض بڑا کمبخت ملک ہے لیکن کیا کیجیے تمہارا اور ہمارا ملک ہے۔ اسی میں جینا ہے اور اسی میں مرنا ہے۔ اس لیے یہ ملک تمہاری ہمتوں کے امتحان، تمہاری قوتوں کے استعمال اور تمہاری محبت کی آزمائش کی جگہ ہے۔

ممکن ہے کہ اپنے چاروں طرف اتنی تباہی۔ اتنی مصیبت اتنا ظلم دیکھ کر تم بے صبری میں چاہو کہ جیسے بہت سے نوجوان چاہنے لگتے ہیں اس میں بسنے والے سماج ہی کو ختم کر دو اور برباد کر ڈالو۔ اس لیے کہ اس میں سدھار کی کوئی صورت نہیں۔ تمہیں اختیار ہے مگر اپنے ایک بھائی کی رائے سن لینے میں کیا نقصان ہے۔ سو میرا خیال ہے کہ تباہی سے ہمارا کام کچھ سہل نہیں ہوگا۔ تباہی تو پہلے ہی سے کافی موجود ہے۔ قومی زندگی کا کونسا شعبہ ہے جس میں پہلے سے تباہی کا دور دورہ نہیں ہے۔ لیکن ہماری بے شمار بیماریوں اور ان گنت مصیبتوں میں سے ایسی بہت کم ہیں کہ ہم یکا یک گرما کر تھوڑی سی دیر میں انہیں ختم کر ڈالیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بگاڑنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ بنانا ہے۔ ہمارے دیس کو ہماری گردنوں سے ابلتے خون کے دھارے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمارے ماتھے کے پسینے کا بارہ ماسی بہنے والا دریا درکار ہے۔ ضرورت ہے کام کی سچے خاموش کام کی! ہمارا مستقبل کسان کی ٹوٹی ہوئی جھونپڑی، کاری گر کی دھویں سے کالی چھت اور دیہاتی مدرسے کے پھوس کے چھپر تلے بن اور بگڑ سکتا ہے ان جگہوں کا کام صبر چاہتا ہے اور استقلال۔ اس میں تھکن بھی زیادہ ہے اور قدر بھی کم ہوتی ہے جلدی نتیجہ بھی نہیں نکلتا۔ وہاں کوئی دیر تک صبر کر سکے تو ضرور پھل میٹھا ملتا ہے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

سوچیے اور بولیے

1۔ ہمارے ملک کی بدنصیبی کی وجہ کیا ہے؟

2۔ بے صبری کی وجہ سے کونسے نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں؟

3۔ ملک کی خدمت کس طریقہ سے کرنا بہتر ہے؟

III

عزیزو! اس نئے ہندوستان کے بنانے کے کام میں تم سے جہاں تک بن پڑے ہاتھ بٹانا۔ مگر یاد رہے اگر مزاج میں بے صبری ہے تو تم اس کام کو اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ یہ بڑا دیر طلب کام ہے۔ اگر طبیعت میں جلد بازی ہے تو بھی تم کام بگاڑ دو گے کہ یہ بڑا پتہ مارنے کا کام ہے اگر چہ کہ تمھیں بہت سا کام کرنے کی عادت ہے اور اس کے بعد ڈھیلے پڑ جاتے ہو تو بھی شاید یہ کٹھن کام تم سے نہ بن پڑے گا۔ اس لیے کہ اس میں عرصہ تک ایک سی محنت اور توجہ درکار ہے۔ اگر ناکامی سے مایوس ہو جاتے ہو تو اس کام کو نہ چھونا کہ اس میں ناکامیاں ضروری ہیں۔ بہت ناکامیاں اور بار بار ناکامیاں۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جسے ہر ناکامی اور زیادہ محنت کرنے پر ابھارتی ہو۔ اس دیس کی سیوا میں قدم قدم پر خود دیس کے لوگ تمہاری مخالفت کریں گے۔ وہ لوگ مخالفت کریں گے جنھیں ہر تبدیلی سے نقصان ہوتا ہے۔ وہ جو اس وقت چین سے ہیں ڈرتے ہیں کہ شاید حالات بدلے تو وہ اس طرح دوسروں کی محنت کے پھلوں سے اپنی جھولیاں بھرنے نہ پائیں گے لیکن یاد رکھو یہ سب تھک جانے والے ہیں ان سب کا دم پھول جائیگا۔ تم تازہ دم ہو۔ جوان ہو تمہارے کام میں اگر شبہ اور بے اعتمادی ہوگی تو اس کام میں بڑی دشواریاں پیش آئیں گی۔ گندے ہاتھ اور میلے دل لے کر بھی تم اس کام کو انجام تک نہ پہنچا سکو گے کہ یہ مقدس اور پاک کام ہے نفرت اور بدگمانی بھی اس کام میں کچھ اچھے ساتھی ثابت نہ ہوں گے۔

مختصر یہ کہ تمہارے سامنے اپنے جوہر دکھانے کا عجیب و غریب موقع ہے۔ بڑی زبردست اخلاقی قوت کی ضرورت ہے جیسے معمار ہوں گے ویسی ہی عمارت ہوگی۔ کام چوں کہ بڑا ہے سارے ہندی نوجوان اگر اپنی ساری زندگی اسی ایک دھن میں کاٹ دیں تب شاید یہ ناؤ پار لگے۔ اس کے لیے اپنے آپ کو اچھا آدمی بنانا اور اپنے دل کو کینہ کپٹ سے خالی کرنا لازمی ہے قربانیوں کے لیے تیار رہنے کی ضرورت ہے اپنے ارادہ کو مضبوط کرنے اور اپنے نفس کی خواہشوں پر قابو پانے کی ضرورت ہے۔

عزیزو! کان کھول کر سنو ہندوستان کی بڑائی ہماری خوبیوں پر منحصر ہے۔

سوچیے اور بولیے

1۔ کسی بھی کام کے انجام دہی کے لیے کس چیز کا پایا جانا ضروری ہے؟

2۔ مسلسل ناکامیاں انسان کو کس بات پر ابھارتی ہیں؟

3۔ اس ملک کی ترقی کا انحصار کس بات پر ہے؟

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کیجیے

I. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

M6J2Z6

الف۔ذاتی فائدے کے لیے عام طور پر ہم سے کس قسم کی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں؟

ب۔ خواہشات کی تکمیل کے لیے پیروں تلے روندنے سے کیا مراد ہے؟

ج۔ گندے ہاتھ اور میلے دل لے کر بھی تم اس کام کو انجام تک نہ پہنچا سکو گے' یہ مقدس اور پاک کام ہے' سے کیا مراد ہے؟

د۔ ذیل کے جملوں کو سبق میں نشاندہی کرتے ہوئے ان کی وضاحت کیجیے۔

1۔ ہمارے دیس کو ہماری گردنوں سے ابلتے خون کے دھارے کی ضرورت نہیں ہے۔

2۔ یہ ملک تمہاری ہمتوں کے امتحان تمہاری قوتوں کے استعمال اور تمہاری محبت کی آزمائش کی جگہ ہے۔

3۔ ہندوستان کی بڑائی ہماری خوبیوں پر منحصر ہے۔

ھ۔ ذیل کے محاوروں کے مطلب بولیے۔

1۔ پیروں تلے روندنا　　2۔ صبر کا پھل میٹھا ہونا

3۔ ہاتھ بٹانا　　4۔ تازہ دم ہونا

و) عبارت پڑھ کر دیئے گئے سوالوں کے جواب دیجیے۔

معاش ہر آدمی کی ایک لازمی ضرورت ہے ہر آدمی کو بہر حال اپنے لیے کمانا ہے یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جس سے کسی حال مفر نہیں مگر کمانا آدمی کی ضرورت ہے نہ کہ آدمی کا مقصد۔آدمی کو چاہیئے کہ کمانے کو صرف ضرورت کا درجہ دے اور جہاں تک زندگی کے مقاصد کا معاملہ ہے وہ اعلیٰ ترین اقدار کے حصول کو اپنا مقصد حیات بنائے۔

موجودہ معاشرہ میں یہ فرق بے حد مشکل ہو گیا ہے صنعتی انقلاب کے بعد پیدا ہونے والے حالات نے دنیا کو اتنا پرکشش بنا دیا ہے کہ لوگ اسی طرح ٹوٹ رہے ہیں جس طرح شمع کے اوپر ''پروانے''۔

کاش! آج کے انسان کو یہ بتایا جا سکے کہ تمہاری اس روش کا انجام بھی یقینی طور پر وہی ہے جو شمع پر ٹوٹنے والے پروانے کا ہوتا ہے یعنی ''وقتی راحت'' ''ابدی تباہی''۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

1. ضرورت اور مقصد میں کیا فرق ہے؟ بتایئے۔
2. موجود معاشرہ کی روش کیا ہے؟
3. مقصد حیات کیا ہونا چاہیے؟
4. کس کا انجام ''وقتی راحت'' ہے اور کس کا ''ابدی تباہی''؟

II. اظہار ما فی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

1۔ اپنا فائدہ حاصل کرنا کس بات پر منحصر ہے۔
2۔ مصنف نے کس بات کا اختیار آپ کو دیا ہے؟
3۔ مصنف کے نزدیک کون سا کام آسان ہے اور کون سا مشکل؟
4۔ کون سے کام صبر و استقلال چاہتے ہیں؟
5۔ دشواریاں کب پیش آتی ہیں؟

(ب) ذیل کے سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

1۔ یہ ملک کن حالات سے دوچار ہے؟
2۔ دیس کو کیسے لوگوں کی ضرورت ہے اور کیوں؟

(ج) ذیل کے بارے میں تخلیقی/توصیفی انداز میں لکھیے۔

1۔ اچھا شہری کے عنوان سے ایک مضمون لکھیے۔
2۔ اپنے اسکول میں حب الوطنی پر تقریر کرنے کسی ایک اہم شخصیت کو مدعو کرنے کے لیے دعوت نامہ لکھیے؟

III. زبان شناسی

لفظیات

(الف) ان الفاظ کے واحد کتاب سے تلاش کر کے لکھیے۔

متعلّمین ۔ افکار ۔ اغلاط ۔ ممالک ۔ اغراض

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

(ب) ان االفاظ کے اسم فاعل سبق سے تلاش کرکے لکھیے ۔

غفلت ۔ تعلیم ۔ تعمیر

(ج) ذیل کے الفاظ کے معنی جملوں کے لحاظ سے قوسین میں لکھیے ۔

ترک ۔ افلاس ۔ بارہ ماسی ۔ پتہ مارنا

1۔ دریائے گوداوری وکرشنا جنوبی ہند کے بارہ ماسی دریائیں ہیں۔ (   )

2۔ چودہ سال کی عمر سے پہلے تعلیم ترک کردینا قانونی جرم ہے۔ (   )

3۔ عوام کی اکثریت تعلیم سے نابلد ہونے کی وجہ سے افلاس کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ (   )

4۔ پتہ مار کر تعلیم حاصل کرنے سے ہی زندگی خوشگوار ہوتی ہے۔ (   )

قواعد

الف۔ ان دونوں الفاظ پر غور کیجیے۔

☆ صبح وشام

☆ زمین وآسمان

اوپر دیے گئے جوڑیوں کے الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

ایسے الفاظ جو ''واؤ'' عطف سے اپنی ضد کے ساتھ استعمال ہوں وہ ''متضاد الفاظ'' کہلاتے ہیں۔

مشق-I ان الفاظ کے متضاد الفاظ لکھیے ۔

1۔ نشیب و.................

2۔ ابتداء و.................

3۔ اول و.................

4۔ عرش و.................

5۔ شکست و.................

6۔ ....واندھیرا

7۔ ....واعلیٰ

8۔ ....وزیست

9۔ ....گراں وارزاں

10۔ ....وراحت

S.C.E.R.T. TELANGANA

مشق-II جدول میں ایک دوسرے کی اضداد تلاش کر کے لکھیے۔

پوشیدہ	شب	ہجر	دیر	حق	گدا	بقا	سفید	اعلیٰ	قدیم	حرام
تذلیل	گراں	سیاہ	آغاز	بد	حیات	شکست	نفع	انجام	خاص	حلال
نشیب	وصال	عرض	ارزاں	باطل	موت	طول	حرم	نقصان	عام	روز
آشکار	فتح	ادنیٰ	جدید	شاہ	نیک	کثیر	جلوت	جزا	اصغر	مختصر
	خلوت	خیانت	اکبر	سزا	امانت	جامع	فنا	قلیل	تکریم	فراز

ب۔ مترادف (ہم معنی)

چاند ...... کو قمر، ماہ اور مہتاب بھی کہتے ہیں۔

سورج ...... کو شمس، مہر اور آفتاب بھی کہتے ہیں۔

آسمان ...... کو فلک، گگن اور آکاش بھی کہتے ہیں۔

کسی ایک ہی چیز کو الگ الگ ناموں سے پکارا جائے تو ایسے الگ الگ نام ایک دوسرے کے ''مترادف یا ہم معنی'' کہلاتے ہیں۔

مشق-I: ذیل کے مترادف لکھیے

1۔ عقلمند ....
2۔ فردوس ....
3۔ بہشت ....
4۔ خاک ....
5۔ ہوا ....
6۔ جنگل ....
7۔ روشنی ....
8۔ سمندر ....
9۔ ذوق ....
10۔ لباس ....

مشق II۔ جدول میں سے الفاظ اور ان کے مترادفات تلاش کر کے لکھیے۔

نجم	فرشتہ	چکر	روشنی	چمک	زمین	دل	قبر	مٹی	مرض	قیام گاہ
کاشانہ	قلب	کشتی	رخسار	ملک	گردش	ضیاء	تابانی	ملاح	جنگل	زندگی
حیات	گور	ارض	مئے	پرندہ	بہشت	خاک	گال	طائر	اوس	معلم
استاد	ناخدا	بت	دشت	شبنم	سفینہ	صنم	شراب	جنت	بیماری	اختر

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

☆ اخبارات ورسائل سے اپنی پسندیدہ کسی ایک شخصیت کا انٹرویو تلاش کیجیے اسے کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنایئے اور اس کے تراشے محفوظ رکھیے۔

سارے ملک کا بگاڑ تین گروہوں کے بگڑنے پر ہے۔ حکمران جب بے علم ہوں، عالم جب بے عمل ہوں اور فقراء جب بے توکل ہوں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

7

غزل

مرزا نوشہ اسداللہ خاں غالبؔ

I۔ پڑھیے سوچیے اور جواب دیجیے۔

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے
لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دیا تو نے

سوالات:

1۔ ان اشعار میں شاعر کس سے مخاطب ہے؟
2۔ شاعر کس سبق کی بات کر رہا ہے؟
3۔ دلِ بے مدعا کا کیا مطلب ہے؟
4۔ انسان کے دل کی خواہشات کا کیا عالم ہوتا ہے؟

Y3X2U2

مدعا/مقصد:

غزل اردو کی مقبول ترین صنف ہے۔ اسے اردو شاعری کی آبرو بھی کہا گیا ہے۔ غزل ایک ایسی صنف ہے جس میں اس کائنات کا ہر موضوع انسان کے حوالے سے باندھا جاتا ہے۔ غالب کی غزل پڑھنے سے طالب علم کو آسان زبان میں فلسفیانہ مضامین بیان کرنے کا طرز طریقہ معلوم ہوگا۔ غزل کے شعر میں سوالیہ موضوع کس طرح باندھا جاتا ہے اس کا علم ہوگا۔ اسی کے ساتھ غزل میں تشبیہ و استعارہ کا استعمال اور استفہامیہ انداز بیان سے طالب علم واقف ہوگا۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

ماخذ

یہ غزل ''دیوانِ غالب'' سے لی گئی ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات:

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔ جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

صنف کی تعریف

غزل کے لغوی معنی ''عورتوں سے باتیں کرنا'' ہے۔۔ لیکن دور جدید کے شعرا نے صنف غزل میں سیاسی، سماجی، مذہبی اور فلسفیانہ خیالات کو بھی پیش کیا ہے۔ غزل کے پہلے شعر کو ''مطلع'' کہتے ہیں۔ جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف کی پابندی کی جاتی ہے۔ اگر غزل کے دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں بھی قافیہ اور ردیف کی پابندی کی جائے تو ''حسن مطلع'' کہلاتا ہے۔ غزل کا آخری شعر ''مقطع'' کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص پیش کرتا ہے۔ غزل کا ہر شعر معنی و مفہوم کے لحاظ سے مکمل ہوتا ہے۔ نظم کی طرح ایک شعر دوسرے شعر سے مربوط نہیں رہتا۔ لیکن جب شاعر اپنی بات ایک شعر میں نہیں کہہ پاتا تو اسے اپنی بات مکمل کرنے کے لیے دوسرے اور تیسرے شعر کی بھی ضرورت پیش آتی ہے ان اشعار میں مضمون مکمل ہو جاتا ہے غزل کے ایسے اشعار ''قطعہ بند'' کہلاتے ہیں۔ قطعہ بند اشعار کے لیے عام طور پر غزل کے مصرعوں کے درمیان ''ق'' بطور اشارہ لکھا جاتا ہے۔ شعر کا آخری لفظ جس کی تکرار تمام اشعار کے دوسرے مصرعے میں کی جاتی ہے اس کو ردیف کہتے ہیں۔ ردیف سے پہلے آنے والے ہم وزن الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔

شاعر کا تعارف

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ 1796ء میں اکبرآباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ ابھی غالبؔ چھوٹے ہی تھے کہ ان کے والد عبداللہ بیگ ایک جنگ میں مارے گئے چچا نے ان کی پرورش کی۔ تیرہ سال کی عمر میں ان کی شادی ہوگئی۔ غالبؔ نہایت اعلیٰ ذہن کے مالک تھے۔ مزاجاً خوددار اور بذلہ سنج تھے۔ انہوں نے شاعری میں ایک نئے طرز کی بنیاد ڈالی۔ خیالات کی تازگی، موضوعات کی رنگارنگی، فکر کی بلندی اور الفاظ کی معنی خیزی ان کے کلام کی نمایاں خصوصیت ہے۔ ان کے اشعار میں معنی کی کثرت ہے۔

ذوق کے انتقال کے بعد بہادر شاہ ظفرؔ کے استاذ مقرر ہوئے ان کو ''نجم الدولہ، دبیر الملک، نظام جنگ'' کے خطابات ملے۔ تیموریہ خاندان کی تاریخ نویسی پر بہادر شاہ نے پنشن مقرر کی تھی۔ وہ اردو کے عظیم شاعر تھے ان کے خطوط اردو ادب میں غیر معمولی امتیاز رکھتے ہیں۔ ان کا انتقال 1869ء میں دہلی میں ہوا۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

اردو کے غزل گو شعراء میں غالب ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ غالب کی شاعری کے پرستار جتنے اردو داں لوگ ہیں۔ کم و بیش غیر اردو داں طبقہ بھی ہے۔ بلکہ یہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا کہ غیر اردو داں طبقہ کے لیے اردو اور غالب ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں۔ اسی لیے غالب نے کہا تھا۔

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

تو آیئے! غالب کی ایک غزل کا مطالعہ کرتے ہیں جو سادگی سے معمور اور چاشنی سے بھرپور ہے۔

(I)

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟ آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟
ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار یاالٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟
میں بھی منھ میں زبان رکھتا ہوں کاش! پوچھو کہ مدعا کیا ہے؟
جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود ق پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟
سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں؟ ابر کیا چیز ہے ' ہوا کیا ہے؟

سوچیے۔ بولیے

1۔ شاعر نے دل کو ناداں کیوں کہا ہے؟
2۔ مشتاق کے کیا معنی ہیں؟ تعلیم کے ذریعے آپ کس بات کے مشتاق ہیں؟
3۔ کاش لفظ کا استعمال آپ کب اور کہاں کرتے ہیں؟ مثالیں دیجیے۔
4۔ منہ میں زبان رکھنا سے کیا مراد ہے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

(II)

ہم کو ان سے وفا کی ہے اُمید　　جو نہیں جانتے وفا کیا ہے
''ہاں بھلا کر ' ترا بھلا ہوگا''　　اور درویش کی صدا کیا ہے؟
جان تم پر نثار کرتا ہوں　　میں نہیں جانتا ، دعا کیا ہے
میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آئے ' تو بُرا کیا ہے

سوچیے ۔ بولیے

1۔ کیا شاعر کی امید بر آئے گی؟ اپنے جواب کے لیے وجہ بتلائیے۔
2۔ درویش کسے کہتے ہیں؟
3۔ دعا کا کیا مطلب ہے اور اسکی کیا اہمیت ہے؟
4۔ تاجر اپنا سامان فروخت کرنے کے لیے ''ایک خریدنے پر ایک مفت'' جیسے اشتہار لگاتے ہیں'' اسکے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

تشریح

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟　　آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

مطلب: شاعر'دلِ ناداں کی حالت سے پورے طور سے واقف ہے اسی لیے استفہام کے پردے میں اسے ملامت کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ اے عاشق دل تو بڑا نادان ہے اور ثبوت تیری نادانی کا یہ ہے کہ تو اس بے وفا' ظالم سفاک اور بے رحم سے امید وفا رکھتا ہے جو لفظ وفا سے سراسر ناواقف ہے۔ تیرے درد کی دوا اس دنیا میں تو کہیں مل نہیں سکتی!

ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار　　یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟

مطلب: شاعر کہتا ہے کہ ابھی عشق کے کوچے میں قدم رکھا ہے اور معشوق و عاشق میں جو ناز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں ان سے ناواقف ہے۔ اس لیے باوجود اپنے مشتاق ہونے کے معشوق کے بیزار ہونے پر تعجب کرتا ہے۔

میں بھی منھ میں زبان رکھتا ہوں　　کاش! پوچھو کہ مدعا کیا ہے؟

مطلب: عاشق' محبوب سے کہتا ہے کہ آپ غیروں سے میرا حال دریافت کر رہے ہیں! میں بھی منھ میں زبان رکھتا ہوں' مجھے بھی قدرت نے طاقت گویائی عطا کی ہے۔ کاش کسی دن آپ خود مجھ سے میرا مدعا دریافت کریں۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود   ق   پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟

سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں؟   ابر کیا چیز ہے ' ہوا کیا ہے؟

مطلب: یہ ہنگامہ جو کائنات میں نظر آتا ہے اس امر کا متقاضی ہے کہ اشیائے مختلفہ کے وجود کو تسلیم کیا جائے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی شئی دراصل موجود نہیں ہے۔ یہ سبزہ و گل' ابر و ہوا کا وجود اللہ ہی کی وجہ ہے۔

ہم کو ان سے وفا کی ہے اُمید   جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟

مطلب: ہماری سادہ لوحی تو دیکھو! ہم اس شخص سے وفا کی امید رکھتے ہیں جو وفا کے نام سے بھی آشنا نہیں ہے۔

''ہاں بھلا کر ' ترا بھلا ہوگا''   اور درویش کی صدا کیا ہے؟

مطلب: ناصحانہ رنگ میں معشوق سے لطف و کرم کی التجا کی ہے کہ اے محبوب اگر تو ہم فقیروں پر نگاہ کرم کرے گا تو خالق کائنات تجھ پر کرم کرے گا۔

جان تم پر نثار کرتا ہوں   میں نہیں جانتا ، دعا کیا ہے؟

مطلب: میں دوسروں کی طرح محض دعا دینا کافی نہیں سمجھتا اس لیے اپنی جان تم پر نثار کرتا ہوں یعنی اپنی طرف سے عملی ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ   مفت ہاتھ آئے ' تو بُرا کیا ہے؟

مطلب: ہم نے مانا کہ آپ کی نگاہ میں غالبؔ کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ لیکن اگر مفت میں ایک غلام آپ کو ملتا ہو تو اس میں کیا برائی ہے؟

یہ کیجیے

I. سمجھنا۔ اظہار خیال کرنا

H3T4T6

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود

پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

(الف) اس شعر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے۔

(ب) شاعر کو اپنے دل سے کس بات کی شکایت ہے؟

(ج) غزل میں کونسا شعر شاعر کی حیرانی کو ظاہر کرتا ہے؟ اور اسکی حیرانی کی وجہ کیا ہے؟

(د) دوستی اور وفاداری میں کیا تعلق ہوتا ہے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

(ھ) ذیل کے اشعار پڑھیے اور نیچے دی گئی عبارت کی خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

کام ہمت سے جواں مرد اگر لیتا ہے　　سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے
ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انسان　　زہر پی کر مزۂ شیر وشکر لیتا ہے
گنج پنہاں ہے تصرف میں بنی آدم کے　　کان سے لعل، یہ دریا سے گہر لیتا ہے
عقل کر دیتی ہے انسان کی جہالت زائل　　موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے
عزتِ نالہ و فریاد نہ کھوئے آتش　　آشنا کوئی نہیں۔ کون خبر لیتا ہے

اگر انسان __________ سے کام لے تو تمام مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی منزل پا سکتا ہے۔ اگر وہ ناگوار باتوں کو __________ کر لے تو زہر پینے پر بھی اسے __________ کا مزہ آ سکتا ہے۔ __________ بنی آدم کے __________ میں ہے اگر وہ ہمت و محنت سے کام لے تو دریا کی گہرائی سے __________ جیسی قیمتی شئے مل سکتی ہے اور عقل کا استعمال کرتے ہوئے وہ موت سے جان چھپانے کے لیے __________ کا سہارا لیتا ہے۔

II. اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) دیئے گئے سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

1۔ مرزا غالب کے کلام کی نمایاں خصوصیات بیان کیجیے۔
2۔ خدا کی قدرت کو ظاہر کرنے کے لیے شاعر نے کن باتوں کی مثال دی ہے؟
3۔ کسی کے ساتھ بھلا کرنے پر بھلائی ہی ملے گی۔ کیا آپ اس سے متفق ہیں تبصرہ کیجیے۔
4۔ شاعر اپنے جنون کا اظہار کیسے کر رہا ہے؟

(ب) ذیل کے سوالوں کے جواب تفصیل سے دیجیے۔

1۔ دنیا میں افراد کے درمیان، طبقات کے درمیان اور قوموں کے درمیان ہنگامے اور اختلافات ہمیشہ نظر آتے ہیں؟ ان کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر روشنی ڈالیے؟
2۔ اظہار خیال کی آزادی سے کیا مراد ہے؟ اگر فرد کو یہ آزادی میسر نہ ہو تو کیا ہوگا؟ اور بتلائیے کہ اس آزادی پر پابندیاں کس حد تک درست ہیں؟

(ج) تخلیقی یا توصیفی انداز میں لکھیے

1۔ ''میں بھی منھ میں زبان رکھتا ہوں'' اس عنوان پر کہانی لکھیے۔
2۔ ''مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے'' اس عنوان پر ایک مضمون لکھیے۔
3۔ جانثار اور وفادار لوگ کسی بھی ملک و قوم کا اثاثہ ہوتے ہیں۔ چند مثالیں دیتے ہوئے انکی ستائش کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

III. زبان شناسی

لفظیات

الف: غزل میں استعمال ہونے والے محاوروں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کو جملوں میں استعمال کریں۔

ب: دیئے گئے خط کشیدہ الفاظ کے اضداد لکھیے' لفظ اور ضد کو استعمال کرتے ہوئے جملے بنائیے۔

1۔ دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے　　2۔ ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید　　3۔ جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

4۔ ہاں بھلا کر' ترا بھلا ہوگا　　5۔ میں نہیں جانتا' دُعا کیا ہے

ج: خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(ہنگاموں ' ماجرا ' نادانی ' مدعا ' جاں نثاری)

1۔ مجھے تم سے اس قدر __________ کی توقع نہیں تھی۔

2۔ سیاسی تحریکوں کی وجہ سے سارا تعلیمی سال __________ کی نذر ہوگیا۔

3۔ سڑک پر بھیڑ جمع دیکھ کر میں بھی آگے بڑھا کہ آخر دیکھوں کہ کیا __________ ہے۔

4۔ صحابہ کرامؓ قربانی اور __________ کا نمونہ تھے۔

5۔ چہرہ شناس لوگ بن کہے __________ جان لیتے ہیں۔

قواعد

علم بیان

خوب سے خوب تر کی تلاش انسانی فطرت ہے۔ چنانچہ خوبصورت اور اچھی چیز کو بھی انسان طرح طرح سے آراستہ کر کے اس کے حسن کو مزید چار چاند لگانے کی کوشش کرتا ہے اور اس میں حسن و خوبی پیدا کر کے اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

شعری محاسن کو اجاگر کرنا اور اس سے لطف اندوز ہونا ''علم بیان'' ہے۔

اس کی چار قسمیں ہیں۔

1۔ تشبیہ　　2۔ استعارہ　　3۔ مجاز مرسل　　4۔ کنایہ

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

1۔ اس شعر پر غور کیجیے۔

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

اس شعر میں جگنو کو شمع کے مثل قرار دیا جارہا ہے۔

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

اس شعر میں لب کی نازکی کو گلاب کی پنکھڑی کے مثل قرار دیا جارہا ہے۔

ایک شئے کو دوسری شئے کے مثل قرار دینا ''تشبیہ'' کہلاتا ہے۔

اس شعر میں لب مشبہ ہے اور گلاب کی پنکھڑی مشبہ بہ ہے۔ اور کی سی حروف تشبیہ ہے اور نازکی وجہ تشبیہ ہے۔ اور پورا شعر جس مقصد کے لیے بیان کیا جارہا ہے وہ غرض تشبیہ ہے۔

ارکان تشبیہ پانچ ہیں

1۔ مشبہ　2۔ مشبہ بہ　3۔ حرف تشبیہ　4۔ وجہ تشبیہ　5۔ غرض تشبیہ

2۔ اس شعر پر غور کیجیے۔

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

اس شعر میں چاند سے مراد جگنو ہے جو مستعار لیا گیا ہے نہ کہ حقیقی چاند

استعارہ: لفظ کو اس کے اصلی معنی کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں استعمال کرنا ''استعارہ'' کہلاتا ہے۔

مشق: ان اشعار میں تشبیہ استعارہ کی نشاندہی کیجیے۔

وہ جنگل میں رہتا تھا مانند شیر　　چلے آے تھے پاس اس کے کبیر
ہستی اپنی حباب کی سی ہے　　یہ نمائش سراب کی سی ہے
خنجر تھا الہی یا زباں تھی　　خنجر سے زیادہ رواں تھی

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

اپنے پسندیدہ شعراؔ کی غزلوں کو اکٹھا کریں اور کمرہ جماعت میں اس کا مظاہرہ کریں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

8

دوسرا موسم

کشمیری لال ذاکر

پڑھیے سوچیے اور بولیے

پرانے زمانے میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام سبکتگین تھا اسے شکار کرنے کا بڑا شوق تھا۔ایک دن جنگل میں اُسے کوئی شکار نہ ملا۔شام ڈھلے وہ خالی ہاتھ گھر لوٹ رہا تھا کہ اس نے دیکھا سامنے جھاڑیوں میں ایک چھوٹا ہرن کا بچہ لیٹا ہوا ہے۔ وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور اسے دبوچ کر خوشی خوشی اپنے گھر کی طرف چلنے لگا۔سوچتا رہا کہ چلو آج اس ہرن کے بچے سے ہی پیٹ بھرلیں۔ بہت دور جنگل سے نکل آنے کے بعد گاؤں سے قریب اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا کہ تو دیکھتے ہی رہ گیا اس لیے کہ اس کے پیچھے ہرن کے بچے کی ماں بھی چلی آئی ہے۔اپنے بچے کے لیے۔سبکتگین کو ترس آگیا اس نے ہرن کے بچے کو چھوڑ دیا۔ ہرن کا بچہ کلیلیں بھرتا ماں سے جا کر لپٹ گیا۔سبکتگین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔اسے اپنی ماں یاد آگئی تھی۔

W8C3N6

سوالات:

1۔ ہرن کے بچے نے شکاری کو کیا سبق سکھایا۔

2۔ ہرن شکاری کے پیچھے پیچھے کیوں چلی آئی۔

3۔ دینِ اسلام میں ماں باپ کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

مقصد:

دَورِ جدید نے جہاں انسان کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے نئی نئی ایجادات ہورہی ہیں وہیں اس دور کا انسان نے رشتوں کی عظمتوں اور اس کے وقار کی دھجیاں بھی اُڑا رہا ہے۔ماں جیسی عظیم ہستی کے ساتھ خود اپنی اولاد کا رویہ،اس کی سنگینی، بے مروتی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی ہے اور ماں کی خدمت کرکے اپنی آخرت سنوارنے کے بجائے اسے اپنے گھر سے دور بیت المعمرین میں داخل کرکے اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کررہے ہیں۔ جو بدبختی کی علامت ہے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

ماخذ

یہ سبق کشمیری لال ذاکر کے مجموعہ ''تجھے ہم ولی سمجھتے'' سے لیا گیا ہے۔

صنف کا تعارف

وہ تحریری قصہ جسے ایک نشست میں پڑھ لیا جائے اس کو ''مختصر افسانہ'' کہتے ہیں۔ یہ تسلیم شدہ ہے کہ افسانہ فکشن کی سب سے مختصر شکل ہے جس میں قصہ، پلاٹ، کردار، نقطۂ عروج، زماں و مکاں کے ساتھ وحدتِ تاثر کا ہونا لازمی ہے۔ کامیاب افسانے میں واقعات کی پیش کشی میں وحدت، تاثیر و اقعاتی مرکزِ اتحاد کے ساتھ اچھا افسانہ نہیں لکھا جا سکتا۔ اس لیے بعض نقادوں نے اس کو ''چاول پر قل'' لکھنے کا فن قرار دیا ہے۔

افسانے کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔

1۔ پلاٹ 2۔ کردار 3۔ مکالمہ 4۔ جذبات نگاری 5۔ منظر کشی

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگایئے۔

2۔ سبق پڑھیے۔ جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

مصنف کا تعارف

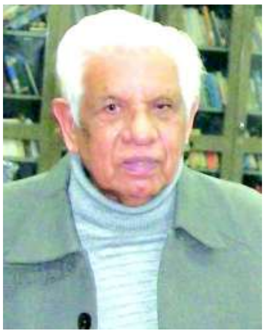

کشمیری لال ذاکر صفِ اول کے ادیب اور افسانہ نگار ہیں۔ کشمیری لال 7/ اپریل 1919ء کو پاکستان کے ضلع گجرات کے بیگا بنیان گاؤں میں پیدا ہوئے۔ کشمیری لال ذاکر اردو افسانہ نگاری کے روشن ترین دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس سنہری دور کو کرشن چندر، منٹو اور بیدی کی تخلیقات سے جو روشنی اور توانائی حاصل ہوئی اس کی گواہ اردو ادب کی تاریخ ہے۔ اس خاص دور میں کسی دوسرے افسانہ نگار کا افسانہ ذہین قارئین کو اپنی طرف متوجہ کر لینا مشکل تھا مگر کشمیری لال ذاکر نے یہ مشکل اپنی تخلیقی جوہر کی مدد سے آسان بنالی۔ اُنھوں نے متوسط اور زیریں طبقات سے تعلق رکھنے والے کرداروں کو حد درجہ سچائی اور حقیقت پسندی سے پیش کیا ہے۔ ان کی نفسیات کا مطالعہ کمال گہرائی سے کیا ہے۔ کشمیری لال ذاکر کا اسلوب اظہار دل آویز، اُن کی زبان سلیس اور اُن کا انداز بیان ایسا رواں ہے جیسے افسانہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی دوستانہ گفتگو ہو رہی ہے اور یہ کسی افسانہ نگار کا معمولی کارنامہ نہیں ہے۔

کشمیری لال زائد از 125 کتابوں کے مصنف ہیں جس میں ناول، مختصر کہانیاں، ڈرامے، سفر نامے وغیرہ شامل ہیں۔ ان کا انتقال 31/ اگست 2016 کو ہوا۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

ماں ایک عظیم ہستی ہے۔ جس کے قدموں تلے جنت ہے۔ ماں اپنی اولاد کی پرورش اپنا چین وسکون اور راتوں کی نیندیں گنوا کر کرتی ہے لیکن جب وہ بوڑھی ہو جاتی ہے تو وہی ماں اپنی اولاد کے لیے بوجھ بن جاتی ہے۔ اس سبق میں مصنف نے ایک ایسی ہی بوڑھی ماں کے بارے میں بتانے کوشش کی ہے جس کو اسکا بیٹا ایک اولڈ ایج ہوم کے باہر چھوڑ کر فرار ہو جاتا ہے۔ آیئے ہم اس سبق کے ذریعے اس سے متعلق تفصیل سے پڑھیں گے۔

I

آج صبح ٹی وی کی ایک خبر سے مجھے بڑا گہرا صدمہ ہوا۔

خبر کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

لیلا دیوی کو جس کی عمر 80 سال ہے۔ اُس کے پانچ بیٹے کل شام' اولڈ پیپلز ہوم کے باہر چھوڑ کر فوراً بھاگ گئے۔ ہوم کا گیٹ بند تھا۔ کسی نے نہیں دیکھا کہ کوئی ایک بوڑھی اور بے سہارا عورت کو سورج غروب ہونے سے کچھ ہی دیر پہلے' یہاں ڈال کر فرار ہو گیا تھا۔

صبح سویرے اس خبر نے مجھے ایک دم مایوس کر دیا۔ خبر کے بعد کچھ لوگوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار بھی کیا تھا۔ میں خاموشی سے ایک ایک رائے کو غور سے سن رہی تھی۔

پہلی رائے : بیٹوں نے یہ بڑی ذلیل حرکت کی ہے۔

دوسری رائے : یہ تو گھور کل یگ کی نشانی ہے۔

تیسری رائے : جنہوں نے یہ پاپ کیا ہے ان کے بچے بھی ان سے یہی سلوک کریں گے۔

میری نظریں تو ٹی وی اسکرین پر جمی تھیں لیکن میرا ذہن مجھے تیس برس پیچھے لے گیا تھا۔

میرے پتا جنار دھن پرشاد بہت دنوں سے بیمار چل رہے تھے۔ علاج برابر ہو رہا تھا۔ لیکن کوئی افاقہ نہیں تھا۔ میرا بڑا بھائی

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022
S.C.E.R.T. TELANGANA

پرمود چار سال پہلے امریکہ چلا گیا تھا۔ وہاں وہ کسی امریکی کمپنی میں ایک اچھی ملازمت پر لگ گیا تھا۔ میری ماں نے اس کے لیے ایک لڑکی دیکھی تھی ۔لڑکی ڈاکٹر تھی اور سُندر بھی تھی۔ اُس کا نام گوری تھا۔ میری بھی اس سے دوستی ہوگئی تھی۔ اس کے گھر والوں کو بھی منظور تھا کہ وہ پرمود کو اپنا داماد بنالیں۔ پرمود اپنی کمپنی سے ایک مہینے کی چھٹی پر آرہا تھا۔ میں اور گوری اسے ایر پورٹ پر لینے بھی گئی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم دونوں آپس میں گھل مل گئی تھیں۔ میں بھی اس فیصلے پر بہت خوش تھی۔

تھوڑے ہی دنوں میں پرمود اور گوری کا رشتہ پکا ہوگیا۔ پرمود واپس امریکہ چلا گیا یہ طے ہوا کہ شادی چھ مہینوں کے بعد ہوگی۔ تب تک پتا جی کی صحت بھی ٹھیک ہوجائے گی ڈاکٹر گوری بھی اُن کی دیکھ بھال میں شامل ہوگئی۔ ادھر میری بھی کالج میں نوکری لگ گئی۔

پتا جی کا علاج تو ہم نے بڑی لگن سے کرایا۔ علاج پر روپیہ پیسہ بھی بہت لگا۔ لیکن پتا جی کی صحت بگڑتی ہی گئی۔ ایک دن ہمارے پتا شری جنار دھن پرشاد پرلوک سدھار گئے۔

سوچیے ۔ بولیے

☆ کس خبر نے اسے ایک دم مایوس کردیا۔

☆ یہ تو گھور کل یگ کی نشانی ہے۔ اس جملے کی وضاحت کیجیے۔

☆ ایک بہت ہی گرم ہوا کا تیز ریلہ ہمارے گھر کو اپنی چپیٹ میں لے کر گزر گیا۔ وہ ریلہ کیا تھا۔

ایک بہت گرم ہوا کا تیز ریلہ ہمارے گھر کو اپنی چپیٹ میں لے کر گزر گیا۔۔۔''

(II)

میری نظریں ٹی وی اسکرین پر جمی ہیں ۔لیکن میں دیکھ کچھ اور رہی ہوں۔

کالج میں میری نوکری کا ایک سال پورا ہوگیا ہے۔ میں اس خوشی میں اپنی ماں کے لیے ایک ساڑھی لائی ہوں' میری ماں گلابی رنگ کی ساڑھی پہن کر میرے سامنے آئی ہے تو میں نے خوشی سے تالیاں بجانی شروع کردی ہیں۔

میری نظریں ایک بار پھر ٹی وی کی سکرین پر جم گئی ہیں۔

بیک گراونڈ سے کسی کی آواز آرہی ہے۔ چہرہ نظر نہیں آرہا۔ ٹی۔وی والوں کا یہ اپنا دستور ہے۔''بچپن' جوانی' بڑھاپا' یہ تو انسانی زندگی کا موسم ہے۔ ان موسموں کو تو جھیلنا ہی پڑتا ہے۔ چاہے ہم انہیں رو کر جھیلیں چاہے مسکرا کر۔''

اور اب گرم ہوا کا ایک اور تیز ریلہ مجھے جھلسا کر گھر کے آنگن سے گزر گیا ہے میری ماں رُکمنی دیوی کا انتقال ہوگیا ہے۔ رات کو اسے دل کا دورہ پڑا اور میری ماں نیند ہی میں چل بسیں۔ ڈرائینگ روم میں اس کی ارتھی پڑی ہے۔ حالانکہ رواج کے مطابق بیوہ عورت کو موت کے بعد رنگ دار کپڑے نہیں پہنائے جاتے' لیکن میں نے اپنی ماں کو اُسی گلابی ساڑھی سے سجایا ہے جو اسے پسند تھی۔ میری ماں رُکمنی دیوی، موت کے بعد بھی اتنی ہی سُندر لگ رہی تھی۔

پھر عجیب بات یہ ہوئی کہ میرے دماغ میں تصویر تو تھی میری ماں رُکمنی دیوی کی اور ٹی وی کی سکرین پر بار بار دکھائی جارہی تھی

S.C.E.R.T. TELANGANA

تصویر اُس بزرگ عورت کی، جسے اُس کے بیٹے شام کے ہلکے ہلکے اندھیرے میں' اولڈ پیپلز ہوم کے بند گیٹ کے باہر چھوڑ گئے تھے۔

ٹی وی کی اناؤنسر بار بار کہہ رہی تھی۔

''اگر کوئی شخص اس بزرگ عورت کو پہچانتا ہو، تو اسے اولڈ پیپلز ہوم آ کر لے جائے۔ اس وقت وہ ہوم کے اندر محفوظ ہے اور ہوم کا اسٹاف اُس کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔''

اب میری نظریں اُس تصویر کو بار بار دیکھ رہی ہیں۔ لیکن میں نے اس مہلا کو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اس لیے میں اُسے نہیں پہچان سکتی۔

ٹی وی کی اناؤنسر اب پھر بول رہی ہے۔

''اگر بیٹی اپنے بوڑھے ماں باپ کی دیکھ بھال کر سکتی ہے تو شادی کے بعد، جب وہ کسی گھر کی بہو بن جاتی ہے، اپنے شوہر کے ماں باپ کی دیکھ بھال کیوں نہیں کر سکتی؟ وہ بھی تو اس کے ماں باپ ہی تو ہیں؟''

یہ سوال اناؤنسر ٹی وی دیکھنے والوں سے بار بار کئے جا رہی ہے۔ لیکن کوئی بھی اس سوال کا جواب نہیں دے رہا۔

میں نے ٹیلی فون پر دُوردرشن کا نمبر لگایا ہے۔

''کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جس بزرگ مہلا کی تصویر دُوردرشن پر بار بار دکھائی جا رہی ہے، اُسے اس کے بیٹے کس اولڈ پیپلز ہوم کے گیٹ کے باہر چھوڑ گئے ہیں؟''

سوچیے۔ بولیے

1۔ اُس عورت کی نظر ٹی وی کے اسکرین پر ہی تھی لیکن وہ کچھ اور ہی دیکھ رہی تھی وہ کیا تھا؟

2۔ بچپن' جوانی' بڑھاپا یہ تو انسانی زندگی کے موسم ہیں۔ کیسے؟

میں یہ سوال بار بار کر رہی ہوں۔

کچھ دیر کے بعد جواب ملا ہے۔

''ہم اُس اولڈ پیپلز ہوم کا ایڈرس تلاش کر رہے ہیں۔ آپ اپنے ٹیلی فون کا نمبر چھوڑ دیں۔ جوں ہی ہمیں ایڈرس ملتا ہے آپ کو بتا دیا جائے گا۔''

رات بہت دیر میں مجھے اُس اولڈ پیپلز ہوم کا ایڈرس معلوم ہوا۔

میں نے کالج سے اگلے روز کی چھٹی لے لی ہے۔

اب میں اولڈ پیپلز ہوم کے گیٹ کے اندر آ گئی ہوں۔ اُس کے مینجر سے پوچھ رہی ہوں۔

''کیا میں اس بزرگ مہلا سے مل سکتی ہوں۔ جس کی دو دن سے آپ دیکھ بھال کر رہے ہیں۔''

''آیئے میرے ساتھ۔''

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

S.C.E.R.T. TELANGANA

میں مینیجر کے ساتھ ہوم کی عمارت کے برآمدے سے گزرتے ہوئے اُس کمرے میں آ گئی ہوں جس میں تین دوسری بزرگ عورتوں کے ساتھ وہ بزرگ مہلا کونے میں ایک پلنگ پر اکڑوں پڑی ہے۔

(III)

''ماتا جی آپ سے کوئی ملنے آئی ہیں؟'' میں نے کہا۔

''مجھے کوئی ملنے نہیں آ سکتا۔''

''ماں جی میں آپ ہی سے ملنے آئی ہوں۔''

''کیوں؟'' بزرگ عورت نے اکڑوں لیٹے لیٹے ہی سوال کیا۔

''میں آپ کو اپنے ساتھ لے جانے آئی ہوں۔؟''

''کہاں؟''

''اپنے گھر ماں جی''

''کہاں ہے تمہارا گھر؟'' اس نے بڑی تلخی سے پوچھا۔

''اسی شہر میں ہے؟''

''مجھ سے گھر کا کام کراؤ گی''؟ اس کی آواز میں ویسی ہی تلخی تھی۔

''نہیں ماں جی۔ آپ کی خدمت کروں گی۔''

میرے اس جواب پر وہ بزرگ عورت اتنی زور سے ہنسی کہ اس کمرے میں اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹی تینوں عورتیں اُٹھ کر بیٹھ گئیں۔ وہ سب ایک دم سہم گئی تھیں۔

اور اب وہ بزرگ عورت جس کا نام لیلا دیوی ہے، میرے گھر میں ہے۔ میں نے پہلے اسے چائے پلائی ہے۔ پھر ناشتہ کرایا ہے اور ابھی کچھ دیر پہلے اسے نہانے کو نیم گرم پانی دیا ہے اور پھر میں نے اپنی ماں رُکمنی دیوی کی ساڑھیوں میں سے ایک ساڑھی اُسے پہنائی ہے۔ اس کے بالوں میں کنگھی کر کے اسے ڈرائینگ روم میں رکھے صوفے پر بٹھایا ہے۔ وہ شاید کئی دنوں کے بعد پہلی بار مسکرائی ہے اور مجھ سے بولی ہے۔

''تم کیوں مجھے اس یتیم گھر سے اٹھا کر اپنے گھر لے آئی ہو، میرے حال پر ترس آیا ہے تمہیں؟''

''نہیں ماں جی۔ اپنی کمی کو پورا کرنے کے لیے۔''

''کیا کمی ہے تمہیں۔؟''

''میری ماں نہیں ہے۔'' یہ کہتے ہوئے میں نے صوفے پر بیٹھ کر اس بزرگ عورت کو جس کا نام اولڈ پیپلز ہوم میں لیلا دیوی درج کیا گیا ہے، کس کر گلے سے لگالیا ہے۔

میں صوفے پر بیٹھی لیلا دیوی کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے سوچ رہی ہوں۔

شریمتی رُکمنی دیوی، میری پہلی ماں، جو مجھے تیس سال پہلے اچانک چھوڑ گئی تھی، میری زندگی کے ہرے بھرے باغ کا پہلا خوش گوار موسم تھا اور شریمتی لیلا دیوی، جسے میں نے تیس سال کے بعد، اچانک آج ہی دوسری ماں کے روپ میں قبول کیا ہے، میری زندگی کے خزاں بھرے باغ کا دوسرا موسم ہے۔

سوچیے۔ بولیے

1۔ مجھے کوئی ملنے نہیں آسکتا۔ ایسا اُس بوڑھی عورت نے کیوں کہا؟

2۔ مجھ سے گھر کا کام کراؤ گی۔ کس نے کس سے کہا۔ اس کا مطلب کیا ہے؟

3۔ نہیں ماں جی۔ اپنی کمی کو پورا کرنے کے لیے'' وہ کونسی کمی ہے۔

4۔ دوسرا موسم سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

یہ کیجیے

V3Z7I5

I. سمجھنا۔اظہارِخیال کرنا

الف۔ اس سبق کا عنوان ''دوسرا موسم'' ہے۔کیا یہ مناسب ہے؟ کیوں؟اس کی وضاحت مناسب وجوہات کے ذریعے کیجیے۔

ب۔ سبق پڑھیے اس بوڑھی عورت کے متعلق ٹی وی کی خبر سن کر لوگوں کی رائے کے جملے کون کونسے ہیں ان کی نشاندہی کیجیے پڑھیے۔

ج۔ حسب ذیل جملے پڑھیے کس نے' کس سے' کس تناظر میں کہا ہے بتلائیے؟

1) کیا میں اس بزرگ مہیلا سے مل سکتی ہوں؟

2) ماتا جی آپ سے کوئی ملنے آئی ہیں؟

3) میں اپنے ساتھ لے جانے آئی ہوں؟

4) مجھ سے گھر کا کام کراؤ گی؟

5) کیا کمی ہے تمہیں؟

د۔ **پیراگراف پڑھ کر سوالوں کے جواب دیجیے۔**

گرمی ہو یا جاڑا۔دھوپ ہو یا سایہ'وہ دن رات برابر کام کرتا رہا لیکن اسے کبھی خیال نہ آیا کہ میں بہت کام کرتا ہوں یا میرا کام دوسروں سے بہتر ہے۔اسی لیے اسے اپنے کام پر فخر یا غرور نہ تھا۔اسے کسی سے بیر تھا نہ جلاپا اور وہ سب کو اچھا سمجھتا اور سب سے محبت کرتا وہ غریبوں کی مدد کرتا' وقت پر کام آتا' آدمیوں جانوروں' پودوں کی خدمت کرتا لیکن اسے کبھی یہ احساس نہ ہوا کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔نیکی اس وقت تک نیکی ہے جب تک آدمی کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔جہاں اس نے یہ سمجھنا شروع کیا۔نیکی نیکی نہیں رہتی۔جب کبھی مجھے نام دیو کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ نیکی کیا ہے بڑا آدمی کسے کہتے ہیں ہر شخص میں قدرت نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے اس صلاحیت کو درجہ کمال تک پہنچانے میں ساری نیکی اور بڑائی ہے۔نام دیو نیک بھی تھا اور بڑا بھی

S.C.E.R.T. TELANGANA

1) مذکورہ پیراگراف کا مقصد لکھیے۔

2) مذکورہ بالا پیراگراف کے کلیدی الفاظ ڈھونڈ کر لکھیے۔

3) 'درجہ کمال' کے کیا معنی ہیں؟

4) مذکورہ پیراگراف کے لیے ایک مناسب عنوان تجویز کیجیے۔

5) 'نام دیو نیک بھی تھا اور بڑا بھی' اس کی وضاحت کیجیے۔

ھ۔ سبق کی بنیاد پر حسب ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

1) ٹی وی پر کونسی خبر نشر ہوئی اسکی تفصیل کیا تھی؟

2) اولڈ ہوم کے باہر جس بڑھیا کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟

3) ٹی وی پر یہ خبر دیکھنے والی عورت کے ذہن میں کونسی باتیں آ رہی تھیں؟

4) اولڈ ہوم میں نوجوان عورت اور بوڑھیا کے درمیان کیا بات چیت ہوئی؟

.II اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

الف۔ حسب ذیل سوالوں کے جواب 4 تا 5 جملوں میں سوچ کر لکھیے۔

1) افسانہ دوسرا موسم پڑھ کر آپ نے کیا نتیجہ اخذ کیا؟

2۔ ایک بہت گرم ہوا کا تیز ریلہ گھر کو اپنی چپیٹ میں لے کر گذر گیا۔ مصنف نے اس جملے کو کس موقع پر اور کیوں کہا ہے لکھیے۔

3۔ اگر بیٹی اپنے بوڑھے ماں باپ کی دیکھ بھال کر سکتی ہے تو شادی کے بعد جب وہ کسی گھر کی بہو بن جاتی ہے اپنے شوہر کے ماں باپ کی دیکھ بھال کیوں نہیں کر سکتی۔ کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟ کیوں؟

4۔ اس بوڑھی عورت کے ساتھ اس کے بیٹوں کا سلوک کیسا ہونا چاہیے تھا؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

ب۔ حسب ذیل سوالوں کے جواب 10 تا 12 جملوں میں سوچ کر لکھیے ۔

1۔ اس افسانہ میں جملہ کتنے کردار ہیں؟ آپ کو کونسا کردار پسند آیا اور کیوں؟

2۔ اس افسانہ میں ایک خاموش آواز ہے۔ جو ہمارے دل و دماغ کو جھنجھوڑتی ہے وہ کیا ہے؟

ج۔ حسب ذیل امور کے بارے میں تخلیقی/توصیفی انداز میں لکھیے ۔

1۔ ایک ضعیف اور معذور ماں کے پانچ بیٹے ہیں جو اپنی ماں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دیتے۔ بحیثیت ٹی وی اناؤنسر آپ کو یہ خبر ملتی ہے تو آپ اس واقعہ کو ٹیلی ویژن پر کس طرح پیش کروگے؟

2۔ اس جوان عورت کی ستائش کرتے ہوئے اخبار میں اشاعت کے لیے ایک مضمون لکھیے جو اولڈ ہوم سے ایک بوڑھی عورت کو لاکر اس کی خدمت کرتی ہے جس کا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

III. زبان شناسی

لفظیات

الف۔ ذیل میں دیئے گئے الفاظ کی جوڑیوں کو استعمال کرتے ہوئے جملے لکھیے ۔

زندگی ۔ خزاں ________________

یتیم ۔ ترس ________________

آواز ۔ تلخی ________________

لگن ۔ محنت ________________

عجیب ۔ محفوظ ________________

ب۔ حسب ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی لکھیے ۔

والدین کی نافرمانی کرنے سے انہیں <u>صدمہ</u> پہنچتا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

دوا کے استعمال سے مرض میں ___بتدریج افاقہ___ ہوتا ہے۔

بارش کا ریلہ___ تمام بستی کو بہالے گیا۔

بدکلامی سے رشتوں میں ___تلخیاں___ پیدا ہوتی ہیں۔

ج۔ سبق میں استعمال ہوئے انگریزی الفاظ کی فہرست تیار کیجیے۔ اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

قواعد

تکرار لفظی

الف۔ ان جملوں پر غور کیجیے۔

احمد خوشی خوشی چلا گیا

گھر گھر دیپ جلے ہیں۔

ان دونوں جملوں میں ''خوشی'' اور ''گھر'' کا لفظ دو دو بار استعمال ہوا ہے۔

کسی بات پر زور دینا ہو تو الفاظ کی تکرار کی جاتی ہے۔ ایسی ترکیب کو تکرار لفظی کہتے ہیں

ب۔ ان دونوں جملوں پر غور کیجیے۔

☆ آج انسان کو ہر قدم پر مشکلات کا سامنا ہے۔

☆ آج انسان کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا ہے۔

دونوں جملوں پر غور کریں گے تو یقیناً دوسرا جملہ معنی اور مفہوم کے اعتبار سے معنی خیز ہے۔

مشق I۔ دیے گئے تکرار لفظی سے دو دو جملے لکھیے۔

اپنا اپنا۔ بڑی بڑی۔ چلتے چلتے۔ ساتھ ساتھ۔ الگ الگ۔ قسم قسم۔ کون کون۔ کبھی کبھی۔ عش عش۔ بات بات۔ بار بار

مشق II۔ ان جملوں کو مثال کے مطابق تکرار لفظی میں تبدیل کیجیے۔

مثال: شاداں پڑھ رہی تھی اب سوگئی۔

جملہ: شاداں پڑھتے پڑھتے سوگئی۔

1۔ طیبہ اسکول کی گھنٹی کی آواز سن کر جلدی بھاگ کر اسکول پہنچی

2۔ راشد جا رہا تھا رک گیا۔

3۔ صحرا میں لوگ پانی کی بوند کے لیے ترستے ہیں۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

4۔ جب بھی چاند نکلا تب آپ کی یاد آئی۔

5۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔

6۔ اکبر کی باتیں سن کر مرے کان پک گئے۔

مشق III۔ ان اشعار میں تکرارِ لفظی کی نشاندہی کیجیے۔

آتے آتے آئے گا ان کو خیال
جاتے جاتے بے خیالی جائے گی

....

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

لسانی سرگرمیاں/منصوبائی کام

☆ ''ماں'' عنوان پر نظمیں، اشعار اور کہانیاں جمع کر کے ایک مختصر سا کتابچہ ترتیب دیجیے۔

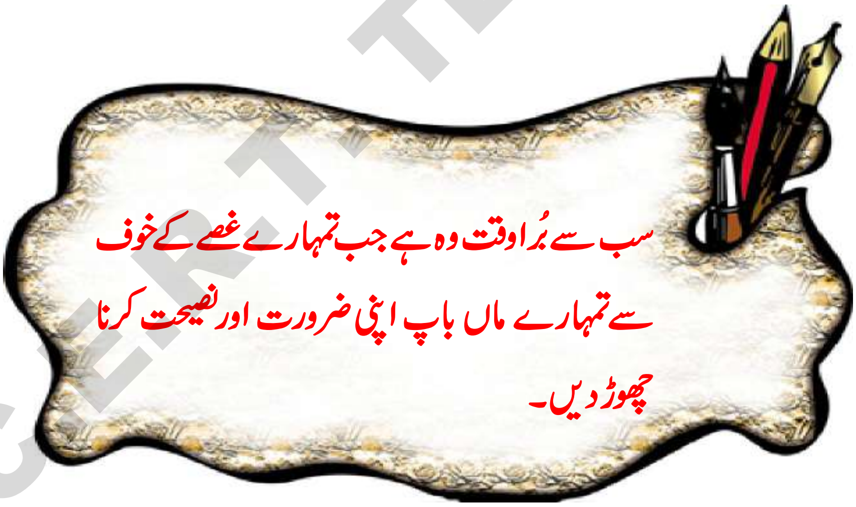

S.C.E.R.T. TELANGANA

9
عورت

کیفی اعظمی

I۔ پڑھیے سوچیے اور بولیے

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

سوالات:

E3V9H9

1۔ مندرجہ بالا شعر کس کے متعلق ہے؟
2۔ مندرجہ بالا شعر کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
3۔ اس طرح کے مزید اشعار آپ کو یاد ہیں تو سنائیے۔

مقصد:

نظم ''عورت'' کیفی اعظمی کی لکھی ہوئی ہے۔ صنفِ نازک یعنی عورت کے تعلق سے سماج کے مختلف طبقات نے عورت کے وجود کو الگ الگ طریقوں سے پیش کیا ہے۔ زمانہ قدیم سے مردوں کو مضبوط' توانا' اور حاکم مانا جاتا ہے۔ مرد مسلط (حاوی) سماج میں عورتوں کو سماجی طور پر صنفی امتیاز سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ یوں تو شعراء نے عورت کے متعلق ڈھیر ساری غزلیں اور نظمیں لکھ ڈالیں لیکن ان میں بہت کم ادیبوں اور شاعروں نے ان کے مسائل اور حقوق کی طرف اپنی توجہ مبذول کی ہے۔ اس نظم میں کیفی اعظمی نے اس عورت کی طرف اشارہ کیا ہے جو سماج میں کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہے اسی لیے شاعر نے بہترین انداز میں اس کے رتبے و مقام کو دکھلایا ہے تاکہ اسکی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

ماخذ

یہ نظم کلیات کیفی اعظمی سے لی گئی ہے

صنف کی تعریف

نظم کے لغوی معنی دھاگے میں موتی پرونا ہے۔اصطلاح شعر میں کسی ایک موضوع پر اشعار کو سلسلہ وار منظّم کرنے کا نام ''نظم'' ہے۔نظم کے تمام اشعار ایک دوسرے سے دھاگے میں موتی کی طرح منظّم و مربوط ہوتے ہیں اسی لیے اسکو نظم کہتے ہیں۔

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں انکے نیچے خط کھینچئے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

شاعر کا تعارف

ممتاز ترقی پسند شاعر کیفی اعظمی کا اصل نام اطہر حسن رضوی 14 / جنوری 1919 کو اُتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ میں واقع ایک چھوٹے سے گاؤں مجھوال میں پیدا ہوئے۔ان کے والد سید فتح حسین رضوی تھے۔کیفی اعظمی کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔شاعری کا ذوق انہیں بچپن ہی سے تھا۔انہوں نے لکھنو اور الٰہ آباد یونیورسٹی سے کچھ امتحانات جیسے: دبیر ماہر، دبیر کامل، عالم، اعلیٰ قابل منشی اور منشی کامل کامیاب کیے اور اسناد حاصل کیں۔انکی نظموں اور غزلوں کے یہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

1۔ جھنکار 2۔ آخر شب 3۔ آوارہ سجدے 4۔ طویل نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' 5۔ سرمایہ

کیفی اعظمی کی شاعری میں انقلابی آہٹیں سنائی دیتی ہیں۔وہ نئی صبح کے نقیب ہیں۔انہیں سماجی تبدیلیوں کا احساس ہے۔اور وہ ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز اونچی کرتے ہیں کیفی کی شاعری میں کلاسیکی رچاؤ کے ساتھ نئے رنگ و آہنگ کا بھی پرتو ملتا ہے۔ان کی شاعری میں تنہائی کے کرب سے زیادہ سماجی کرب کا پتہ چلتا ہے۔وہ ادب کی صحت مند قدروں کے پاسبان ہیں۔انہیں کئی ایوارڈوں سے نوازا گیا جیسے ''پدم شری'' ایوارڈ مجموعہ کلام آوارہ سجدے کے لیے ساہتیا اکیڈیمی ایوارڈ، بہترین نغمہ سات ہندوستانی کے لیے فلم فیر ایوارڈ، بہترین مکالموں (گرم ہوا) کے لیے فلم فیر ایوارڈ کے علاوہ دیگر کئی ایوارڈس انہیں حاصل ہوے۔

ان کا انتقال 10 / مئی 2002 بہ عمر 83 سال ہوا۔

ابتدائیہ

عہدِ ماضی ہو کہ حاضر مرد نے عورت کو وہ مقام نہیں دیا جس کی وہ مستحق رہی ہے۔ عورت کے تئیں مرد کی اسی ناانصافی کو شاعر نے ایک نئی جہت دی ہے۔ عورت کے حصارِ عقلیت و استعداد عمل کی صلاحیتوں کو شاعر نے اسے کبھی افلاطون کہا ہے تو کبھی ارسطو اور کبھی زہرا پروین سے تشبیہ دی ہے دیکھا جائے تو عورت مرد کی طرح اپنے دائرے اختیار میں ایک ایسی انمول ہستی ہے جس کے بغیر دنیا کی کوئی بھی ترقی تنزل پذیر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے ''مرد کی ترقی کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے'' دین اسلام نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ عورت یعنی ماں کے پیروں تلے جنت ہے دبی کچلی سماج کے بندھنوں میں جکڑی عورت آج آزادیٔ نسواں کے زینے طئے کرتی جاری ہے۔ آزادی سے مراد یہ ہے کہ عورت ماں بہن بیوی کے طور طریقوں کو سمجھے انہیں بروئے کار لانے سماج میں اپنی حیثیت منوانے میں آج عورت یکتائے زمانہ کی حیثیت کس طرح اختیار کر چکی ہے۔ آیئے اس نظم کے ذریعے جانیں گے۔

I

اٹھ مری جان ! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

قلب ماحول میں لرزاں شررِ جنگ ہیں آج
حوصلے وقت کے اور زیست کے یک رنگ ہیں آج
آبگینوں میں تپاں ولولۂ سنگ ہیں آج
حسن اور عشق ہم آواز وہم آہنگ ہیں آج
جس میں جلتا ہوں اسی آگ میں جلنا ہے تجھے
اٹھ مری جان! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

تیرے قدموں میں ہے فردوس، تمدن کی بہار
تیری نظروں پہ ہے تہذیب و ترقی کا مدار
تیری آغوش ہے گہوارہ نفس و کردار
تابہ کے گرد ترے وہم و تعین کا حصار
کوند کر مجلس خلوت سے نکلنا ہے تجھے
اٹھ مری جان! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

سوچیے۔ بولیے

1۔ آپ کے گھر میں کون کون رہتے ہیں اور وہ کیا کام انجام دیتے ہیں؟
2۔ شاعر عورت اور مرد کو ہم آواز اور ہم آہنگ کیوں کہتا ہے؟
3۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے کام الگ الگ ہیں؟ کیوں؟
4۔ عورت کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لیے شاعر نے اسے تمدن کی بہار کہا ہے۔ کیوں؟
5۔ عورت سماج کے کون کونسے بندھنوں میں بندھی ہوئی ہے؟
6۔ تہذیب کی ابتدا ماں کی آغوش سے ہوتی ہے۔ کیسے اور کیوں؟

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022
S.C.E.R.T. TELANGANA

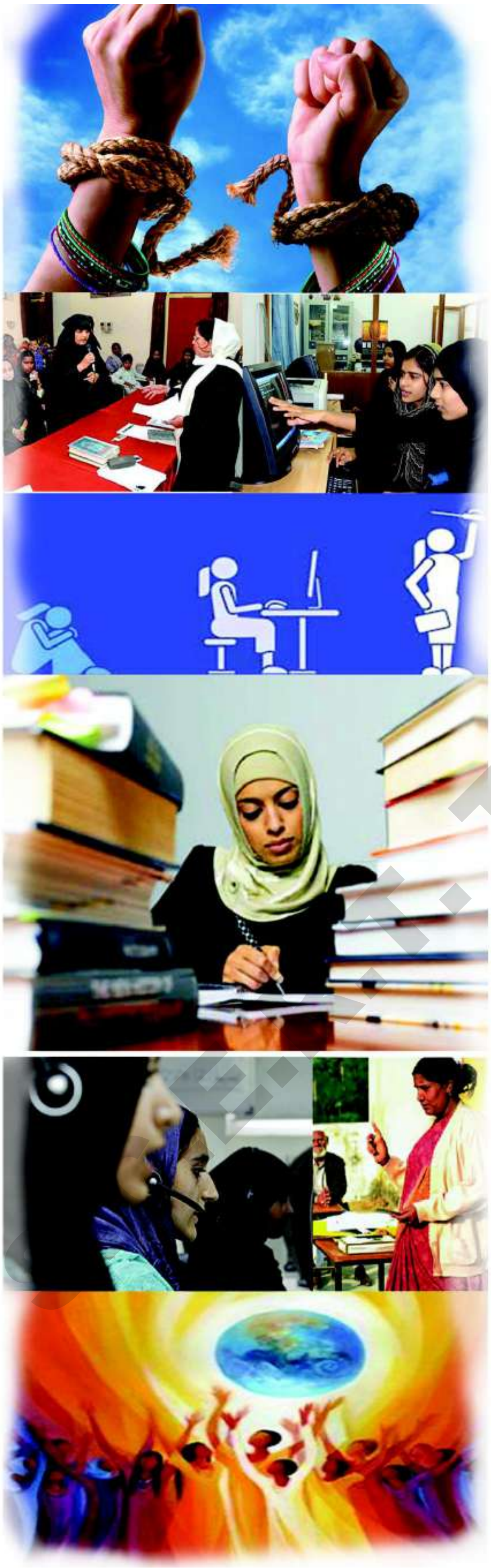

II

تو کہ بے جان کھلونوں سے بہل جاتی ہے
تپتی سانسوں کی حرارت سے پگھل جاتی ہے
پاؤں جس راہ میں رکھتی ہے پھسل جاتی ہے
بن کے سیماب ہر اک ظرف میں ڈھل جاتی ہے
زیست کے آہنی سانچے میں بھی ڈھلنا ہے تجھے
اٹھ مری جان! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

گوشہ گوشہ میں سلگتی ہے چتا تیرے لیے
فرض کا بھیس بدلتی ہے قضا تیرے لیے
قہر ہے تیری ہر اک نرم ادا تیرے لیے
زہر ہی زہر ہے دنیا کی ہوا تیرے لیے
رُت بدل ڈال اگر پھولنا پھلنا ہے تجھے
اٹھ مری جان ! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

سوچیے۔بولیے

1۔ عورت سماجی اعتبار سے کمزور سمجھی جاتی ہے کیوں؟
2۔ عورت کی زندگی کے مختلف پہلو کیا ہوتے ہیں بیان کیجیے؟
3۔ آپ کے خیال میں عورتوں کو کون کونسے کام کرنا چاہیے اور کونسے نہیں۔کیوں؟
4۔ ''فرض کا بھیس بدلنا'' سے کیا مراد ہے؟
5۔ عورت کی ترقی کے لیے کیا اقدامات لیے جانے چاہیے؟

III

قدر اب تک تری تاریخ نے جانی ہی نہیں
تجھ میں شعلے بھی ہیں بس اشک فشانی ہی نہیں
تو حقیقت بھی ہے دلچسپ کہانی ہی نہیں
تیری ہستی بھی ہے اک چیز جوانی ہی نہیں
اپنی تاریخ کا عنوان بدلنا ہے تجھے
اٹھ مری جان ! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

توڑ کر رسم کا بت بندِ قدامت سے نکل
ضعفِ عشرت سے نکل وہمِ نزاکت سے نکل
نفس کے کھینچے ہوئے حلقۂ عظمت سے نکل
قید بن جائے محبت تو محبت سے نکل
راہ کی خار ہی کیا گل بھی کچلنا ہے تجھے
اٹھ مری جان ! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

سوچیے۔ بولیے

1۔ شاعر کہتا ہے کہ دنیا اب تک عورت کی قدر نہیں کر رہی ہے۔ کیا آپ اس بات سے متفق ہیں؟ کیسے۔
2۔ ''رسم کو توڑنا'' کن موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے؟
3۔ شاعر عورت کو کس بات کی ترغیب دلا رہا ہے؟
4۔ کامیابی حاصل کرنا ہو تو کون کونسی منزلیں طئے کرنا پڑے گا؟
5۔ ''محبت قید بن جائے'' اس کا مطلب کیا ہے؟

IV

توڑ یہ عزم شکن دغدغۂ پند بھی توڑ
تیری خاطر ہے جو زنجیر وہ سوگند بھی توڑ
طوق یہ بھی ہے ''زمرد کا گلوبند'' بھی توڑ
توڑ پیمانۂ مردانِ خرد مند بھی توڑ
بنکے طوفان چھلکنا ہے ابلنا ہے تجھے
اٹھ مری جان ! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

تو فلاطون و ارسطو ہے تو زہرا پرویں
تیرے قبضہ میں ہے گردوں تری ٹھوکر میں زمیں
ہاں اٹھا جلد اٹھا پائے مقدر سے جبیں
میں بھی رکنے کا نہیں وقت بھی رکنے کا نہیں
لڑکھڑائے گی کہاں تک کہ سنبھلنا ہے تجھے
اٹھ مری جان ! مرے ساتھ ہی چلنا ہے تجھے

سوچیے۔ بولیے

1۔ مندرجہ بالا دو بند کس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں؟
2۔ ''زمرد کا گلوبند'' سے کیا مراد ہے؟
3۔ شاعر عورت کو 'طوفان' سے کیوں تشبیہ دے رہا ہے؟
4۔ ہندوستان کی چند ایسی خواتین کے نام بتائیے جنھوں نے نمایاں خدمات انجام دیں۔
5۔ آپ افلاطون اور ارسطو کے بارے میں کیا جانتے ہیں بتائیے۔
6۔ شاعر عورت کو کن بندھنوں سے آزاد ہو کر طوفان بننے کو کہہ رہا ہے؟
7۔ شاعر عورت کی کونسی خوبیوں کو گنواتے/بتاتے ہوئے سنبھلنے کو کہہ رہا ہے؟

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

خلاصہ

شاعر نے اس نظم میں ایک کمزور، تقدیر پر بھروسہ کرنے، اپنے آپ کو مقدر کی نذر کرنے والی ایسی ایک عورت کا تصور پیش کیا ہے جو سماج میں اپنے وجود کی گمشدگی کا رونا روتی رہی ہے اور ایسی ہی عورت کے دل میں شاعر نے ولولوں کے وہ طوفان اُٹھائے ہیں کہ مردوں کے خودساختہ جبر و استبداد کے محل مٹی کے تودوں کی طرح ڈھیر ہوتے نظر آتے ہیں۔

مرد بالادست سماج (Male dominated society) میں عورت حوصلہ شکن مرحلوں سے ہو کر گزر رہی ہے، اس کے باوجود وہ اپنے اندر بے شمار صلاحیتیں رکھتی ہے۔ ہمارا سماج اسکی مجبوریوں کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسکی ہر طرح حوصلہ شکنی کرتا رہا ہے۔ اس نظم میں ان ہی باتوں کو شاعر نے بڑے ہی دلگداز انداز میں بیان کیا ہے۔

نظم کے پہلے بند میں شاعر نے آج کے ہمارے سماج کی جہاں تصویر کھینچی ہے وہیں اس نے بتایا ہے کہ ہمارے ماحول میں مرد و زن دونوں برابری کا حق رکھتے ہیں سبھی کے حوصلے یک رنگ یعنی ایک جیسے ہیں اور ایسے ماحول میں عورت کو بھی شاعر کے ساتھ یعنی مردوں کے دوش بہ دوش برابری کرنی چاہیے۔

عورت کی عظمت اور اسکی رفعتوں کے اظہار کے لیے شاعر نے اسے ''تمدن کی بہار'' کہا ہے یعنی عورت ہی ہمارے تمدن وتہذیب کو برقرار رکھ سکتی ہے اور ہمارے سماج کو جنت نشاں بنا سکتی ہے۔ ''تابہ'' یعنی توا جس پر روٹی پکتی ہے۔ ''تابہ کے گرد ترے وہم وتعین کا حصار'' سے شاعر کی مراد یہ ہے کہ عورت کی دنیا صرف باورچی خانہ تک محدود سمجھی جاتی ہے۔

شاعر نے عورت کی بے بسی و مجبوری کو اپنے فرائض کا حصار بتایا ہے جسکی وجہ سے دنیا عورت کے لیے زہر جیسی بن گئی ہے لیکن شاعر نے کہا ہے کہ وہ وقت کو بدل ڈالے یعنی حالات کو پلٹ دے اور آگے بڑھے۔

شاعر نے عورت کو نصیحت کے انداز میں مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے کہ ہمارے سماج میں عورت کے لیے لایعنی رسم ورواج جو قدامت پسندی کا لبادہ اُوڑھے ہوئے ہیں وہ عورت کے اندر احساس محرومی کو اُجاگر کرتے ہیں اس لیے عورت کو چاہیے کہ وہ زمانے کے اچھے برے کو سمجھتے ہوئے اپنی حیثیت کو منوائے۔

شاعر نے عورت کو آج کی اس دنیا میں جینے کے لیے اس کے اندر بغاوت کے جذبات بھی جگائے ہیں اور کہا ہے کہ عورت کو چاہیے کہ وہ خوف وہراس کے چنگل سے باہر نکلے اور زر مرد کا گلوبند یعنی سماجی پابندیوں کی قید سے آزاد ہو جائے اور پیمانہ فرد' یعنی وہ مرد جو عورت کو گھر کے اندر دیکھنا چاہتے ہیں تو گھر کے باہر کی دنیا کو دیکھے اور اس طرح اپنی زندگی کو گھر بار کرے۔

شاعر نے عورت کی ہمت افزائی کے لیے اسے افلاطون وارسطو جیسے نامور زمانہ ساز ہستیوں سے اُونچا بتایا ہے اور کہا ہے کہ وہ پائے مقدر سے اپنی جبیں کو اُٹھائے یعنی اپنی بے بسی پر نہ روے۔ اس لیے کہ وقت کسی کے لیے نہیں رُکتا اور وقت کے ساتھ چلنے والے ہی اپنی منزل مقصود کو پالیتے ہیں۔

نظم عورت ترقی پسند جمالیات، فکر وفن سے مرصع ومزین ہے نہ صرف یہ بلکہ یہ نظم زن مجاز رجحانات (Women empowerment) سے مملو ہے۔

نظم میں تراکیب، تشبیہات، استعارات، علامات اور محاوروں کے استعمال نے اسے خوب سے خوب تر بنا دیا ہے

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ زندگی کا المیہ ہی ہے کہ مردوں نے عورت کو ایک خوبصورت پھول سے زیادہ نہیں سمجھا جب کہ شاعر نے بتایا ہے کہ عورت صرف رونے دھونے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے اندر جذبات واحساسات کے شعلے بھی لپکتے ہیں اور عورت کوئی کہانی نہیں ہے کہ جس کو پڑھ کر یا سن کر لطف اندوز ہو جائیں یا پھر یہ بھی نہیں کہ عورت صرف جوانی کا ایک خواب ہے بلکہ عورت کو تاریخ کے اوراق میں دیکھا جائے تو وہ ہمت وحوصلۂ صبر واستقامت ایثار وقربانی جیسی بلندیوں پر نظر آئے گی۔ اور یہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی تاریخ کو بدل ڈالے۔

یہ کیجیے

R5L5H6

I. سمجھنا۔ اظہار خیال کرنا

(الف) ذیل کے سوالات کے جواب دیجیے۔

1۔ نظم کو ترنم کے ساتھ سنائیے۔ اشعار کا مطلب بیان کیجیے۔

2۔ شاعر نے اس نظم میں عورت کی ترقی میں پیش آنے والی کون کونسی رکاوٹوں کا ذکر کیا ہے؟

(ب) پڑھیے سمجھ کر بولیے

1۔ نظم کے پہلے بند میں شاعر ماحول کی عکاسی کس طرح کر رہا ہے؟

2۔ نظم پڑھیے اور اس بند کو تلاش کر کے لکھیے جس میں شاعر عورت کو پابندیوں کی زنجیر توڑنے کی ترغیب دیتا ہے۔

3۔ اس نظم کے شاعر کون ہیں۔ آپ ان کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟

4۔ شاعر منزل کی تلاش اور جستجو کے لیے عورت کو کس طرح حوصلہ دیتا ہے؟

5۔ نظم کے آخری بند میں شاعر کا اشارہ کس طرف ہے؟

6۔ ''تو حقیقت بھی ہے دلچسپ کہانی ہی نہیں'' اس مصرعہ سے کیا مراد ہے؟

(ج) درج ذیل میں چند جملے دیے گئے ہیں ان سے متعلقہ اشعار نظم سے ڈھونڈ کر لکھیے۔

1۔ عورت کی وجہ سے ہی سماج میں تبدیلی ممکن ہے؟

2۔ تیرا کام آنسو بہانا ہی نہیں بلکہ تیرے اندر جذبات بھی ہیں۔

3۔ تیرے راستے میں آنے والے کانٹے ہی نہیں پھول بھی کچل دے۔

4۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

(د) ذیل کا پیراگراف پڑھیے دیئے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

میری عمر اب چالیس سال سے اوپر ہے اور میں تین بیٹوں کی ماں ہوں۔ میری بیٹی کوئی نہیں ہے۔ میں نے زندگی بھر کام کیا ہے۔ بچپن سے لے کر اب تک جب کہ میں خود ایک بھری پُری گرہستی ہوں۔ میری زندگی کا دائرہ بہت

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

محدود ہے۔ بہت گھومی پھری بھی نہیں ہوں۔ گنتی کے یہی پانچ سات چھوٹے شہر دیکھے ہیں۔ بدلیس کی بات تو چھوڑو میں نے اپنے ملک کے بمبئی، مدراس، کلکتہ جیسے بڑے بڑے شہروں کے نام بھی صرف اخباروں میں پڑھے ہیں۔انہیں قریب سے جا کر نہیں دیکھا۔دہلی میں صرف ایک ہی بار گئی تھی۔ وہ بھی شروع شروع میں جب میری شادی ہوئی تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ بڑے بڑے شہروں میں لوگ کیسے جیتے ہیں خاص طور سے عورتیں میری ہی طرح جیتی ہوں گی بیچاری ان کی تقدیریں بھی تو اسی نے لکھی ہوں گی جس نے ہم سب کی تقدیریں لکھی ہیں۔

1۔ یہ پیراگراف کس سے متعلق ہے؟

2۔ عورت کیا کہتی ہے؟

3۔ کام کرنے والی عورت ہونے کے باوجود وہ زیادہ شہروں کو نہ دیکھ سکی کیوں؟

4۔ عورت اپنے متعلق کیا سوچ رہی ہے؟

5۔ کیا تقدیر کو کوسنا اچھا ہے؟ وضاحت کیجیے۔

II. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے جواب 4 تا 5 جملوں میں لکھیے۔

1۔ فرض کے نام پر عورت کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جارہا ہے۔

2۔ ''تیرے قبضہ میں ہے گردوں تری ٹھوکر میں ہے زمیں'' اس مصرعہ کی تشریح کیجیے۔

3۔ عورت کو دنیا میں ترقی کرنے کے لیے کیا کرنا پڑیگا۔

4۔ کیفی اعظمی کی شاعری کے خصوصیات لکھیے۔

(ب) ذیل کے سوالوں کے جواب 10 یا 12 جملوں میں لکھیے۔

1۔ نظم ''عورت'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

2۔ شاعر نے عورت کی ہمت بڑھانے کے لیے اس کی کن خوبیوں کو بیان کیا ہے۔

(ج) حسب ذیل کو تخلیقی/توصیفی انداز مین لکھیے

1۔ اردو ادب میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کا بھی کردار ہے۔کوئی خاتون ادیب یا شاعر کا تعارف کرواتے ہوئے ان پر ایک مضمون لکھیے۔

2۔ خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے کون کونسے پروگراموں کو روبہ عمل لایا جاسکتا ہے۔ چند تجاویز پیش کیجیے۔

3۔ ''لڑکی رحمت ہے نہ کہ زحمت'' اس عنوان پر سماجی بیداری کے لیے ایک پوسٹر تیار کیجیے۔

4۔ بعض ملازمت پیشہ خواتین اپنے فرائض بخوبی انجام دیتے ہوئے گھریلو ذمہ داریوں کی بھی بحسن خوبی تکمیل کرتی ہیں۔ آپ کے علاقے میں اگر کوئی ایسی خاتون موجود ہو تو اس کی توصیف کرتے ہوئے ایک پیراگراف لکھیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یا

آپ کو معلوم کوئی خاتون کسی بھی شعبہ میں گراں قدر خدمات انجام دی ہو۔اس کی توصیف کرتے ہوئے اپنے دوست کے نام ایک خط لکھیے۔

III. زبان شناسی

لفظیات

(الف) درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

1۔ زیست 2۔ آغوش 3۔ آبگینہ 4۔ حصار 5۔ سوگند

6۔ ظرف 7۔ پیمانہ 8۔ جہد 9۔ حوصلہ 10۔ لہو

(ب) ان الفاظ کی وضاحت کیجیے۔

1۔ تمدن کی بہار: ____________________

2۔ وہم و تعین کا حصار: ____________________

3۔ زمرد کا گلوبند توڑنا: ____________________

4۔ رُت بدل ڈالنا: ____________________

5۔ طوفان بن کے چھلکنا: ____________________

(ج) درج ذیل الفاظ کے ہم معنی الفاظ نظم کے کونسے مصرعہ میں ہیں ڈھونڈ کر لکھیے

1۔ لڑکھڑانا: ____________ 2۔ مقرر کرنا ____________

3۔ گھیرا: ____________ 4۔ بجلی چمکنا ____________

(د) نظم میں کئی مرکب الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔انہیں ڈھونڈ کر لکھیے اور معنی تلاش کیجیے۔

لفظ	معنی	لفظ	معنی
________ :	________	________ :	________
________ :	________	________ :	________
________ :	________	________ :	________
________ :	________	________ :	________

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

قواعد

الف۔ اس شعر پر غور کیجیے۔

جب ہاتھ اسکی نبض پر رکھا طبیب نے
محسوس یہ کیا کہ بدن میں لگی ہے آگ

اس شعر میں آگ سے مراد بدن کی حرارت ہے نہ کہ حقیقی آگ اور حقیقی معنی مراد لیا بھی نہیں جا سکتا۔

مجاز مرسل: جب کسی لفظ کے حقیقی معنی کو ترک کر کے صرف مجازی معنی میں استعمال کیا جائے۔ تو ''مجاز مرسل'' کہلاتا ہے

ب۔ اس شعر پر غور کیجیے۔

کہنا کہ دیارِ غربت میں اک غمزدہ روتا رہتا ہے
دن رات تمہاری فرقت میں منہ اشکوں سے دھوتا رہتا ہے
گلہائے محن کو آنسو کے تاروں میں پروتا رہتا ہے
اے ابرِرواں! جا سوئے وطن جا سوئے وطن

اس بند میں ''اشکوں سے منھ دھونا اور آنسوؤں کے تار پرونا'' کنایہ ہے۔

کنایہ: کلام میں حقیقی معنی چھوڑ کر مرادی معنی لینا ''کنایہ'' کہلاتا ہے۔ اور حقیقی معنی بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔

مشق:

ان اشعار میں مجاز مرسل اور کنایہ کی نشاندہی کیجیے۔

طالع سے کسے تھی ایسی امید
نکلا ہے کدھر سے آج خورشید

میری آبرو ترے ہاتھ ہے
مری زندگانی ترے ہاتھ ہے

گر کہے کوئی یا علی حیدر
بھاگے کانوں میں انگلیاں رکھ کر

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

1۔ کھیل کے میدان میں مشہور کسی دو خواتین سے متعلق تفصیلات جمع کیجیے اور انہیں کمرہ جماعت میں پیش کیجیے۔

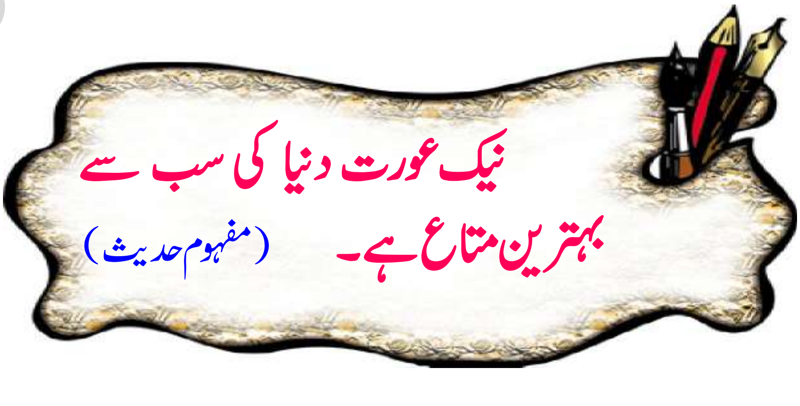

S.C.E.R.T. TELANGANA

10

ترغیب

ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام

پڑھیے۔ سوچیے۔ بولیے

شاہین ایک ذہین لڑکی ہے۔ اس کی دلی خواہش ہے کہ وہ ایک سائنسداں بنے۔ وہ کائنات کی ہر شئے سے متعلق تحقیقی نقط نظر رکھتی ہے تعلیمی و سائنسی نمائشوں میں اس نے کئی انعامات بھی حاصل کیے۔ وہ سائنسدانوں سے متعلق کتب کا مطالعہ کرتی ہے۔ اپنے شکوک و شبہات کے ازالے کے لیے اساتذہ اور اپنے بڑوں سے مشورہ کرتی ہے۔ ایک دن ان کے گاؤں میں سائنسی سیمنار میں شرکت کی غرض سے ایک سائنسدان کی آمد ہوتی ہے وہ ان سے ملاقات کرتی ہے۔

N2W7B2

سوالات:

1۔ شاہین نے سائنسداں سے کیا پوچھا ہوگا؟

2۔ سائنسداں نے شاہین سے کیا کہا ہوگا؟

3۔ شاہین سائنسداں بننا چاہتی ہے۔ آپ کیا بننا چاہیں گے؟ اس کے لیے آپ کیا کریں گے؟

4۔ ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہو کر، تحقیقی اداروں کو جلا بخشتے ہوئے بھارت رتن کا خطاب حاصل کرنے والے سائنسداں کون ہیں؟

مقصد:

ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہو کر شہرت کی چوٹیوں کو سر کرنے والی ایک عظیم شخصیت کی زندگی طلباء میں مقاصد کے حصول کے لیے تحریک کا باعث بن سکے۔ یہی اس سبق کا مقصد ہے

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

S.C.E.R.T. TELANGANA

ماخذ

یہ سبق سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے عبدالکلام کی خود نوشت سوانح حیات ''پرواز'' سے ماخوذ ہے۔

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگایئے۔

2۔ سبق پڑھیے۔جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

صنف کی تعریف

کوئی بھی شخص اپنی زندگی کے حالات کو کتابی شکل دیتا ہے تو اسے ''آپ بیتی'' کہتے ہیں۔اس کو''خود نوشت'' بھی کہا جاتا ہے۔اس میں زندگی کے حالات کی عکاسی کی جاتی ہے۔اس سے مصنف کے تجربات ہی نہیں بلکہ اس دور کے سماجی' معاشی اور سیاسی حالات سے بھی واقفیت ہوتی ہے۔اس کے ذریعے دوسروں کو ترغیب ملتی ہے۔

مصنف کا تعارف

اے۔پی۔جے عبدالکلام کے نام سے پہچانے جانے والے ابوالفقیر زین العابدین عبدالکلام 15 /اکٹوبر 1931ء کو ریاست تامل ناڈو میں رامیشورم کے قریب میں واقع دھنش کوٹی میں پیدا ہوے۔متوسط گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود عزم مصمم' نظم وضبط' علم کی جستجو' کے ساتھ بحیثیت انجینئر سائنسداں اور صدر جمہوریہ انہوں نے ملک کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں۔''اگنیسیٹڈ مائنڈس'' دی ونگس آف فائر'' ''پرواز'' وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔سائنسی شعبہ میں بیش بہا خدمات کے پیش نظر انہیں حکومت ہند نے ''پدم وبھوشن'' کے ساتھ ساتھ ملک کے سب سے اعلیٰ ترین اعزاز ''بھارت رتن'' سے بھی نوازا۔اس کے علاوہ کئی ایک قومی اور بین الاقوامی جامعات نے انہیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں بھی عطا کیں۔27 /جولائی 2015ء بروز پیر دوران لکچر اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

''میرے راستے میں رکاوٹیں، مایوسیاں اور پریشانیاں آئیں لیکن میرے والد کے الفاظ نے اس وقت کی مبہم صورت حال میں مجھے بڑا سہارا دیا۔'' عالم وہ ہے جو دوسروں کو جانتا ہے، لیکن جو خود کو پہچانتا ہے وہ دانا کہلاتا ہے۔ وہ علم کس کام کا جو حکمت و دانائی سے عاری ہو۔'' یہ الفاظ اے۔ پی۔ جے عبدالکلام کے ہیں جنھوں نے غربت کی انتہائی نچلی سطح سے سفر کرتے ہوے خود کو عظمت کی بلندیوں تک پہنچایا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ انھوں نے عزم و استقلال کے ساتھ یہ سفر کیسے طئے کیا اور اس راہ میں حائل دشواریوں کو کیسے عبور کیا؟۔۔۔۔۔۔۔

(I)

شوارٹس ہائی اسکول، رام ناتھ پورم میں جوں ہی میرے قدم جمے میرے اندر کا پندرہ سالہ جوشیلا نوجوان اُبھر کر سامنے آ گیا۔ میرے استاد آیادورائی سولومن ایک ایسے مشتاق مگر ناپختہ ذہن کے لیے ایک مثالی رہنما تھے جو اپنے سامنے کے امکانات اور متبادل صورتوں کے بارے میں ہنوز مذبذب ہو۔ ان کے طلبہ کلاس میں ان کے شفقت آمیز رویے اور وسیع الذہنی سے بہت زیادہ خوش رہتے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ایک اچھا طالب علم اپنے برے استاد سے جتنا زیادہ سیکھ سکتا ہے ایک کمزور طالب علم اپنے ماہر استاد سے بھی اتنا حاصل نہیں کرسکتا۔ رام ناتھ پورم میں میرے قیام کے دوران ان سے میرے تعلقات ایک استاد اور شاگرد سے کہیں زیادہ بڑھ گئے تھے۔ میں ان کی صحبت میں رہ کر یہ سیکھا کہ ایک انسان اپنی زندگی میں رونما ہونے والے واقعات پر کس طرح غیر معمولی اثر ڈال سکتا ہے۔ آیادورائی سولومن کہا کرتے کہ ''زندگی میں کامیابی حاصل کرنے اور بہتر نتائج برآمد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تم تین قومی عناصر......خواہش، یقین اور توقع کو سمجھو اور ان پر غالب آ جاؤ''۔ آیادورائی سولومن نے جو بعد میں پادری ہو گئے تھے مجھے بتایا کہ ہر وہ بات جو میں چاہتا ہوں ہوسکتی ہے اگر اس کے لیے میرے اندر شدید خواہش ہو اور اسکے بارے میں قطعی یقین بھی ہو تو وہ ضرور ہو کر رہتی ہے۔ میری زندگی ہی سے ایک مثال لے لو۔ بچپن ہی سے آسمان کے اسرار رموز اور پرندوں کی پرواز میرے لیے کشش رکھتی تھی۔ میں اکثر سارسوں اور سمندری بگلوں کو اونچا اُڑتا دیکھتا تو میرا جی چاہتا میں بھی اسی طرح اُڑا کروں۔ ہر چند کہ میں ایک سیدھا سادہ لڑکا تھا مگر مجھے اس بات پر کامل یقین تھا کہ میں بھی ایک دن اسی طرح آسمانوں میں پرواز کروں گا۔ رامیشورم سے اُڑنے والا واقعتاً میں ہی وہ پہلا بچہ تھا۔

آیادورائی سولومن ایک عظیم استاد تھے۔ انھوں نے تمام بچوں میں ان کی اپنی قدر و قیمت کا احساس پیدا کر دیا تھا۔ سولومن نے میری عزت نفس کو ایک بلند مقام تک پہنچا دیا اور مجھے یہ باور کرا دیا کہ ایسے والدین کا لڑکا بھی جو تعلیم کے فوائد سے محروم رہے ہوں وہ

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

جو کچھ بننا چاہے اس کی خواہش کرسکتا ہے۔ وہ کہا کرتے ''اگر اعتماد ہو تو تم اپنی قسمت بدل سکتے ہو''۔

شوارٹس میں میری تعلیم پوری ہوتے ہی مجھ جیسے لڑکے میں اتنی خود اعتمادی پیدا ہوگئی تھی کہ اپنی کامیابی کے لیے میں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا۔ لہٰذا مزید تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ لینے میں مجھے دوبارہ سوچنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ ان دنوں ہمارے لیے پیشہ وارانہ تعلیم کے امکانات کی واقفیت کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ اعلیٰ تعلیم کا مفہوم صرف کالج جانا ہوتا۔ قریب ترین کالج تروچھیراپلی میں تھا۔ ان دنوں اسے تری چی نو پولی لکھا جاتا اور اختصار کے طور پر تری چی کہا جاتا تھا۔ انٹرمیڈیٹ امتحان کی تیاری کے لیے میں 1950ء میں سینٹ جوزف کالج تری چی پہنچا۔ امتحان کے گریڈ کے اعتبار سے میں کوئی ذہین طالب علم نہ تھا۔

جب کبھی میں شوارٹس سے رامیشورم جاتا میرے بڑے بھائی مصطفیٰ کمال جس کے ریلوے اسٹیشن روڈ پر کرانے کی دکان تھی، مجھے اپنی مدد کے لیے بلاتے اور دکان کو میرے سپرد کرکے کئی کئی گھنٹوں کے لیے غائب ہوجاتے۔ میں تیل، پیاز، چاول اور دوسری چیزیں بیچتا۔ میں نے بہت تیزی سے بکنے والی چیزوں میں سگریٹ اور بیڑی کو پایا۔ مجھے حیرت ہوا کرتی کہ غریب لوگوں کو کس بات نے مجبور کیا کہ وہ اپنی گاڑھی کمائی دھوئیں میں اُڑائیں۔ جب مصطفیٰ کے کام سے مجھے چھٹی ملتی تو میرا چھوٹا بھائی قاسم محمد اپنا کھوکھا میرے حوالے کردیتا جہاں میں سیپ اور گھونگھوں سے بنے نوادر فروخت کیا کرتا۔

سینٹ جوزف میں ہمارے اساتذہ کانچی پورم اچاریہ کے صحیح پیرو تھے۔ جنھوں نے لوگوں میں یہ احساس بیدار کردیا تھا کہ ''بخشش کے عمل سے لطف اٹھاؤ''۔ ریاضی کے ہمارے استاد پروفیسر تھوتھا گھری آئینگر اور پروفیسر سوریا نارائن شاستری کی، جو کیمپس میں ساتھ ساتھ ٹہلا کرتے تھے، شگفتہ یاد آج بھی میرا حوصلہ بڑھاتی ہے۔

سینٹ جوزف میں جب میرا آخری سال تھا تو مجھے انگریزی ادب کا شوق ہوا۔ میں نے ادب عالیہ کا مطالعہ شروع کیا۔ ٹالسٹائے، اسکاٹ اور ہارڈی اپنے بدیسی ماحول کے باوجود خاص کر میرے پسندیدہ مصنفین تھے۔ بعد ازاں میں فلسفے کی کچھ کتابوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اس زمانے کے آس پاس طبیعات میں میری دلچسپی بہت زیادہ بڑھ گئی۔

مجھے حیرت ہے کہ کچھ لوگ سائنس کو ایسی چیز کیوں سمجھنا چاہتے ہیں جو خدا سے دور لے جاتی ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ سائنس کا راستہ ہمیشہ دل سے گذرتا ہے۔ میرے لیے سائنس ہمیشہ ہی روحانی بالیدگی اور خود شناسی کا راستہ رہی ہے۔

سوچیے۔ بولیے

1۔ ایک اچھا طالب علم اپنے برے استاد سے جتنا زیادہ سیکھ سکتا ہے ایک کمزور طالب علم اپنے ماہر استاد سے بھی اتنا حاصل نہیں کرسکتا۔ کیسے؟

2۔ ''عزت نفس کو بلند مقام تک پہنچانا'' سے کیا مراد ہے؟

3۔ ''روحانی بالیدگی اور خود شناسی کا راستہ'' سے کیا مراد ہے؟

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

(II)

جب میں نے سینٹ جوزف کالج میں بی۔ایس۔سی۔ڈگری کورس میں داخلہ لیا تو اس وقت میں اعلیٰ تعلیم کے لیے کسی دوسرے اختیاری مضمون سے واقف تھا نہ مجھے اس کا علم تھا کہ ایک سائنس کے طالب علم کے لیے کیا کیا پیشہ وارانہ مواقع دستیاب ہیں۔ بی۔ایس۔سی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ہی مجھے محسوس ہوا کہ طبیعات میرا موضوع نہیں۔ مجھے انجینئرینگ لینا چاہیے تھی تا کہ میرے خواب شرمندہ تعبیر ہوسکیں۔ بہت پہلے انٹرمیڈیٹ کورس پورا کرتے ہی مجھے انجینئرینگ میں داخلہ لے لینا چاہیے تھا۔ میں نے خود کو سمجھایا کہ کبھی نہ ہونے سے اچھا ہے دیر ہی میں سہی مگر ہو تو جائے۔ میں اپنا راستہ بدلتے ہوئے MIT مدراس میں جو اس زمانے میں شمالی ہند میں تکنیکی تعلیم کے تاج کا ہیرا کہلاتا تھا۔ داخلے کے لیے درخواست گزاری۔

میرا نام منتخب امیدواروں کی فہرست میں شامل تھا۔ مگر اس اعلیٰ درجے کی شہرت رکھنے والے ادارے میں داخلہ بہت مہنگا سودا تھا۔ تقریباً ایک ہزار روپے کی ضرورت تھی اور میرے والد اتنی بڑی رقم فراہم نہیں کر سکتے تھے۔ ایسے آڑے وقت میں میری بہن زہرہ نے اپنی سونے کی چوڑیاں اور زنجیر گروی رکھ کر میری پشت پناہی کی۔ مجھے اس کے اس ارادے نے بہت متاثر کیا کہ وہ مجھے ایک تعلیم یافتہ انسان دیکھنا چاہتی تھی اور میری صلاحیتوں پر اس کے اعتماد کا مجھ پر مزید اثر ہوا۔

MIT میں سب سے زیادہ جس چیز نے مجھے اپنا گرویدہ بنایا وہ دو خارج شدہ طیاروں کا منظر تھا جو وہاں اُڑن مشینوں کے مختلف ذیلی نظاموں کو سمجھانے کے لیے رکھے گیے تھے۔ میں نے ان میں اپنے اندر عجیب سی کشش محسوس کی۔ میں ان کے پاس پہروں بیٹھا رہتا جب کہ دوسرے طلبہ واپس اپنے ہوسٹل چلے جاتے اور میں پرندے کی طرح آکاش میں آزادانہ اُڑنے کی انسان کی خواہش کی تعریف کیا کرتا۔ پہلے سال کی تعلیم پوری کرنے کے بعد جب مجھے مخصوص شاخ کے بارے میں فیصلہ کرنا تھا تو میں نے تقریباً برجستہ فضائی انجینئرینگ کا انتخاب کیا۔ اب میرے ذہن میں مقصد بہت واضح ہوگیا تھا کہ مستقبل میں مجھے ہوائی جہاز اُڑانا ہے۔ مجھے اس بات پر کامل یقین تھا حالاں کہ میرے یہاں اپنی بات منوانے کی صلاحیت کا فقدان تھا اور میں اس سے بخوبی واقف بھی تھا۔ غالبًا یہ میرے حقیر پس منظر کی دین تھا۔ اس زمانے میں مختلف لوگوں کے ساتھ میں نے افہام و تفہیم کی مخصوص کوششیں کیں۔ میرے راستے میں رکاوٹیں، مایوسیاں اور پریشانیاں آئیں لیکن میرے والد کے حوصلہ افزا الفاظ نے اس وقت کی مبہم صورت حال میں مجھے بڑا سہارا دیا۔ ''عالم وہ ہے جو دوسروں کو جانتا ہے لیکن جو خود کو پہنچانتا ہے وہ دانا کہلاتا ہے۔ وہ علم کس کام کا جو حکمت و دانائی سے عاری ہو''۔

MIT میں میری تعلیم کے دوران تین استادوں نے میری فکر کی تشکیل کی۔ ان تینوں کی مشترکہ کوششوں نے ایک بنیاد رکھی جس پر بعد میں میرے پیشہ وارانہ کیریر کی تعمیر ہوئی۔ یہ تین استاد تھے پروفیسر اسپانڈر، پروفیسر کے اے وی پنڈالائی اور پروفیسر نرسنگ راوَ۔ ان میں ہر ایک منفرد شخصیت کا مالک تھا۔ لیکن ان تینوں میں قوت متحرکہ مشترک تھی یعنی وہ صلاحیت جو اپنے طلبہ کی علمی پیاس کو محض ذہانت اور انتھک لگن سے بجھاتی تھی۔

علم طیارہ سازی نہ صرف دلچسپ موضوع ہے بلکہ اس میں آزادی کا اعلان بھی مضمر ہے۔ آزادی اور افراد کے درمیان حرکت اور

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

جنبش کے درمیان پھسلن اور بہاؤ کے درمیان جو عظیم فرق ہے وہ اس سائنس کے رموز کا سرچشمہ ہے۔ میرے استادوں نے ان حقائق کو مجھ پر واضح کیا۔ انہوں نے باریک بینی کے ساتھ اپنی تدریس کے ذریعے علم طیارہ سازی کے لیے میرے اندر جوش وخروش پیدا کر دیا۔

معلومات کے زبردست امتزاج نے آہستہ آہستہ میرے ذہن میں جگہ بنانی شروع کر دی۔ ہوائی جہازوں کے ساختیاتی خدوخال نے نئے معنی اختیار کرنا شروع کر دیئے۔

میں ہوائی جہاز کو حرکت دینے اس کا ڈھانچا، کنٹرول اور آلاتِ عمل کا نقشہ بنانے کے کام کو تقسیم کیا۔ ایک دن ڈیزائن کے استاد پروفیسر سری نیواسن نے جو اس وقت MIT کے ڈائرکٹر تھے میری پیش رفت کا جائزہ لیا اور اسے بیحد ناقص اور مایوس کن بتایا۔ آخر کار میں نے اس کام کو پورا کرنے کے لیے ایک مہینے کی مہلت طلب کی۔ پروفیسر نے میری طرف کچھ دیر غور سے دیکھا اور کہا ''اے

نوجوان سنو، آج جمعہ کی سہ پہر ہے۔ میں تمہیں تین دن کا وقت دیتا ہوں۔ اگر پیر کی صبح تک مجھے ہیئت کا خاکہ نہ ملا تو تمہارا وظیفہ ختم کر دیا جائے گا''۔ میں ششدر رہ گیا۔ وظیفہ تو میری زندگی کی ڈور تھا۔ اگر وظیفہ بند ہو گیا تو میں بالکل بے سہارا ہو جاؤں گا۔ میرے سامنے اب اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ میں رات بھر ڈرائینگ بورڈ پر جما رہا، کھانا بھی نہیں کھایا۔ دوسرے دن صرف ایک گھنٹے کا وقفہ لیا تا کہ کچھ کھا پی لوں اور تازہ دم ہو جاؤں۔ اتوار کی صبح میرا کام پورا ہوا چاہتا تھا کہ اچانک مجھے اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ پروفیسر سری نیواسن کچھ فاصلے سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ وہ سیدھے جم خانے سے آرہے تھے اور ابھی اپنے ٹینس کے لباس میں ہی تھے کہ میری پیش رفت دیکھنے کے لیے رُک گئے تھے۔ میرے کام کا معائنہ کرنے کے بعد مجھے شفقت سے گلے لگا لیا اور پیٹھ ٹھونک کر مجھے شاباشی دی۔ انہوں نے کہا ''میں جانتا تھا کہ معینہ مدت میں اس کام کی تکمیل کے لیے جو قطعی ناممکن تھی تم سے کہہ کر میں نے تمہیں مصیبت میں ڈال دیا تھا۔ مجھے ہرگز امید نہ تھی کہ تم اسے اتنی اچھی طرح پورا کر سکو گے''۔

سوچیے۔ بولیے

1۔ خواب شرمندۂ تعبیر کب اور کیسے ہو سکتے ہیں؟

2۔ ''افہام و تفہیم کی مخصوص کوششیں'' سے کیا مراد ہے؟

3۔ ''رموز کا سرچشمہ'' سے کیا مراد ہے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

(III)

پروجیکٹ کے باقی وقت کے دوران میں نے ایک انشائیے کے مقابلے میں حصہ لیا جسے MIT تامل سنگم (لٹریری سوسائٹی) نے منعقد کیا تھا۔ میں نے ایک مضمون ''ہمیں اپنا ہوائی جہاز خود بنانا چاہیے'' کے عنوان سے تامل زبان میں لکھا۔ یہ بہت پسند کیا گیا اور مقابلے میں جیت میری ہوئی۔ مشہور تامل ہفتہ وار ''آنندوکاتن کے مدیر دیوان نے مجھے پہلا انعام سے سرفراز کیا۔

MIT میں میری سب سے زیادہ اثر انگیز یادداشت پروفیسر اسپانڈر سے متعلق ہے۔ وداعی رسم کے موقع پر ہم لوگ گروپ فوٹو گراف کے لیے تصویر کھنچوا رہے تھے۔ تمام فارغ التحصیل طلبہ تین قطاروں میں کھڑے تھے۔ اور پروفیسر حضرات آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ یکا یک پروفیسر اسپانڈر کھڑے ہوئے اور میری طرف دیکھا۔ میں تیسری قطار میں کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا ''ادھر آؤ اور میرے ساتھ آگے بیٹھو'' ۔ میں پروفیسر اسپانڈر کی اس دعوت پر حیران رہ گیا۔ ''تم میرے بہترین شاگرد ہو تمہاری سخت محنت ہی مستقبل میں تمہارے اساتذہ کا نام روشن کرنے میں تمہاری مدد کرے گی''۔ ان کی اس تعریف سے میں گھبرا گیا مگر ان کی قدر شناسی نے مجھے عزت بخشی اور میں پروفیسر اسپانڈر کے ساتھ تصویر کھنچوانے کے لیے بیٹھ گیا۔ ''اللہ ہی تمہارا آسرا' سہارا اور ہادی ہے۔ وہی تمہیں مستقبل کے سفر میں روشنی دکھائے گا'' یوں اس دروں بین عبقری انسان نے مجھے خدا حافظ کہا۔

MIT سے تربیت کے لیے میں ہندوستان ایرونوٹکس لمیٹیڈ (HAL) بنگلور گیا۔ وہاں ٹیم کے ایک فرد کی حیثیت سے میں نے انجن کی اوور ہالنگ کی۔ ہوائی جہاز کے انجن اوور ہالنگ کا یہ تجربہ بہت سبق آموز تھا۔ جب کوئی اصول کلاس روم میں پڑھا جاتا ہے اور اس کی تصدیق عملی تجربے سے ہوتی ہے تو ایک عجیب سے ہیجان کا احساس ہوتا ہے۔ یہ کیفیت بالکل ایسی ہوتی ہے جیسے اجنبیوں کی بھیڑ میں اچانک کسی پرانے دوست سے ملاقات ہو جائے۔ میں نے HAL میں پسٹن اور ٹربائن دونوں طرح کے انجنوں کی اوور ہالنگ کا کام کیا تھا۔ 'مابعد احتراق' کے معاون اصول میں کارفرما گیس حرکیات اور انتشار کے طریق عمل کے مبہم تصورات میرے ذہن میں واضح تر ہو گئے۔

جب میں HAL سے ایرونوٹک انجینئر گریجویٹ ہو کر نکلا تو میرے سامنے روزگار کے دو متبادل مواقع تھے اور دونوں ہی میرے اُڑنے کے دیرینہ خواب کے بہت قریب تھے۔ ایک روزگار ایئر فورس میں تھا جب کہ دوسرا وزارت دفاع کے ٹیکنیکل ڈیولپمنٹ اینڈ پروڈکشن کے ڈائرکٹریٹ DTD & P (Air) میں تھا۔ میں نے دونوں کے لیے درخواستیں گزاریں۔ دونوں جگہوں سے مجھے تقریباً ایک ساتھ انٹرویو کے لیے بلایا گیا۔ ایئر فورس میں بھرتی کے ذمہ داروں نے مجھے دہرہ دون پہنچنے کے لیے کہا اور DTD & P (Air) نے دہلی کے لیے۔ Coromandel Coast کے ایک لڑکے نے شمال کی طرف جانے کے لیے ٹرین پکڑی۔ میری منزل دو ہزار کلومیٹر سے زیادہ دور تھی۔ پہلی بار اپنے ملک کی وسعت سے میرا سابقہ پڑنے والا تھا۔

سوچیے۔ بولیے

1۔ ''دروں بین عبقری انسان'' کسے کہتے ہیں؟

2۔ دیرینہ خواب سے کیا مراد ہے؟ کیا آپ کے کوئی دیرینہ خواب ہیں؟

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

یہ کیجیے

K8V1F4

I. سمجھنا۔اظہارخیال کرنا

الف۔سبق کا نام ''ترغیب'' سنتے ہی آپ کو کیسا محسوس ہوا؟

ب۔ عبدالکلام کے طالب علمی کے دور میں موجود طریقہ تعلیم سے متعلق آپ کے دوستوں سے گفتگو کیجیے۔

ج۔ درج ذیل جملے سبق کے کونسے پیراگراف میں ہیں نشاندہی کیجیے۔سبق میں ان جملوں کو خط کشید کیجیے۔

1۔عبدالکلام نے فلسفہ کی کتابیں پڑھیں۔

2۔ کامیابی کے لیے تین اہم اصول ہیں۔

3۔ بہن کی امداد۔

4۔ پروفیسر کے ساتھ بیٹھ کر تصویر کھینچانا۔

د۔ ذیل کا پیراگراف پڑھیے اور صحیح غلط کی نشاندہی کیجیے۔

پپن چندر پال ہندوستان کی تحریک آزادی کے قائدین میں سے ایک ہیں موجودہ بنگلہ دیش کے سائی چیل کے مقام پر پیدا ہوے۔تحریک عدم تعاون کے لیے آواز بلند کی۔ ملک کی آزادی اور ترقی کے لیے نمایاں کردار ادا کیا۔شاعروں٬ پنڈتوں٬ فلسفیوں٬ مبلغوں٬ رہنماؤں اور عام لوگوں کو دعوت دی۔اس طرح ملک کی خدمت کے لیے مختلف افراد الگ الگ شعبوں کا انتخاب کرکے عوام کے دلوں میں ہمیشہ کے لیے گھر کرلیا۔

1۔ پپن چندر پال تحریک آزادی کے رہنما تھے۔ (   )

2۔ پپن چندر پال تحریک عدم تعاون کے مخالف تھے۔ (   )

3۔ پپن چندر پال شاعروں٬ پنڈتوں کو تحریک آزادی میں حصہ لینے کی دعوت دی۔ (   )

4۔ پپن چندر پال آزادی کی تحریک میں دلچسپی رکھتے تھے۔ (   )

5۔ پپن چندر پال فوجی قائد ہیں۔جنھوں نے لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنائی۔ (   )

II. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی صلاحیت کا اظہار

الف۔ حسب ذیل سوالوں کے جواب چار یا پانچ جملوں میں سوچ کر لکھیے۔

1۔ ''دوسروں کو سمجھنے والا عقلمند ہوتا ہے''٬اس سے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

2۔ خواہش، اعتماد اور امیدان تینوں پر کیوں قابو رکھنا چاہیے؟
3۔ اپنے طلباء کی علم کی تشنگی اپنی دانشمندی اور عزم مصمم کے ذریعہ بجھاتے رہیں۔ یہ باتیں کس سے متعلق ہیں۔اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟
4۔ پروفیسر سرینواسن کی جانب سے تفویض کیے گئے کام کی تکمیل میں اگر آپ عبدالکلام کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟

ب۔ حسب ذیل سوالوں کے جواب سوچ کر دس تا بارہ جملوں میں لکھیے۔

1۔ عبدالکلام اپنے مقصد کے حصول میں کس طرح کامیاب ہوے۔اپنے الفاظ میں لکھیے۔
2۔ عبدالکلام کی تعلیم کس طرح جاری رہی۔اپنے الفاظ میں لکھیے۔

ج۔ حسب ذیل موضوعات پر تخلیقی انداز/توصیفی انداز میں لکھیے

1۔ سبق کا تیسرا پیراگراف پڑھیے۔اس میں عبدالکلام نے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے؟ اسی طرح آپ بھی اپنی خواہش کا اظہار ایک مختصر نظم کی شکل میں کیجیے۔

یا

اس سبق سے تحریک حاصل کرتے ہوئے اگر آپ ہی عبدالکلام ہوتے تو آج کے طالب علموں سے کیا کہتے؟ تقریر کیجیے۔ یک بابی ڈرامہ کیجیے۔

III. زبان شناسی

لفظیات

الف۔ حسب ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی لکھ کر انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

1۔ وہ کامیابی کی راہ پر <u>گامزن</u> رہا۔
2۔ عبدالکلام کا <u>ایقان</u> تھا کہ وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔
3۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا میرا <u>ہدف</u> تھا۔
4۔ کامیابی کی اطلاع پا کر زاہد جذبات سے <u>مغلوب</u> ہوگیا۔
5۔ دانشوروں کی <u>معیت</u> میں آدمی بہت کچھ سیکھتا ہے۔

ب۔ سبق میں تکنیکی اصطلاحات کا استعمال ہوا ہے۔سبق پڑھیے اور ان اصطلاحات کی فہرست تیار کیجیے۔

ج۔ حسب ذیل الفاظ کے مترادفات لکھیے۔

دانشمندی ، وسیع النظری ، رغبت ، تقدیر ، شناسا ، ناخواندہ ، اعزاز ، حیرت ، اعتماد ، متبادل

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

قواعد

ترکیبِ توصیفی

الف۔ ان الفاظ کو پڑھیے اور اسکے معنی پر غور کیجیے۔

الفاظ	معنی
گلِ سرخ	سرخ گلاب
قصہ پارینہ	پُرانا قصہ

ان الفاظ میں معنی کے لحاظ سے پہلا لفظ آخری اور آخری لفظ پہلا بن گیا ہے۔مگر کا کے کی کا استعمال نہیں ہوا۔

جب کوئی لفظ ہمزہ اضافت یا کسرہ اضافت کے ساتھ استعمال ہو مگر کا کے کی کے معنی پیدا نہ ہو تو ایسے مرکب کو ''ترکیب توصیفی'' کہا جاتا ہے۔

ب۔ ان الفاظ پر غور کیجیے۔

سرد موسم ۔ سفید گھوڑا ۔ کالا کوا ۔ نیلا آسمان

ان مثالوں میں تمام اسموں کی صفت بیان کی جارہی ہو۔

وہ مرکب الفاظ جو صفت اور موصوف سے مل کر بنتے ہیں ''مرکب توصیفی'' کہلاتا ہے۔

مشق I۔ ان میں سے ترکیب توصیفی اور مرکب توصیفی کو الگ کیجیے۔

کوہ بلند	
مخلص استاد	
لال قلعہ	
برادر خورد	
درِ یتیم	

مشق II۔ خالی جگہوں کو مناسب صفات سے پُر کیجیے۔

1۔............... پانی 2۔...............شان 3۔...............گنبد 4۔...............زمین

5۔............... زمین 6۔...............مزاج 7۔...............انسان 8۔...............موسم

مشق III۔ خالی جگہوں کو مناسب موصوف سے پُر کیجیے۔

1۔خوش............... 2۔شریں............... 3۔گرم............... 4۔قابل...............

5۔سرد............... 6۔سبز............... 7۔نرم............... 8۔وسیع...............

S.C.E.R.T. TELANGANA

ترکیبِ اضافی

الف۔ اس شعر پڑھیے۔

دردِ دل پاسِ وفا جذبۂ ایمان ہونا
آدمیت ہے یہی اور یہی انسان ہونا

ب۔ شعر کے ان الفاظ پر غور کیجیے۔

1. دردِ دل ، پاسِ وفا

ان میں سے ہر پہلے لفظ کے نیچے ایک زیر لگائی گئی ہے۔اسی زیر کی وجہ سے دو الفاظ ایک دوسرے سے جڑ گئے ہیں۔
اس جوڑنے والی زیر کو ''کسرہ اضافت'' کہتے ہیں۔

2. جذبۂ ایمان:

جب کوئی لفظ ہمزہ کے ذریعہ دوسرے لفظ سے جُڑ جائے تو اسے ''ہمزہ اضافت'' کہتے ہیں۔
کسرہ یا ہمزہ سے جڑے ہوے الفاظ کو ''ترکیبِ اضافی'' کہتے ہیں۔

ج۔اب ان الفاظ کے معنی پر غور کیجیے۔

☆ دردِ دل = دل کا درد ☆ پاسِ وفا = وفا کا پاس (لحاظ) ☆ جذبۂ ایمان = ایمان کا جذبہ

☆ معنی کے لحاظ سے آخری لفظ پہلا اور پہلا لفظ آخری بن گیا۔

☆ زیر (کسرہ اضافت، ہمزہ اضافت) کا سے بدل گیا۔

د۔ اب ان جملوں پر غور کیجیے۔

☆ ناصر دل کے درد کا شکار ہے۔

☆ ناصر دردِ دل کا شکار ہے۔

☆ علم کے حصول کے لیے مدرسہ آرہا ہوں۔

☆ حصولِ علم کے لیے مدرسہ آرہا ہوں۔

ترکیبِ اضافی سے جملے یا شعر کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے اور بات میں نفاست آجاتی ہے۔

مشق ا۔ ان تراکیبِ اضافی کو کھول کر لکھیے۔

1۔ گردشِ فلک 2۔ روزِ قیامت 3۔ راہِ حق 4۔ رازِ الفت 5۔ رسولِ خدا

6۔ سوئے چمن 7۔ دستِ وفا 8۔ بوئے گل 9۔ ترانۂ ہندی 10۔ بیضۂ مرغ

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

مشق II۔ ان الفاظ کو ترکیب اضافی میں تبدیل کیجیے۔

1۔ مشرق کا شاعر	2۔ حق کی راہ	3۔ خدا کی اطاعت	4۔ آزادی کی تحریک
5۔ تعظیم کے قابل	6۔ حق کا پیغام	7۔ ندامت کا احساس	8۔ تعلیم کا طریقہ

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

- آپ کے پسندیدہ سائنس دان کے بارے میں مضمون لکھیے۔ کہ انہوں نے کس طرح تحریک حاصل کی۔ اور ان کی ایجادات کیا ہیں؟

یا

- سائنسدانوں سے متعلق اخبارات میں شائع مضامین حاصل کیجیے اور انہیں محفوظ کیجیے۔

قول:

مقصدِ واحد کی لگن والا آدمی سیاسی و معاشرتی انقلاب پیدا کرتا ہے، سلطنتیں قائم کرتا ہے اور دنیا کو آئین عطا کرتا ہے۔

علامہ اقبالؔ

S.C.E.R.T. TELANGANA

غزل

پروفیسر مغنی تبسم

I۔ پڑھیے سوچیے اور جواب دیجیے۔

مرے اللہ جینے کا ہنر دے　　مجھے تو سوز دل سوز جگر دے
محبت سے تیری معمور وہ ہو　　مجھے گرچہ حیات مختصر دے
دعائیں ہوں مری مقبول ساری　　زبان میں تو مری ایسا اثر دے
مقدس ذکر میں تیرے جو گزارے　　مجھے وہ روز وشب شام وسحر دے

J4I5A3

سوالات:

1۔ ان اشعار کو پڑھ کر آپ کو کیسا محسوس ہوا؟

2۔ ہماری دعائیں کب قبول ہوتی ہیں؟

3۔ ہمیں زندگی کیسے گزارنا چاہیے؟

مقصد یا مدعا

یہ غزل مغنی تبسم کی لکھی ہوئی ہے جو ایک غزلِ مسلسل ہے جس میں کسی ایک ہی عنوان یا خیال کو بار بار اشعار میں دہرایا جاتا ہے۔ مغنی تبسم کی یہ غزل مسلسل کے دائرے میں آتی ہے۔ اس غزل کے سبھی اشعار اپنے ناکردہ گناہ کی تلافی اور اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی اُمید رکھنا ہے۔ اسکی بڑائی اور صفات کو بیان کر کے اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے اور ہدایات پانے کی کوشش کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ گناہ گار بندوں کی رہبری کس طرح کرتا ہے۔ اللہ کے سامنے ہمیں اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور اللہ سے مدد مانگنا چاہیے۔ آیئے ہم اب اسی سلسلہ میں ایک غزل پڑھیں گے۔

ماخذ

یہ غزل پروفیسر مغنی تبسم کے مجموعہ کلام ''مٹی مٹی میرا دل'' سے لی گئی ہے

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔ جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان الفاظ کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

صنف کی تعریف

غزل کے لغوی معنی ''عورتوں سے باتیں کرنا'' ہے۔۔ لیکن دور جدید کے شعرا نے صنف غزل میں سیاسی' سماجی' مذہبی اور فلسفیانہ خیالات کو بھی پیش کیا ہے۔ غزل کے پہلے شعر کو ''مطلع'' کہتے ہیں۔ جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف کی پابندی کی جاتی ہے۔ اگر غزل کے دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں بھی قافیہ اور ردیف کی پابندی کی جائے تو ''حسن مطلع'' کہلاتا ہے۔ غزل کا آخری شعر ''مقطع'' کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص پیش کرتا ہے۔ غزل کا ہر شعر معنی و مفہوم کے لحاظ سے مکمل ہوتا ہے۔ نظم کی طرح ایک شعر دوسرے شعر سے مربوط نہیں رہتا۔ لیکن جب شاعر اپنی بات ایک شعر میں نہیں کہہ پاتا تو اسے اپنی بات مکمل کرنے کے لیے دوسرے اور تیسرے شعر کی بھی ضرورت پیش آتی ہے ان اشعار میں مضمون مکمل ہو جاتا ہے غزل کے ایسے اشعار ''قطعہ بند'' کہلاتے ہیں۔ قطعہ بند اشعار کے لیے عام طور پر غزل کے مصرعوں کے درمیان ''ق'' بطور اشارہ لکھا جاتا ہے۔ شعر کا آخری لفظ جس کی تکرار تمام اشعار کے دوسرے مصرعے میں کی جاتی ہے اس کو ردیف کہتے ہیں۔ ردیف سے پہلے آنے والے ہم وزن الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔

شاعر کا تعارف

حیدر آباد کی بلند قامت و ادبی معتبر شخصیت ''پروفیسر مغنی تبسم'' کا شمار اُردو دنیا کے نامور دانشوروں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک سنجیدہ، باوقار اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ اردو کی ادبی دنیا میں ان کا نام بہت احترام سے لیا جاتا ہے۔ ان کی تاریخ پیدائش 03/جون 1930 ہے۔ ان کا اصل نام محمد عبدالمغنی ہے۔ قلمی نام مغنی تبسم سے مشہور ہیں۔

مغنی تبسم ابتداء میں ترقی پسند تحریک سے وابستہ رہے اور بعد میں جدیدیت کے علمبردار بن گئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں بحیثیت پروفیسر اور صدر شعبہ اردو' گرانقدر خدمات انجام دینے کے بعد ریٹائر ہوئے۔ شاعری میں ''نوائے تلخ' پہلی کرن کا بوجھ' مٹی مٹی میرا دل'' ترتیب میں ''فانی کی نادر تحریریں' فکر اقبال' نذر فانی بدایونی'' ترجمہ:۔ کہانی اور اس کا فن' شادی کی پہلی سالگرہ وغیرہ ان کے قلمی شاہکار ہیں۔

مغنی تبسم کئی ایوارڈس سے سرفراز کیے گئے۔ غالب ایوارڈ' عالمی فروغ اردو ایوارڈ قابل ذکر ہیں۔ آپ کی ادبی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے جن کی سرحدوں تک پہنچنا ناممکن ہے۔ بقول نواب شاہ عالم خاں ان کی شخصیت کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مصداق ہے۔ مغنی تبسم آخری وقت تک ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد کی ترقی و ترویج کے لیے منہمک رہے اور اس ادارے کا ترجمان ماہنامہ ''سب رس'' کے مدیر رہے۔ آپ نے اپنے قریبی دوست اخلاق محمد خان شہریار کے ساتھ مل کر اردو کا سہ ماہی رسالہ ''شعر و حکمت'' نکالا۔ اس رسالے کے آپ مدیر تھے۔ پروفیسر مغنی تبسم اپنی خوش لباسی' کم سخنی اور خوش گفتاری کے لیے مشہور تھے۔ اردو دنیا کی قد آور شخصیت' محسن اردو پروفیسر مغنی تبسم 15/ فروری 2012ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

انسان لاکھ کوششوں کے باوجود اپنی زندگی میں گمراہیوں اور گناہوں کا شکار ہو ہی جاتا ہے۔اسی لیے اللہ تعالٰی نے اپنی کتاب قرآن کریم میں ان گمراہیوں اور گناہوں سے بچنے کے راستے دکھلائے ہیں اور تاکید بھی فرمائی ہے۔اسی تناظر میں لکھی گئی مغنی تبسم کی غزل کے بارے میں ہم مزید جانیں گے۔

I

سفر دیا ہے تو منزل کا بھی پتہ دے گا
مراخدا مجھے رستہ کوئی دکھادے گا

قدم قدم پہ دکھاے گا آیتیں اپنی
ہر ایک موڑ پہ منظر مجھے نیا دے گا

لپیٹ دے گا مجھے ظلمتوں کی چادر میں
پھر اک چراغ مری راہ میں جلادے گا

سوچیے۔بولیے

1۔ شاعر نے ہمیں مسلسل حرکت کرتے رہنے کو کہا ہے۔ کیوں؟
2۔ اللہ صراط مستقیم پر چلنے کے لیے ہماری رہنمائی کیسے کرتا ہے؟
3۔ آپ گمراہی سے بچنے کے لیے کیا کریں گے؟
4۔ کہتے ہیں کہ اللہ ستر ماؤں کی محبت رکھتا ہے۔کیسے؟
5۔ ''مایوسی کفر ہے'' کیوں اور کیسے؟

II

بڑھا کے دل میں کسی انتظار کی لذت
نظر کے واسطے تاروں کا سلسلہ دے گا

رکھے گا مجھ کو سدا جبر کی پناہوں میں
جوخواب دیکھنے لگ جاؤں تو جگادے گا

سوچیے۔بولیے

1۔ انسان کب اور کیسے فرشتوں سے زیادہ افضلیت پاتا ہے؟
2۔ انسان کی وہ کونسی ادائیں ہیں جو اللہ کو زیادہ پسند ہیں؟
3۔ آپ اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا کریں گے؟
4۔ ہم دنیا میں کن کن آزمائشوں سے ہو کر گزرتے ہیں؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

تشریح

سفر دیا ہے تو منزل کا بھی پتہ دے گا　　　مراخدا مجھے رستہ کوئی دکھادے گا

شاعر اپنے خدا سے نااُمید نہیں ہے اس لیے کہ اللہ نے جب انسان کو زندگی دی ہے تو اسکو گزارنے کا سلیقہ بھی سکھلایا ہے۔اور زندگی کا اختتام بھی کیسا ہو بتادیا ہے شاعر نے ''مراخدا'' کے استعمال سے شعر میں جان ڈال دی ہے۔یوں تو خدا سب ہی کا ہے لیکن جب آدمی پریشانیوں میں گھر جاتا ہے تو بے ساختہ ''میرے اللہ'' ہی پکارتا ہے۔گویا اللہ صرف اُس کا ہی ہے۔شاعر نے خدا کے تئیں اپنی وارفتگی، دیوانگی اور بے ساختگی کے اظہار میں ''میرے اللہ'' کا خوب استعمال کیا ہے۔

قدم قدم پہ دکھائے گا آیتیں اپنی　　　ہر ایک موڑ پہ منظر مجھے نیا دے گا

شاعر نے اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی ایک بہت خوبصورت صفت کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی وہ سیدھا راستہ دکھلانے والا بھی ہے۔ اسی لیے ہم دعا میں ''اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھلا'' کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنی آیتوں کے ذریعہ ہماری زندگی کی اُن گتھیوں کو سلجھاتا ہے جس کا سمجھنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔اس شعر میں لفظ ''منظر'' خوب استعمال ہوا ہے۔جس کے معنی وہ نئی باتیں جسے انسان نہیں جانتا۔

لپیٹ دے گا مجھے ظلمتوں کی چادر میں　　　پھر اک چراغ مری راہ میں جلادے گا

انسانی فطرت میں گناہوں کا تصور ہمیشہ ہی رہا ہے اور جب انسان دانائی میں کیے گئے اپنے گناہوں کے سمندر کو دیکھتا ہے تو مایوس ہوجاتا ہے لیکن اللہ اس کے باوجود اپنے بندوں کے لیے اُمید کے چراغ جلاتا ہے۔یعنی بندہ تو توبہ کا چراغ جلادیتا ہے تو اللہ اسکی تمام ظلمتوں کو دور کردیتا ہے۔

بڑھا کے دل میں کسی انتظار کی لذت　　　نظر کے واسطے تاروں کا سلسلہ دے گا

اللہ تعالیٰ بندوں کے نیک کاموں کے عوض جنت میں اس کا بدلہ دینے کا وعدہ کیا ہے اور یہی انتظار کی وہ لذت ہے جس سے ہمارے پیش نظر ہمارے نیک کاموں کا یک سلسلہ سامنے آجاتا ہے اور ہم پُر امید اللہ سے آس لگائے رہتے ہیں۔

رکھے گا مجھ کو سدا جبر کی پناہوں میں　　　جو خواب دیکھنے لگ جاؤں تو جگادے گا

اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے اپنے جبر یعنی عذاب کے خوف سے ڈراتا رہتا ہے اس کے باوجود جب بھی میں گناہوں کی طرف راغب ہوجاتا ہوں تو وہ اپنی رحمتوں اور اپنے فضل سے مجھے سیدھے راستے پر ڈال دیتا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کیجیے

X4P7Z2

I. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

(الف) ذیل کے سوالوں کے جواب دیجیے۔

1۔ غزل کو ترنم کے ساتھ سُنائیے۔اشعار کا مطلب بیان کیجیے۔

2۔ غزل میں دیے گئے ان جملوں پر بحث کیجیے۔

1۔ منزل کا پتہ دینا　　2۔ آیتیں دکھانا　　3۔ ظلمتوں کی چادر میں لپیٹنا

3۔ غزل کے کونسے اشعار آپ کو پسند آے کیوں بولیے؟

(ب) پہلے اور آخری شعر میں موجود ہر لفظ کی تشریح کیجیے۔

(ج) سبق کے مطابق درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

1۔ گناہوں پر نادم ہو کر توبہ کرنے سے ہمیں کیا کیا حاصل ہوتا ہے؟

2۔ ہمیں زندگی کیسی گزارنی چاہیے؟

3۔ راہ میں چراغ جلانے کا کیا مطلب ہے؟

4۔ ہر ایک موڑ پر منظر مجھے نیا دے گا'' شاعر کا اشارہ کس جانب ہے۔

5۔ کونسی نعمتوں کے اظہار سے ہمارے دل میں انتظار کی لذت بڑھ جاتی ہے؟

6۔ اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کیجیے؟

(د) غزل کے اشعار سے قوافی تلاش کر کے لکھیے۔

(ھ) غزل کے اشعار سے متعلق ذیل میں جملے دیے گئے ہیں۔مفہوم کے مطابق انہیں تلاش کیجیے۔اور لکھیے۔

1۔ اللہ ہر لمحہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

2۔ جنت کی خوبیاں جان کر اس کو حاصل کرنے کی جستجو اور بڑھ جاتی ہے۔

3۔ بندہ کی ندامت اللہ کو بہت پسند آتی ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

(و) ذیل کے اشعار پڑھیے اور سوالوں کے جواب دیجیے۔

میرے دل میں ہوئی جب بھی کوئی خواہش مولا — ہوگئی تیری عنایات کی بارش مولا
تیرے خورشید کرم کی یہ ضیا باری ہے — زندگی میں ہے اُجالوں کی نمائش مولا
نکلا طوفان حوادث سے سفینہ میرا — یہ ترا فضل ہے یہ تیری نوازش مولا
ہو مرے حال پر ہر وقت ترا لطف و کرم — دور ہر دم رہے افلاک کی گردش مولا
التجا ہے ترے تنویر کی اے رب کریم — زندگی بھر نہ ہو اس سے لغزش مولا

1۔ مذکورہ بالا نظم کے لیے کوئی عنوان تجویز کیجیے۔
2۔ شاعر اللہ سے کیا دعا مانگ رہا ہے؟
3۔ ''افلاک کی گردش'' سے کیا مراد ہے؟
4۔ ''ضیا باری'' کو جملے میں استعمال کیجیے؟

(ب) مندرجہ بالا نظم سے بارش کے ہم آواز الفاظ ڈھونڈ کر نکالیے اور ان سے جملے بنائیے۔

مثال: خواہش ، نمائش

ے ہر طالب علم کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ جماعت میں اول آے۔

II. اظہار مافی الضمیر ۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے جواب 10 یا 12 جملوں میں لکھیے۔

1۔ اللہ کے محبوب بندے بننے کے لیے ہم میں کون کونسی خوبیاں ہونی چاہیے۔
2۔ ایک اچھے طالب علم کی خوبیاں اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ب) تخلیقی طور پر لکھیے۔

☆ سماجی برائیوں کی روک تھام کے لیے عوام میں شعور پیدا کرنا ہو تو اس کے لیے ایک پمفلٹ تیار کیجیے۔

یا

S.C.E.R.T. TELANGANA

☆ قرآن کی ایک آیت کا مفہوم ہے ''تم لوگوں کو نیکی کی طرف بلاؤ اور گناہوں سے روکو'' اس پر ایک تقریر تیار کیجیے۔

یا

☆ اللہ تعالیٰ کی تم کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے'' اس پر ایک پوسٹر تیار کیجیے۔

(ج) توصیفی طور پر لکھیے۔

☆ ایک نیک ایماندار انسان چاہے وہ کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو لوگ اسکی توقیر کرتے ہیں۔ اگر کسی ایسے شخص کو آپ جانتے ہیں تو اس کے بارے میں توصیف کرتے ہوئے لکھیے۔

یا

☆ اسمائے حسنیٰ استعمال کر کے قدرت کی صناعی کی تعریف کرتے ہوئے اسکی شان میں توصیفی جملے لکھیے۔

III. زبان شناسی

لفظیات

(الف) خط کشیدہ الفاظ کے معنی لکھ کر ان الفاظ سے متعلق محاورے لغت میں دیکھ کر لکھیے۔

1۔ محنت کرنے سے ہی ہم کامیابی کی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔

2۔ زندگی کی راہ میں کچھ لوگ ملتے ہیں جنہیں ہم کبھی نہیں بھول سکتے۔

3۔ نیک لوگ جنت کی لذت حاصل کر سکتے ہیں۔

4۔ اللہ ظالم کے جبر سے محفوظ رکھے۔

(ب) ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے مترادفات غزل کے اشعار سے ڈھونڈ کر لکھیے۔

1۔ علم سے جہالت کی تاریکی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ 2۔ پہاڑ چڑھتے وقت کئی پیچ آتے ہیں۔

3۔ صبح کا نظارہ حسین ہوتا ہے۔ 4۔ جنت اللہ کی طرف سے بندوں کو انعام ہے۔

5۔ اللہ رہنمائی کرنے والا ہے۔

(ج) حسب ذیل الفاظ کے اضداد سبق کے مطابق لکھیے۔

اُجالا ۔ راست ۔ لینا

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

قواعد

☆ اس شعر پر غور کیجیے

تارے آنکھیں جھپک رہے تھے تھا بام پہ کون جلوہ گر رات

اس شعر میں شاعر نے محبوب کی خوبصورتی کو پیش کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔

مبالغہ: کسی کی تعریف یا تذلیل کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ''صنعت مبالغہ'' کہلاتا ہے۔

☆ اس شعر پر غور کیجیے۔

پیاسی جو تھی سپاہِ خدا تین رات کی ساحل سے سر پٹکتی تھی موجیں فرات کی

شاعر فرات کی موجوں کا ساحل سے ٹکرانے کی وجہ سپاہ خدا کی پیاس بتا رہا ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

حسن تعلیل: شعر میں کسی ایسی بات کو وجہ قرار دینا جو حقیقت میں اس کی وجہ نہ ہو ''حسن تعلیل'' کہلاتا ہے

☆ اس شعر پر غور کیجیے۔

موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

شاعر اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ وقت مقررہ پر ہی موت آئے گی پھر نیند نہ آنے کی وجہ کیا ہے۔ یہی تجاہل ہے۔

تجاہل عارفانہ: کسی بات کو جانتے ہوئے بھی اس سے انجان رہنا ''تجاہل عارفانہ'' کہلاتا ہے۔

مشق: ان اشعار میں صنعتوں کی نشاندہی کیجیے۔

چمکے جو تیغ قہر کسی روز جنگ میں
ٹھہرے نہ سایہ خوف کے مارے بدن کے پاس

کمر خمیدہ نہیں بے سبب ضعیفی میں
زمیں ڈھونڈ رہا ہوں مزار کے قابل

اس کو بھولا نہ چاہیے کہنا
صبح جو جائے اور آئے شام

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

☆ آپ کے گاؤں میں ہمہ اقسام کے فن کار جیسے شاعر' مصنف' گلوکار وغیرہ پائے جاتے ہیں ان لوگوں کی تفصیلات اکٹھا کر کے لکھیے اور انہیں کمرہ جماعت میں پیش کیجیے۔

☆ کمرہ جماعت کے تمام طلباء کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ان کے درمیان بیت بازی کا مقابلہ منعقد کیجیے۔ تمام طلباء اس میں حصہ لیں معلم بیت بازی کے اُصول وضوابط سے طلباء کو قبل از وقت آگاہ کر دے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

جانور انسان سے ناراض ہیں

ڈاکٹر شبیر صدیقی

I۔ پڑھیے سوچیے اور بولیے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عبث بدنام کیا

D5F2S7

سوالات

سوال۔ شاعر اس شعر میں کیا کہنا چاہتا ہے؟
سوال۔ ''چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں'' یہاں ''آپ'' سے کیا مراد ہے؟
سوال۔ اِس شعر میں مجبور لفظ کس کے لیے استعمال کیا گیا ہے؟

مدعا/مقصد

ڈاکٹر شبیر صدیقی ایک حقیقت نگار ہیں۔ وہ زمینی حقیقتوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ ان کا مشاہدہ تیز ہے۔ وہ انسانوں کی جبلت سے واقف ہیں۔ آئے دن ہونے والے واقعات سے بھی باخبر رہتے ہیں۔ انہوں نے جانوروں کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ بڑے ہی طنزیہ انداز میں انہوں نے انسانوں اور جانوروں کے تئیں خیالات کا احاطہ کیا ہے۔ عہد حاضر میں انسان جانوروں سے بے وفائی کر رہا ہے ان پر رحم وکرم نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس کے بجائے جانوروں کی تضحیک کی جاتی ہے اور ان کو ناکارہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ زیر نظر مضمون میں شبیر صدیقی نے بڑی کڑوی سچائیوں کو بے نقاب کیا ہے۔ اس مضمون سے انسانوں کو ایک درس ملتا ہے۔ ان کی غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں۔ اور ان کے دلوں میں جانوروں کے تئیں رحم دلی و ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

ماخذ

یہ سبق ڈاکٹر شبیر صدیقی کی تصنیف ''رنگ بدلتے لوگ'' سے لیا گیا ہے۔

صنف کا تعارف

وہ تحریری قصہ جسے ایک نشست میں پڑھ لیا جائے اس کو ''مختصر افسانہ'' کہتے ہیں۔ یہ تسلیم شدہ ہے کہ افسانہ فکشن کی سب سے مختصر شکل ہے جس میں قصہ، پلاٹ، کردار، نقط عروج، زماں و مکاں کے ساتھ وحدتِ تاثر کا ہونا لازمی ہے۔ کامیاب افسانے میں واقعات کی پیش کشی میں وحدت، تاثیر واقعاتی مرکز اتحاد کے ساتھ اچھا افسانہ نہیں لکھا جا سکتا۔ اس لیے بعض نقادوں نے اس کو ''چاول پر قل'' لکھنے کا فن قرار دیا ہے۔

افسانے کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔

1۔ پلاٹ　　2۔ کردار　　3۔ مکالمہ　　4۔ جذبات نگاری　　5۔ منظر کشی

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔ جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان الفاظ کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

مصنف کا تعارف

ڈاکٹر شبیر علی صدیقی کی پیدائش یکم اگست 1940 کو نشاط گنج، لکھنو میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام شفقت علی صدیقی ہے۔ ان کی پہلی کہانی ''ماں کی نصیحت'' قومی آواز لکھنو سے شایع ہوئی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ قومی آواز لکھنو، نیا دور لکھنو، بانو نئی دہلی، فلمی ستارے دہلی، ہندی ماہنامے، فلمی کلیاں، فلمی دنیا، رنگ بھومی، فلم ریکھا، مکتا نئی دہلی سے تک چلتا رہا۔ ایک کہانی ملک او مان میں شایع ہوئی۔ یہ ہندی ماہنامہ ''کیریکٹر'' کے ایڈیٹر بھی رہے۔ انہوں نے دوردرشن دہلی کے لیے مزاحیہ ٹی وی سیریل ''بابا معاف کرو''، ''بنٹا دھار''، ''ڈاکٹر حیران مریض پریشان'' لکھے جو ٹیلی کاسٹ ہوئے۔

ان کے تین افسانوں کے مجموعے ''دل کی بات''، ''تختی''، ''رنگ بدلتے لوگ''، اس کے علاوہ ڈراموں کا مجموعہ ''شام اودھ'' بھی شائع ہو چکا ہے ایک اور ڈراموں کا مجموعہ ''سنگ تراش'' زیر طبع ہے۔ جناب ایچ۔ کے۔ ایل بھگت، مرکزی وزیر اور جناب رام جیٹھ ملانی، سابق وزیر قانون کے ہاتھوں بسٹ اسکرپٹ رائٹر ایوارڈ حاصل ہو چکے ہیں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

حریف پارٹی کا سیاسی لیڈر انسانی مسائل وملکی مسائل اور روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل دور کرنے کی تجویز ڈھونڈنے کے بجائے اپنی مخالف پارٹی کے نیتا کو جانور۔ جانوروں کی سی فطرت رکھنے اوراس کی طرح چالاک ومکار کہہ کر گالیاں دینے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔۔

انسانی شیطان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ جس نے ہماری جانور برادری کو بے وجہہ بدنام کر رکھا ہے۔۔۔۔

ہمیں انسانوں کی ذہنیت نہیں اپنانی وہ اپنے مفاد کے لیے کسی بھی بے گناہ کا خون کرسکتا ہے۔۔۔۔۔۔

اے انسان تو اپنی ذات کے لوگوں کے پاس جا اور میرا پیغام دے کہ وہ ہم جانوروں کا سہارا لے کر اپنے پیٹ کا سکھ نہ ڈھونڈے اور نہ ہماری ذات کے لوگوں کو بدنام کرنے کی کوشش کرے۔۔۔ اس طرح مختلف جانور انسان کے بارے میں جنگل کے راجہ شیر سے شکایت کرتے ہیں آیئے اس سے متعلق تفصیل ہم سبق کے ذریعہ جانیں گے۔

I

یقیناً یہ بات یقین کے دائرے سے باہر ہے کہ جانور انسان سے ناراض ہیں۔ لیکن آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں کوئی بات ناممکن نہیں ہے یہ واقعہ ملک میں عام انتخاب سے چند روز قبل کا ہے۔ جب میں ایک حریف سیاسی پارٹی کے اجتماع سے اس کے تاثرات سن کر آرہا تھا۔ حریف پارٹی کا سیاسی لیڈر انسانی مسائل وملکی مسائل اور روزمرہ کے پیش آنے والے مسائل دور کرنے کی تجویز ڈھونڈنے کے بجائے اپنی مخالف پارٹی کے نیتا کو جانور۔ جانوروں کی سی فطرت رکھنے اوراس کی طرح چالاک ومکار کہہ کر گالیاں دینے میں مصروف تھا۔ مگر ایک انسان کو انسان کے مسائل کی کوئی فکر نہیں تھی۔ میں اس سیاسی نیتا کی تقریر سے ہٹ کر ایک سنسان راستے کی طرف چل دیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد میں ایک جگہ سحرزدہ ہوکر رہ گیا۔۔۔۔۔۔!

ایک بہت بڑے میدان میں جنگل کے تمام جانور اکٹھے تھے۔ جن کے چہرے سے غصہ صاف عیاں ہو رہا تھا۔ جنگل کا بادشاہ شیر جو کہ ایک اونچے سے چبوترے پر بیٹھا اپنی غصے بھری بڑی بڑی آنکھوں کے ساتھ تمام جانوروں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی پھر بارعب آواز میں بولا۔ تمام جانور ایک ایک کر کے ہمارے حضور میں حاضر ہوں اور انسان کے خلاف بتائیں کہ انہیں انسان سے کیا شکایات ہیں۔ فیصلہ بعد میں کیا جائے گا کہ ہمیں انسان کے خلاف کیا قدم اٹھانا ہے۔ اچانک خاموشی میں ایک سرسراہٹ سی ہوئی۔ تمام جانور آواز کی طرف متوجہ ہوگئے۔ ایک گرگٹ مارے غصے کے سرسراتا ہوا جنگل کے بادشاہ کے سامنے آیا اور بڑے ادب سے سر جھکا کر بولا۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

حضور سب سے پہلے انسان کے خلاف میری شکایت سنی جائے میں انسان کی بدتمیزیوں سے بہت عاجز ہوں۔شیر اپنی پر رعب آواز میں اجازت دینے کے انداز میں بولا عرض کر۔۔۔۔۔۔۔۔!

گرگٹ نے ایک بار تمام جانوروں کی طرف دیکھا پھر شیر کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔حضور قدرت نے ہمیں اپنے دشمن سے محفوظ رہنے کے لیے دو رنگ بخشے ہیں ایک جب میں درختوں کی ہری پتیوں میں آرام کر رہا ہوتا ہوں۔ ایسے میں جب مجھے اپنے دشمن کا احساس ہوتا ہے تو میں اپنے جسم کے اصل رنگ کو ہرے رنگ میں تبدیل کر لیتا ہوں اور ایک جب میں زمین پر چہل قدمی کر رہا ہوتا ہوں اور مجھے دشمن سے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں اپنے جسم کا رنگ مٹی کے رنگ میں بدل لیتا ہوں۔لیکن انسان نے ہمیں بدنام کر رکھا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کو برا ثابت کرنے کے لیے طعنہ دیتا ہے۔ یار یہ تو گرگٹ کی طرح۔۔۔۔۔طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے۔

سوچیے۔بولیے

1۔ ناراض ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ہم ناراض کب ہوتے ہیں؟
2۔ کن باتوں پر آپ کو یقین نہیں آتا/کوئی واقعہ بیان کریں جس پر آپ کو یقین نہ آیا ہو۔
3۔ آپ سحر زدہ کب ہو جاتے ہیں؟
4۔ مجبور و عاجز ہونے پر ہم کیا کرتے ہیں؟
5۔ دشمن سے حفاظت کے لیے آپ کیا کریں گے؟

SCERT TELANGANA

(II)

جانوروں کی بھیڑ سے ایک لومڑی شیر کے حضور میں آئی اور بعد سلام کے اس نے بھی انسان کے خلاف اپنا غصہ جتاتے ہوے شکایت کی۔ سرکار میں آپ کی سلطنت کی سب سے غریب کمزور اور ڈرپوک جانور۔ ''لومڑی'' ہوں۔ ہر وقت اپنی جان کا خطرہ محسوس کرتی ہوئی اِدھر اُدھر چھپتی پھرتی ہوں۔ اپنی دانش مندی اور چالاک مزاجی کی وجہ سے دشمن مجھ پر جلدی قابو نہیں پا۔۔۔ پاتا میری اس فطرت کو انسان نے بدنام کر رکھا ہے۔ وہ اپنی عورتوں کو قدرت نے ہمیں جو خوبیاں عطا کی ہیں ان کے طعنے دیتا ہے۔ یہ تو لومڑی کی طرح چالاک اور مکار ہے۔ جب کہ انسان خود اپنی فطرت سے مکار اور چالاک ہے اپنے ذاتی مفاد کے لیے اپنی ہی نسل کے ساتھ جس خوبی سے مکاری سے رہتا ہے اس کے آگے ہماری چالاکی و مکاری کچھ بھی نہیں اس لیے سرکار انسان کے خلاف سخت سے سخت قدم اٹھایا جائے۔۔۔۔۔۔!

جنگل کا بادشاہ انتہائی فکر مند انداز میں مجمع سے مخاطب ہوا...........اور کوئی.....؟

لومڑی نے اپنی جگہ کی طرف رخ کیا کہ ایک کتا اس کی جگہ پر آ گیا۔ اور اپنی دونوں ٹانگیں موڑ کر بڑے ادب سے سلام کرتے ہوے بولا......... حضور! انسان کے خلاف میری فہرست کچھ زیادہ ہی لمبی ہے اگر حضور اجازت دیں تو بیان کروں شیر اپنی بڑی بڑی مونچھ پر ہاتھ پھیرنے کے بعد بڑا سا منہ پھیلا کر ایک لمبی سی ڈکار لیتے ہوے بولا۔ اجازت ہے....... کتا اپنے لہجے میں درد پیدا کرتے ہوے بولا۔ حضور! انسان کے ساتھ ہمارا رشتہ بہت پرانا ہے۔ انسان کے ساتھ ہماری وفاداری اور جاں نثاری کا یہ عالم ہے کہ جب انسان اپنے مال و اسباب سے بے خبر رات کو آرام کی نیند سو رہا ہوتا ہے۔ ہم پوری رات جاگ کر اس کے جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ جب یہ انسان اپنا پیٹ بھر لیتا ہے۔ تب اپنا جھوٹا ہمارے آگے ڈال دیتا ہے۔ لیکن ہم کتے صبر و شکر کے ساتھ اسے ہی کھا کر تمام عمر انسان کے ساتھ وفادار رہتے ہیں۔ لیکن یہ اتنا خود غرض اور ناشکرا ہے کہ اتنی وفاداری کے باوجود یہ ہماری قدر کرنے کے بجاے ہماری قدرتی خوبیوں و مجبوری کا مذاق اڑاتا ہے۔ شیر جو کہ بڑے غور سے کتے کی بات سن رہا تھا بڑی دلچسپی کے ساتھ بیچ میں ٹوکتے ہوے بولا۔

کس طرح کا مذاق۔۔۔۔۔؟

کتا کچھ سہمے سے انداز میں بولا حضور! قدرت نے ہمارے جسم اور نسل کے حساب سے ہمیں دم بخشی ہے کسی کو چھوٹی کسی کو بڑی کسی کو سیدھی کسی کو ٹیڑھی لیکن انسان ہماری دم کو ہی ہماری بے عزتی کی نشانی سمجھتا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کو اسکی برائی کا احساس دلاتے ہوئے طعنہ دیتا ہے تو کتے کی دم کی طرح ہے جو کبھی سیدھی نہیں ہوتی۔ انسان اپنے چٹورپن سے کسی پارٹی، میرج پارٹی میں الٹا سیدھا کھا کر گلا خراب کر لیتے ہیں۔ پھر بڑی بدتمیزی کے ساتھ گھر و دفتر میں کھانستے پھرتے ہیں۔ لیکن انسان، انسان چٹورپن اور بداحتیاطی سے پرہیز کرنے کے بجاے مجھے ذلیل کرتا ہے کیا ہر وقت کتے کی طرح کھانستا رہتا ہے۔ ماں جب اپنے بچے کو سلاتے

S.C.E.R.T. TELANGANA

سلاتے تھک جاتی ہے اور وہ نہیں سوتا ہے ماں بھی ہماری وفاداری وجاں نثاری کی قدر نہ کرتے ہوے بچے کو ڈانٹ کر کہتی ہے اس کی نیند بھی کتے کی طرح ہے جو پلک جھپکتے ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔

سوچیے۔بولیے

1۔ کتے کو ایک وفادار جانور کہا جاتا ہے۔کیوں؟

2۔اپنی زندگی میں پیش آے اُن واقعات کو بتلایئے جس میں آپ نے وفاداری اور جانثاری سے کام لیا ہو؟

III

جنگل کا بادشاہ ایک دم بیچ میں دھاڑا ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر جانوروں کی محفل پر نظر ڈالتے ہوئے۔۔۔۔۔۔ اور کوئی۔۔۔۔؟

تبھی الو انتہائی خاموشی کے ساتھ آیا اور اپنے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی گول گول آنکھوں سے بادشاہ کے پُر رعب شخصیت کا جائزہ لیتے ہوئے سر جھکا کر بولا۔اے جانوروں کی جان ومال کی سلامتی دینے والے بادشاہ میرا سلام قبول فرمائیں۔میں آپ کی سلطنت کا ایک ادنیٰ پرندہ ہوں جسے لوگ الو کے نام سے پکارتے ہیں۔میں اپنے بادشاہ کے جاہ وجلال سے اتنا متاثر ہوں کہ دن کے اجالے میں آپ کے روشن چہرے کے چکاچوند کے آگے میری آنکھوں کی بینائی شرمندہ رہتی ہے اور میں چھپتا پھرتا ہوں۔رات کے اندھیرے میں جب بادشاہ سلامت آرام فرما رہے ہوتے ہیں تب میں اپنا پیٹ بھرنے نکلتا ہوں اپنے بادشاہ کے اس عزت و احترام کو یہ انسان طرح طرح سے بدنام کرتے ہوئے میرا مذاق اڑاتا ہے۔انسان رات بھر جاگ کر اپنی آوارگی اور بدچلنی کا مظاہرہ کرتا ہے۔اپنی ہی نسل کے شریف ومہذب لوگوں کی شوروغل سے نیند حرام کرتا ہے آوارہ اور بدچلنوں کی طرح گلی وکوچوں میں جھگڑے کرتا پھرتا ہے اور صبح اپنی بیوی بچوں کے لیے روزی روٹی کی تلاش میں نکلنے کے بجائے دن کا سورج سر چڑھ جانے کے باوجود پڑا سوتا رہتا ہے اوپر سے یہ انسان کمینہ پن دکھاتے ہوئے ہمیں برا سمجھتا ہے اور طعنہ دیتا ہے کہ رات بھر الو کی طرح جاگتا ہے اور دن بھر سوتا ہے۔حضور! یہ انسان کبھی اپنے گریباں میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتا کہ یہ خود برائیوں کا دیوتا ہے۔دنیا کی تمام برائیاں اسی کے دماغ کی پیداوار ہیں اپنے کمینے پن پر شرمندہ ہونے کے بجائے ہماری مثال بنا کر طعنے دیتا ہے کہ الووں کی جیسی باتیں کرتا ہے۔حضور کبھی آپ کے دربار میں کسی الو نے فریاد کی ہے جو یہ انسان خواہ مخواہ ہماری تہذیب وزبان کو برا کہتا ہے۔کہتے کہتے الو کی گول گول معصوم آنکھوں میں پانی بھر آیا۔

شیر چند لمحوں کے لیے فکر میں ڈوب گیا۔پھر الو کو جانے کا حکم دیتے ہوئے بولا۔جاؤ میں کچھ سوچتا ہوں۔الو آبدیدہ نظریں جھکاے اڑ کر اپنی جگہ پر آجاتا ہے۔کہ ایک کوا اڑتا ہوا آتا ہے اور شیر کے قدموں میں بیٹھ جاتا ہے۔شیر ہمدردی بھرے لہجے میں کوے سے اپنی شکایت بیان کرنے کو کہتا ہے۔تجھے انسان سے کیا شکایت ہے عرض کر۔کوا شیر کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوے ایک نظر ڈالتا ہے

پھر سہمے سہمے انداز میں بولنا شروع کرتا ہے۔سرکار اپنی جانور برادری کا میں سب سے بدصورت اور ڈرپوک پرندہ ہوں۔جس سے پرندہ برادری سے الگ تھلگ گھوڑوں' گندگیوں کے ڈھیروں پر ہی مشقت سے رزق تلاش کر کے پیٹ بھرتا ہوں۔ڈرپوک اتنا ہوں کہ ایک چھوٹا سا بچہ بھی میری طرف ہاتھ کا اشارہ کرتا ہے تو میں اپنے آگے کا کھانا چھوڑ کر بھاگ جاتا ہوں۔کیونکہ حضور جان سب کو پیاری ہوتی ہے۔سرکار میں الگ تھلگ ویران پیڑوں پر بسیرا لیتا ہوں۔اپنی بدصورتی اور احساس کمتری کی وجہ سے ہمارا کسی سے کچھ بھی لینا دینا نہیں۔پھر بھی انسان ہمیں بے وجہ بدنام کرتا ہے۔جب ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ دھوکا فریب اور مکاری کے فن سے اس کا مال ہڑپنا چاہتا ہے لیکن وہ اس کے جال میں نہیں پھنستا تو وہ اپنی حرکت پر شرم کرنے کے بجائے کھسیا کر ہمیں بیچ میں لے آتا ہے کہ یہ تو کوے کی طرح سیانہ ہے۔انسانی عورتیں جنہیں خدا نے اچھا خاصہ حسن بخشا ہے پھر بھی ناشکری کی انتہا یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو عورت برادری میں اور زیادہ خوبصورت لگنے کے لیے بیوٹی پارلر جاتی ہے۔اپنے بال نچواتی ہے۔کریم پاؤڈر کر کے اپنی قدرتی خوبصورتی کا خود ہی مذاق اڑواتی ہے۔انسانی عورت اپنی ہی ذات کی عورت کا مذاق اڑانے کے لیے ہم پر جھوٹا الزام لگاتی ہوئی طعنہ دیتی ہے کوا چلا ہنس کی چال۔۔۔سرکار ہمارا اور ہنس بھیا کا کیا مقابلہ۔خدا نے انکو اپنا رنگ و روپ دیا ہے اور مجھے اپنا ہم اسی میں مطمئن ہیں۔ہم نہ ان سے جلتے ہیں نہ ان کی چال چلتے ہیں اور نہ ہی ان کا جیسا لگنے کے لیے کسی بیوٹی پارلر کا سہارا لیتے ہیں۔پھر بھی یہ انسان ہمیں بدنام کرنے پر تلا ہوا ہے کبھی کہتا ہے یہ بالکل کوے کی طرح سیانا ہے کبھی کہتا ہے کوا چلا ہنس کی چال۔حضور ہمیں انصاف چاہیے۔انسان کی زبان پر لگام لگائیے۔ جو ہماری جان کے ساتھ ہماری عزت وآبروں کا بھی دشمن ہے۔۔۔ٹھیک ہے شیر انتہائی سنجیدگی سے کوے کو اپنی جگہ واپس جانے کا اشارہ کرتے ہوئے۔سوالیہ نظروں سے مجمع کی طرف دیکھتا ہے کوئی اور۔۔۔۔؟

سوچیے۔بولیے

1۔ جان و مال کی حفاظت کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟

2۔ اگر دوسروں کی نظر میں قدر و منزلت پانا چاہتے ہوں تو آپ کیا کریں گے؟

3۔ تعلیم حاصل کرنے کے بجائے محنت و مشقت کرنے والے بچوں کو دیکھ کر آپ کیسا محسوس کرتے ہیں۔ان کے لیے آپ کیا کرنا چاہیں گے؟

4۔ الوشیر کے دربار میں بڑے ادب سے گفتگو کرتا ہے اسی طرح آپ کس کس کے ساتھ ادب و احترام سے گفتگو کرتے ہیں؟

5۔ کچھ پرندے اور جانور ماحول کی آلودگی دور کرنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔کیسے؟

IV

جنگل کے بادشاہ کے چہرے پر چند لمحوں تک طرح طرح کے تاثرات ابھرتے رہے کہ وہ انسان کے خلاف کیا سزا تجویز کرے۔۔؟ بادشاہ جب کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا تو اس نے اپنے خاص وزیروں چیتے و تیندوے کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔سب

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

سے مشورہ کر کے یہ فیصلہ لیا جائے کہ اس انسانی شیطان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔جس نے ہماری جانور برادری کو بے وجہ بدنام کررکھا ہے۔ابھی چیتا وتیندوا اپنے بادشاہ کے حضور میں پہنچ بھی نہ پائے تھے کہ اچانک جنگل کے جانوروں میں غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ ایک ہلچل سی مچی پکڑو مارو۔انسان انسان کا شور سارے جنگل میں گونج اٹھا شاید کسی جانور کی نظر مجھ پر پڑ گئی تھی۔وہ سب کے سب میری طرف بڑھنے لگے میں خوف کا مارا جان بچانے کی غرض سے پیڑ پر چڑھ گیا۔کہ ایک دم جنگل کے بادشاہ کی دہاڑ گونجی۔رک جاؤ۔۔۔تمام جانور ایک مقناطیسی کشش کی طرح اپنی اپنی جگہ جم گئے۔۔۔شیر اپنی جانور جنتا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔کسی بھی جانور کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے نہ ہی کسی کو تشدد بھڑکانے اور قتل کرنے کی اجازت ہے۔اور نہ ہی کسی نہتے پر حملہ کرنا ہمارا دھرم ہے۔۔۔۔شیر ایک مذہبی پیشوا کی طرح انتہائی نرم وشیریں انداز میں اپنی قوم کو سمجھاتے ہوئے بولا۔ہمیں انسانوں کی ذہنیت نہیں اپنانی ہے اور نہ ہی اپنے مفاد کے لیے کسی بھی بے گناہ کا خون کرنا ہے۔یہ انسان بھی نہتا اور کمزور ہے۔اس کا قتل ہمارے لیے گناہ عظیم ہے۔پھر شیر کا حکم ہمارے کانوں میں گونجا۔ اے انسان! تو ہمارے سامنے پیش ہو۔تیری جان کی ہم نے امان دی۔۔۔مارے خوف کے میرا پورا جسم کانپ رہا تھا لیکن شیر کا حکم ماننا بھی میری جان کی خیر تھی۔میں تھر تھر کانپتا ہوا شیر کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

شیر نے اوپر سے نیچے تک میرا جائزہ لیا میرے پورے جسم سے ڈر کی وجہ سے پسینہ چھوٹ رہا تھا۔شیر ایک بار میری حالت دیکھ کر مسکرایا۔پھر انتہائی نرم لہجے میں بولا اے انسان! تو اپنی ذات کے لوگوں کے پاس جا اور میرا پیغام دے کہ وہ ہم جانوروں کا سہارا لے کر اپنے پیٹ کا سکھ نہ ڈھونڈے اور نہ ہماری ذات کے لوگوں کو بدنام کرنے کی کوشش کرے۔اگر تم لوگ انسان ہو کر انسانوں کی طرح نہیں جی سکتے تو ہماری طرح جانور ہو جاؤ۔ایک جانور دوسرے جانور کے لیے انسانوں کی طرح بے گناہوں کی ہلاکت کے لیے خودکش بم۔ ایٹم بم۔ و نیوکلیائی بم نہیں بناتا۔۔۔۔۔۔!

سوچیے۔بولیے

1۔ کسی کام کے بارے میں فیصلہ نہیں کر پا رہے ہیں کہ کیا کریں تب آپ کس سے مشورہ کریں گے اور کیوں؟

2۔ کوئی شخص قانون اپنے ہاتھ میں لیکر انتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو آپ کیا کریں گے؟

3۔ کسی سے گفتگو کرتے وقت ہمیں نرم وشیریں انداز میں گفتگو کرنا چاہیے۔کیوں؟

4۔ مقناطیسی کشش کسے کہتے ہیں۔آپ کس کام میں کشش محسوس کرتے ہیں؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کیجیے

I. سمجھنا۔اظہارخیال کرنا

G4K9Y6

(الف) اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

1۔ مصنف نے جانوروں کوانسانوں سے بہتر کیوں قرار دیا ہے؟

2۔ سب جانوروں میں کس کی شکایت آپ کو پسند آئی اور کیوں؟

(ب) پڑھیے سمجھ کر بولیے۔

1۔ ذیل کے ضرب الامثال/کہاوت اور محاوروں کو سبق میں تلاش کر کے ان کی نشاندہی کیجیے

1۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا
2۔ لومڑی کی طرح چالاک
3۔ کتے کی دم کبھی سیدھی نہیں ہوتی
4۔ کتے کی طرح کھانسنا
5۔ مونچھ پر ہاتھ پھیرنا
6۔ کوے کی طرح سیانہ
7۔ کوا چلا ہنس کی چال

(ج) ذیل کے جملے پڑھیے اور سبق کے پس منظر میں ان کی تشریح کیجیے۔

1۔ مجھے دشمن سے اپنی جان کو خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں اپنے جسم کا رنگ مٹی کے رنگ سے بدل لیتا ہوں۔

2۔ انسان کے ساتھ ہمارا رشتہ بہت پُرانا ہے۔

3۔ انسان زبان پر لگام لگالے۔

4۔ نہ ہی کسی نہتے پر حملہ کرنا ہمارا دھرم ہے۔

د۔ ذیل کے اقتباس کو پڑھیے اور دیے گئے سوالات کے جواب دیجیے۔

میں سمجھتا تھا کہ یہ باتیں اس سرکش جوتے کو خاموش کردیں گے مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا اور بولا ''یوں تو آپ کو اختیار ہے کہ اپنے نزدیک جسے چاہے معزز خیال کریں اور جسے چاہیں ذلیل کریں۔لیکن خدائی فیصلہ آپ کی تجویز اور مرضی سے نہیں ہوسکتا خدانے ہر چیز اور ہر شخص کو اپنے مقام پر ایک فضیلت اور خصوصیت عطا کی ہے مجھے آپ اپنے گھر میں ذلیل سمجھا کریں لیکن میں اپنی جگہ پر غور کرتا ہوں تو اپنے میں کوئی ذلت وحقارت کی بات نہیں پاتا۔میں جس سے بنا ہوں اسی سے آپ کا جسم بنا ہے۔یہی زندگی، یہی نرمی، یہی حسن، یہی خوبی جو آپ کی کھال میں ہے کبھی مجھ میں بھی تھی۔یہی غذائیں جو روز

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

آپ کا جزوبدن ہوا کرتی ہیں کبھی میرا جزو ہوا کرتی تھیں مرنے کے بعد میری حالت آپ سے اچھی ہی رہی میں تو گلنے سڑنے سے بچ کر آپ کے پاؤں کا لباس بن گیا۔ آپ کے مرنے کے بعد آپ کے جسم کے کسی حصے کو خلق اللہ کی خدمت کا کوئی موقع ملے اس کی کوئی اُمید نہیں۔

سوالات:

1۔ دنیا میں معزز کون کہلاتا ہے؟

2۔ جوتے نے کس طرح خود کو انسانوں سے افضل قرار دیا ہے؟

3۔ کیسی زندگی اور موت افضل تصور کی جائے گی؟

4۔ اس اقتباس کے لیے مناسب عنوان تجویز کریں؟

ھ۔ سبق پڑھ کر دیے گئے سوالات کے جواب دیجیے۔

1۔ ڈاکٹر شبیر صدیقی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2۔ جانوروں نے انسان کو دیکھ کر کس طرح کا ردِ عمل ظاہر کیا؟

3۔ سیاسی نیتا الیکشن سے قبل کیا روش اختیار کرتے ہیں؟

4۔ شیر کے دربار میں کن کن جانوروں نے اپنی شکایات بیان کیں؟

5۔ لومڑی کی کن خوبیوں کو انسان طعنہ کے طور پر استعمال کرتا ہے؟

II. اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالات کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

1۔ مصنف نے شیر کی زبانی انسانوں تک کیا پیغام پہنچایا ہے؟

2۔ ''ہمیں انسانوں کی ذہنیت نہیں اپنانی ہے اور نہ ہی اپنے مفاد کے لیے کسی بھی بے گناہ کا خون کر سکتا ہے'' اس پر اظہار خیال کیجیے

(ب) تخلیقی انداز میں لکھیے۔

1۔ اس افسانے کو ڈرامے کی شکل میں پیش کیجیے۔

2۔ ہر انسان میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں آپ اپنے دوست کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے اپنے چھوٹے بھائی کو خط لکھیے۔

3۔ جانوروں کی اہمیت اور تحفظ پر چند نعرے لکھیے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

III. زبان شناسی

لفظیات

☆ ذیل میں دیے گئے الفاظ ومحاوروں کو جملوں میں استعمال کریں۔

1۔ الو کی طرح باتیں کرنا
2۔ فکر میں ڈوب جانا
3۔ مذہبی پیشوا
4۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا
5۔ تُل جانا
6۔ پُر رعب شخصیت
7۔ طعنہ

قواعد

علم نحو

جس طرح حروف کے مجموعہ سے لفظ بنتا ہے اسی طرح لفظوں کے با معنی مجموعہ سے جملہ بنتا ہے۔

جملہ: الفاظ کے ایسے مسلسل مجموعہ کا نام ہے جس سے بات پورے طور پر سمجھ میں آجائے

الف۔ اس جملے پر غور کیجیے۔

☆ انور بیمار ہے۔

اس جملے کے دو جز ہیں۔

پہلا جُز = انور

دوسرا جز = بیمار ہے

ان دونوں جز کو جملے کے عناصر کہتے ہیں۔ ہر جملہ دو عناصر سے مکمل ہوتا ہے۔

جملے کے دو عناصر ہیں: 1۔ مبتدا 2۔ خبر

مبتدا: جملہ کا پہلا لفظ مبتدا کہلاتا ہے۔

خبر: مبتدا کے تعلق سے جو بات بتلائی جائے خبر کہلاتی ہے۔

انور : پہلا جز ہے جو مبتدا ہے......مبتدا ہمیشہ شروع میں ہوتا ہے۔

بیمار ہے : دوسرا جز ہے جو خبر ہے......خبر ہمیشہ مبتدا کے بعد آتا ہے۔

نوٹ: مبتدا ہمیشہ اسم یا ضمیر ہوگا جو فاعلی حالت میں ہوگا۔ جبکہ خبر اسم، صفت یا فعل ہوں گے۔

جیسے: وہ پڑھتا ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔23-2022

اس جملے میں ''وہ'' مبتدا ہے ضمیر ہے اور فاعلی حالت میں ہے۔

''پڑھتا ہے'' خبر ہے فعل ہے۔ خبری حالت میں ہے۔

ب۔ اس جملے پر غور کیجیے۔

☆ شہر حیدرآباد خوبصورت ہے۔

اس جملے میں حیدرآباد مبتدا ہے اس کی مزید وضاحت کے لیے ''شہر'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جو کہ ''توسیع'' ہے۔

جب مبتداء کی مزید وضاحت کے لیے کوئی لفظ آئے تو اسکو ''توسیع مبتدا'' کہتے ہیں۔

ج۔ اس جملے پر غور کیجیے۔

☆ احمد چار آم کھایا

اس جملے میں ''احمد'' مبتدا ہے جبکہ ''آم کھایا'' خبر ہے اور ''چار'' خبر کی توسیع ہے۔

خبر کی وضاحت کے لیے کوئی لفظ کا استعمال ہو تو اسے ''خبر کی توسیع'' کہتے ہیں۔

مشق ا۔ ان جملوں میں مبتداء اور مبتدا کی توسیع'' اور ''خبر'' اور ''خبر کی توسیع'' کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ حامد روزانہ اپنے دوستوں کے ساتھ اسکول جاتا ہے۔

2۔ میں اور میرے محلے والے اس پرانے کنویں سے پانی پیتے ہیں۔

3۔ شہر مکہ میں اونچے اونچے مکانات اور عالی شان مساجد ہیں۔

4۔ اسکولی طلبہ اپنے ہم جماعت کے ساتھ بیت بازی کر رہے ہیں۔

5۔ حیدرآباد کو محمد قلی قطب شاہ نے چار سو سال قبل بسایا تھا۔

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

1۔ 25 محاوروں کو جمع کیجیے ان کی وضاحت کیجیے اور کمرہ جماعت میں مظاہرہ کیجیے۔

2۔ کوئی 5 کہاوتوں کو جمع کیجیے اور ان کا پس منظر بیان کیجیے اور کمرہ جماعت میں مظاہرہ کیجیے۔

قول

قوانین قدرت سے سرتابی کرنے والے انتقام قدرت سے اپنے کو محفوظ نہ سمجھیں۔

(یحیٰ برمکی)

S.C.E.R.T. TELANGANA

13

خون کا رنگ

بیکل اُتساہی

I۔ پڑھیے سوچیے اور جواب دیجیے۔

خلوص دل میں لیے کارواں کے ساتھ چلو
مسافرو...... چلو عزمِ گراں کے ساتھ چلو

وطن کی لاج بنو قوم کی نکھار بنو
ہر ایک دل کے لیے حُسن اعتبار بنو

بھلادو فرقہ پرستی کی داستانوں کو
مٹادو بڑھ کے تعصب بھرے جہانوں کو

قسم وطن کی تمہیں، ایکتا کے گُن گاؤ
دلوں میں عظمتِ قوم و وطن کو چمکاؤ

قدم کے ساتھ اگر دل ملیں تو بات بنے
جہاں بھی چاہو وہیں منزلِ حیات بنے

ہو ایک دل، ذرا آواز بھی ملا کے چلو
چلوتو راہ حوادث میں مُسکرا کے چلو

سوالات:

1۔ ''خلوص دل میں لیے کارواں کے ساتھ چلو'' سے کیا مراد ہے؟

2۔ شاعر راہ حوادث میں مسکرا کر چلنے کو کیوں کہتا ہے؟

3۔ اس نظم کے ذریعے شاعر زمانے کو کیا پیغام دینا چاہتا ہے؟

P2T2M3

مقصد:

گیت ''خون کا رنگ''، بیکل اتساہی نے لکھا ہے۔ ہمارا ملک کثیر مذہبی و کثیر لسانی ہونے کے باوجود قومی یکجہتی کا ایک بہترین پیکر ہے۔ یہاں کی تہذیب اور تمدن لاثانی ہے۔ کثرت میں وحدت کے مصداق ہمارے ملک ہندوستان میں تمام لوگ سکھ چین، امن وشانتی کے ساتھ سب ایک دوسرے سے ملکر رہتے ہیں۔ لیکن چند طاقتیں ملک کا شیرازہ بکھیرنے اور بھائی چارگی اور ہم آہنگی کی فضاء کو مکدر کرنے کی کوشش کررہی ہیں۔ اسی تناظر میں گیت ''خون کا رنگ''، قومی یکجہتی کا پیغام دیتا ہے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

ماخذ

یہ گیت ''کلیاتِ بیکلؔ اُتساہی'' سے لیا گیا ہے

طلباء کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگائیے۔

2۔ سبق پڑھیے۔ جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان الفاظ کے نیچے خط کھینچیے۔

3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

صنف کی تعریف

گیت بنیادی طور پر غزل کی طرح ایک داخلی اور غنائی صنفِ سخن ہے۔ اس میں شخصی اور دلی جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ عام طور پر گیت کے موضوع عشق و محبت کے مضامین ہوتے ہیں۔ دورِ جدید نے اس کے موضوعات کو کافی وسعت دی ہے اور اس میں سیاسی، سماجی، معاشی و معاشرتی موضوعات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ گیت میں کئی بند ہوتے ہیں۔ ہر بند کے بعد گیت کا پہلا مصرع یا اس مصرعے کا ایک حصہ دہرایا جاتا ہے۔ اس کو ٹیپ کا مصرع کہا جاتا ہے۔ گیت میں عموماً چار یا پانچ بند ہوتے ہیں اور ان میں تسلسل کے ساتھ ایک ہی خیال یا جذبے کا اظہار ہوتا ہے۔ عموماً اس کی بنیاد ہندی بحروں یعنی چھندوں پر رکھی جاتی ہے۔

اردو میں گیت کی روایت بہت قدیم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا آغاز امیر خسرو سے ہوتا ہے قلی قطب شاہ، ملا وجہی اور ولی دکنی نے بھی گیت لکھے ہیں نظیر اکبر آبادی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ دورِ جدید کے اہم گیت نگاروں میں آرزو لکھنوی، حفیظ جالندھری، اختر شیرانی، میرا جی اور بیکل اُتساہی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

شاعر کا تعارف

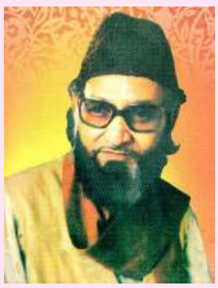

بیکلؔ اُتساہی کا اصل نام محمد شفیع لودی ہے۔ قلمی نام اور تخلص بیکلؔ اُتساہی سے مشہور ہیں۔ انکے والد کا نام خاں بہادر محمد حنیف خاں تھا۔ بیکلؔ کی پیدائش 1928ء کو موضع گورڈھول پور گونڈہ میں ہوئی۔ انٹرنس پاس ہونے کے بعد ادیب ماہر اور کامل منشی کی سند بھی لی۔ ہندی میں ڈگری لی۔

انھوں نے غزلیں بھی کہی ہیں اور نظمیں بھی۔ لیکن بنیادی طور پر یہ گیت کے شاعر مانے جاتے ہیں۔ خوش گلوئی ان کا خاص وصف ہے۔ اس لیے مشاعروں میں بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ان کے شعری مجموعوں میں نغمہ و ترنم، نشاطِ زندگی، سرورِ جاوداں، پروائیاں، کومل مکھڑے بیکل گیت، غزل سانوری، وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ انہیں حکومتِ ہند نے ''پدم شری'' کے اعزاز سے نوازا۔ ان کا انتقال 3/ڈسمبر 2016 کو ہوا۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

دنیاے اردو کے شعری منظرنامے پرابھرنے والے متعدد عہد ساز شعراء اپنے کلام اور حسن تخلیق کے حوالے سے اردو کی عظیم گنگا جمنی تہذیب کا سرمایہ افتخار ہیں جنہوں نے اردو کے چمنستان کو رنگا رنگ و لالہ زار بنادیا ہے۔ایسے ہی باکمال شعراء میں جناب بیکل اتساہی بھی ہیں۔بیکؔل اتساہی نے اس گیت میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اس دنیا میں جہاں محبت' الفت' رواداری اور اخوت ہونا چاہیے وہاں قتل وخون' غارت گیری کا بازار گرم ہے اور لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے ہیں۔آیئے اس گیت کے ذریعے بیکل اتساہی نے ان واقعات کو کیسے دل سوز انداز میں پیش کیا ہے واقف ہوں گے۔

I

کیوں چلی، کیسے چلی اُلٹی زمانے کی ہوا   کیا لہو ایک نہیں؟
ایک بھائی نے کسی بھائی کا گھر لوٹ لیا
قتل ممتا کو کیا ' نورِ نظر لوٹ لیا
چھین لی کانپتے ہونٹوں سے جوانی کی دُعا   کیا لہو ایک نہیں؟
آدمیت کو نمائش میں سجا رکھا ہے
دھرم کو جیسے کتابوں میں چھپا رکھا ہے
جیسے احساس محبت ہے قیامت کی بلا   کیا لہو ایک نہیں؟
عظمتِ امن کا پیغام چلے تھے لے کر
بادۂ صبر کا بھی جام چلے تھے لے کر
شیشۂ ضبط تو نازک تھا مگر ٹوٹ گیا   کیا لہو ایک نہیں؟

سوچیے۔بولیے

1۔ نظم کے ان تین بند سے آپ نے کیا سمجھا؟
2۔ امن کا پیغام دینے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
3۔ اردو زبان کے ذریعہ آپ قومی یکجہتی کو کیسے فروغ دے سکتے ہیں؟
4۔ کوئی بھی مذہب تشدد کو فروغ نہیں دیتا۔کیسے؟ سمجھایئے۔
5۔ ہمارا مذہب امن اور بھائی چارگی سے متعلق کیا پیغام دیتا ہے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

II

ساتھ دیوانے چلے ایک ہی منزل کے لیے
ایک کشتی تھی رواں ایک ہی ساحل کے لیے
مقصدِ زیست مگر جا کے کہیں ڈوب گیا — کیا لہو ایک نہیں؟

اپنے ہی خون کی برکھا میں نہائے ہے سماج
کوئی پوچھے تو دہکتے ہوئے شعلوں کا مزاج
آگ یہ کس نے لگائی یہ مکاں کس کا جلا — کیا لہو ایک نہیں؟

اپنی لغزش پہ ندامت کا سہارا دے دے
آج پھر امن و محبت کا کنارا دے دے
کیا ہوا کیسے ہوا یار مرے بھول بھی جا — کیا لہو ایک نہیں؟

سوچیے ۔ بولیے

1۔ ایک ہی منزل کے لیے ساتھ چلنے کا مطلب کیا ہے؟
2۔ امن و امان کے اعتبار سے موجودہ سماج کی صورت حال کیا ہے؟
3۔ کیا آپ اپنی لغزشوں پر نادم ہوتے ہیں؟ کیوں اور کیسے؟
4۔ آخری بند میں شاعر کیا پیغام دینا چاہتا ہے؟
5۔ ''کیا لہو ایک نہیں'' سے کیا مراد ہے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

خلاصہ

بیکل اتساہی جدید لب ولہجہ کے شاعر ہیں وہ اس نظم میں ہمارے ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہماری تہذیب محبت، اخوت اور ہمدردی کی رہی ہے۔ زمانہ قدیم سے یہاں مختلف مذاہب، مختلف رنگ ونسل کے لوگ باہم مل جل کر رہتے آئے ہیں۔ لیکن آج زمانہ کی ہوا کیوں اور کیسے الٹ گئی۔ کیا ہمارا لہو ایک نہیں؟ اب زمانہ کی ہوا کچھ ایسی بدل گئی ہے کہ بھائی بھائی ایک دوسرے کے گھر لوٹ رہے ہیں۔ قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے۔ ہر قتل ہونے والا کسی کا نور نظر ہے۔ ممتا کا قتل کیا جارہا ہے۔ نوجوان جو اپنے والدین کا سہارا ہوتے ہیں۔ جو والدین کی طویل زندگی کے لیے دعا گو رہتے ہیں۔ ان کانپتے ہونٹوں سے جوانی کی دعاؤں کو چھین لیا جارہا ہے۔ ایسا کیوں ہورہا ہے؟ کیا ہمارا لہو ایک نہیں؟ حالات کچھ اسی طرح بدل گئے ہیں کہ انسانیت کو سب لوگ بھول گئے ہیں۔ آدمیت اب ایک نمائشی چیز بن کر رہ گئی ہے۔ مذہب بھی آج کے اس دور میں صرف کتابوں کی زینت بن کر رہ گیا ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ہر مذہب محبت، امن، آشتی اور اخوت کا درس دیتا ہے، لیکن آج احساس محبت بھی قیامت کی بلا بن کر رہ گیا ہے۔

ہماری تہذیب تو یہ ہے کہ ہم ساری دنیا کے لیے امن کا پیغام لے کر چلے تھے۔ ہم نے ساری دنیا کو بادۂ صبر کا جام پلایا تھا۔ لیکن ایسا کیا ہوگیا کہ ہمارا ہی پیمانہ ضبط ٹوٹ گیا کیا ہمارا خون ایک نہیں؟

ہماری تہذیب تو ایسی تھی کہ ہم ایک ہی منزل کو پانے کے لیے سب مل جل کر ایک ہی کشتی میں سوار ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب ہماری زندگی کا وہ مشترکہ مقصد کہیں ڈوب گیا ہے۔ کیا ہمارا خون ایک نہیں؟

آج حالات نے کچھ ایسا رخ بدلا ہے کہ ہم اپنے ہی خون میں نہائے ہوئے ہیں۔ اپنی ہی لگائی ہوئی آگ میں جل رہے ہیں۔ آخر کسی کو تو معلوم ہوگا کہ یہ آگ کس نے لگائی اور کس کے مکان جل رہے ہیں۔ کیا ہمارا لہو ایک نہیں؟

آخر میں شاعر امن وآشتی کا درس دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی غلطی پر نادم ہوکر پھر ایک مرتبہ ہمیں امن ومحبت کا پرچم بلند کرنا ہے۔ یہ سب کیا ہوا اور کیسے ہوا بھول کر ایک نئے روشن مستقبل کی طرف قدم بڑھانا ہے۔ کیونکہ ہم سب کے خون کا رنگ ایک ہی ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

یہ کیجیے

S1Y9T2

I. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

(الف) ذیل کے سوالوں کے جواب دیجیے۔

1۔ گیت پڑھیے اور اشعار کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

2۔ شاعر اس نظم میں قومی یکجہتی کے لیے کونسی چیزوں کو ضروری قرار دیا ہے؟

3۔ ہم سب کی زندگی کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟

4۔ ہمارا درخشاں مستقبل کس میں بات مضمر ہے؟

(ب) حسب ذیل جملوں کا تعلق گیت کے کن اشعار سے ہے نشاندہی کیجیے اور لکھیے۔

1۔ انسان کو اپنی غلطیوں پر شرمسار ہو کر معافی مانگ لینا چاہیے۔

2۔ ہم سب کو مل کر ایک ہی مقصد کے لیے کام کرنا چاہیے۔

3۔ انسانیت کا اظہار صرف ظاہری طور پر عیاں ہے جب کہ باطن کچھ اور ہے۔

II. اظہار مافی الضمیر۔تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے جواب 4 یا 5 جملوں میں لکھیے۔

1۔ ''آدمیت کو نمائش میں سجانا'' کا آپ کیا مطلب سمجھتے ہیں؟

2۔ شاعر کونسی باتوں کو بھلا کر آگے بڑھنے کی ترغیب دیتا ہے؟

3۔ شاعر صبر کی تلقین کیسے کرتا ہے؟

(ب) ذیل کے سوالات کے جواب 10 یا 12 جملوں میں لکھیے۔

1۔ شاعر نے گیت میں قومی یکجہتی کے لیے جن امور کا احاطہ کیا ہے اس کو مدنظر رکھ کر ایک 12 سطری مضمون لکھیے۔

2۔ ''ہمارا ملک گنگا جمنی تہذیب کا گہوارہ ہے'' کیوں اور کیسے۔ 10 سطروں میں لکھیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

(ب) تخلیقی طور پر لکھیے۔

1۔ ملک کی موجودہ صورتحال کا اظہار خود ملک آپ سے کرنا چاہتا ہے۔آپ کے اور ملک کے درمیان ہونے والی گفتگو کو مکالموں کی شکل میں لکھیے۔

2۔ یوم آزادی تقریب میں قومی یکجہتی پر آپ کو تقریر کرنا ہے اس کے لیے ایک تقریر تیار کیجیے۔

(ج) توصیفی طور پر لکھیے۔

1۔ قومی یکجہتی کو فروغ دینے کے لیے جن اشخاص نے کوششیں کی ہیں ان کو سراہتے ہوئے ایک مضمون لکھیے۔

یا

2۔ ایک شخص قومی یکجہتی کو فروغ دینے کے لیے مختلف طریقوں سے عوام میں شعور بیدار کر رہا ہے اس کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے چند جملے لکھ کر اخبار میں اشاعت کے لیے روانہ کیجیے اور اسے کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیے۔

III. زبان شناسی

لفظیات

(الف) ذیل کے جملوں میں ہم معنی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ان کی نشاندہی کیجیے اور قوس میں لکھیے۔

1۔ زاہد ایک با اخلاق لڑکا ہے اسکی آدمیت کا یہ حال ہے کہ وہ کبھی کسی کا دل نہیں دُکھاتا (________ ، ________)

2۔ ہمارے ملک میں مختلف رسم ورواج پائے جاتے ہیں۔لیکن تمام لوگ ایک دوسرے کے دھرم کی عزت کرتے ہیں۔ (________ ، ________)

3۔ ساری بڑائی اللہ کی ہے اور سب اس کی عظمت کے قائل ہیں۔ (________ ، ________)

4۔ گاؤں میں چین وسکون کی زندگی ہوتی ہے اور وہاں سب لوگ امن کے ساتھ رہتے ہیں۔ (________ ، ________)

5۔ واجد نے غلطی پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسے ندامت کا احساس دیر سے ہوا۔ (________ ، ________)

(ب) درج ذیل الفاظ کے معنی لغت میں تلاش کر کے انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

1۔ ممتا 2۔ نورنظر 3۔ بادۂ صبر 4۔ برکھا 5۔ لغزش

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

(ج) درج ذیل الفاظ کے اضداد لکھیے اور ایسے جملے بنائیے جس میں الفاظ اور ان کے اضداد دونوں موجود ہوں۔

مثال: چھپانا × ظاہر کرنا

کسی کے عیب کو چھپانا اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کرنا اچھی بات ہے۔

1۔ زیست :

2۔ ڈوبنا :

3۔ امن :

4۔ جوانی :

5۔ محبت :

قواعد

علم اعداد/تاریخ گوئی

آپ نے دیکھا ہوگا کہ عموماً خط یا کسی عبارت کے آغاز سے پہلے 786 لکھا جاتا ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیوں لکھا جاتا ہے؟ دراصل یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد ہیں۔

عربی میں حروف تہجی کی قیمت کو ہندسوں میں مقرر کر دیا گیا ہے اس کو علم الاعداد یا علم جمل کہتے ہیں۔

جس میں حروف کی ترتیب اس طرح مقرر کی گئی ہے۔

اَبْجَدُ ہَوَّزُ حُطِّیُ کَلِمَنُ سَعْفَصُ قَرَشَتُ ثَخَّذُ ضَظَّغُ

حروف کی قیمت اس طرح مقرر کی گئی ہیں۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

ان ہندسوں کو حروف کی مناسبت سے جوڑ کر تاریخ پیدائش، تاریخ وفات اور تاریخ نکاح کے علاوہ موقع کے لحاظ سے مختلف تواریخ کو ہندسوں کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے

مطلوبہ تاریخ ایک لفظ یا ایک فقرہ یا پھر ایک مصرعے کے ذریعے نکالی جاتی ہے جسے شاعری کی اصطلاح میں ''تاریخ گوئی'' کہتے ہیں۔

مثلاً: مولانا ابوالکلام آزاد کا تاریخی نام ''فیروز بخت'' ہے۔

جس کے اعداد کا مجموعہ ۱۳۰۵ھ ہے جو ان کی (سنہ ہجری کے لحاظ سے) سال پیدائش ہے۔

ف ی ر و ز ب خ ت 1305ھ

400 + 600 + 2 + 7 + 6 + 200 + 10 + 80

S.C.E.R.T. TELANGANA

علامہ اقبال کی تاریخ وفات اس فقرے سے نکلتی ہے۔

شمع شاعری خاموش

۱۹۳۸ء

ش م ع ش ا ع ر ی خ ا م و ش

300+40+70+300+1+70+200+10+600+1+40+6+300=1938ء

شاہ جہاں نے اپنی چہیتی بیگم ارجمند بانو نور جہاں کی قبر پر جو تختی لگائی ہے اس پر لکھا ہے

غم
1040

1040 نور جہاں کی تاریخ وفات ہے.

نوٹ: اردو کے یہ حروف

پ ٹ چ ڈ ڑ ژ گ

عربی میں نہیں پائے جاتے ہیں اس لیے انکے اعداد عربی کے قریب ترین حروف سے مقرر کیے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں

پ	ٹ	چ	ڈ	ڑ	ژ	گ
2	400	3	4	200	7	20

مشق:1

1۔ اپنے اپنے نام لکھ کر حروف کے لحاظ سے اعداد نکال کر جمع کیجیے۔

2۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد کو جمع کیجیے اور دیکھیے کہ اعداد کا مجموعہ 786 ہوتا ہے یا نہیں۔

3۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ 786 کے نیچے 92 لکھا ہوتا ہے یہ محمدؐ کے اعداد کا مجموعہ ہے آپ بھی اس کی مشق کیجیے۔

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

1۔ قومی یکجہتی سے متعلق دیگر شعراء کی لکھی ہوئی نظمیں یا گیت اکٹھا کیجیے اور اس کا البم تیار کیجیے۔

2۔ قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے کوئی دو اشخاص کی تصویریں جمع کر کے ان سے متعلق چند جملے لکھ کر کمرہ جماعت میں آویزاں کیجیے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

گوپی چند نارنگ سے انٹرویو

14

ماخوذ

I۔ پڑھیے سوچیے اور جواب دیجیے

کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں
دل پر درد سے کچھ کام لوں گا
اگر فرصت ملی مجھ کو جہاں میں
بہت جی خوش ہوا حالؔی سے مل کر
ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

سوالات

1۔ اپنی زبان میں کہنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟
2۔ درد بھرے دل کا کیا کام ہوتا ہے؟
3۔ حالؔی سے مل کر جی کیوں خوش ہوا ہے؟
4۔ لوگوں سے ملاقات کو کون کون سے عنوانات دیے جا سکتے ہیں؟

مرکزی خیال

اس سبق کا مقصد طلباء کو نثر کی ایک صنف سے تعارف کرانا ہے اس سے طلباء کو انٹرویو کے فن کے بارے میں ابتدائی معلومات حاصل ہوں گے۔ گوپی چند نارنگ اردو ادب کی ایک مشہور شخصیت ہیں۔ ان کے انٹرویو سے اردو زبان سے ان کے تعلق و محبت کا رنگ جھلکتا ہے۔ اس سے طلباء کو معلوم ہوتا ہے کہ زبان کو کسی مذہب یا علاقے میں محدود نہیں کیا جا سکتا۔ زبان اسی کی ہوتی ہے جو اس سے محبت کرتا ہے اور اسے اپناتا ہے۔

ماخذ

یہ انٹرویو ''انشاء'' کے گوپی چند نارنگ نمبر سے ماخوذ ہے۔

طلبا کے لیے ہدایات

1۔ سبق کا ابتدائیہ پڑھیے اور سبق کے موضوع کا اندازہ لگایے۔
2۔ سبق پڑھیے۔ جن الفاظ کے معنی آپ نہ جانتے ہوں ان الفاظ کے نیچے خط کھینچیے۔
3۔ ان الفاظ کے معنی کتاب کی فرہنگ یا لغت دیکھ کر معلوم کیجیے۔

L2V7B6

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

ابتدائیہ

زبان تہذیب کی کلید ہے۔ زبان نہیں ہے تو آپ کا چہرہ نہیں ہے اور چہرہ نہیں ہے تو تہذیب نہیں ہے۔ اگر تہذیب نہیں ہے تو آپ صرف کھانے کمانے جینے اور مرجانے کے لیے جیتے ہیں۔ جس تہذیب سے میرا تعلق ہے اس میں اس طرح کا جینا نہ جینے کے برابر ہے۔ زبان تہذیب کا چہرہ تو ہے ہی، انسانیت، اقدار، اعتقاد اور مذہب کا چہرہ بھی ہے۔ زبان ہے تو تاریخ کا شعور ہے۔ زبان ہے تو نیک و بد کا شعور ہے، ہماری زندگی سے زبان کا تعلق کس قدر اٹوٹ ہے۔ اس کے بارے میں جاننے کے لیے آیئے اس سبق کا مطالعہ کرتے ہیں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

I

سوال: اردو زبان و ادب سے آپ کے بزرگوں کا تعلق کس نوعیت کا تھا؟

جواب: میری والدہ اور دادی کی زبان سرائیکی تھی۔ والد صاحب سرائیکی بھی بولتے تھے اور بلوچی و پشتو بھی۔ دفتری انتظامیہ تو انگریزی میں تھا۔ لیکن والد صاحب فارسی اور سنسکرت بھی جانتے تھے اور اردو بھی بولتے تھے۔ اردو اور فارسی کے اشعار سب سے پہلے میں نے ان کی زبان سے سنے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں والد صاحب اصل سنسکرت سے پڑھ کر سناتے تھے۔ سوامی رام تیرتھ کی غزلیات اور بہت سے اُردو شعراء کا کلام انہیں ازبر تھا۔

سوال: کس جذبہ کے تحت آپ اردو زبان سے اپنا تعلق برقرار رکھ سکے؟

جواب: اگر کوئی جذبہ آپ کے ذہن و شعور کا حصہ ہو اور آپ کی لگن کھری اور سچی ہو تو آزمائش ایسے ہی حالات میں ہوتی ہے۔ انٹرمیڈیٹ، میں نے اجمیر بورڈ سے کیا۔ بی۔اے پنجاب یونیورسٹی سے، پھر 1952ء میں جب میں لیبر انسپکٹر کے طور پر کام کر رہا تھا، میں نے دہلی کالج میں ایم۔اے (اردو) میں داخلہ لے لیا۔ ایم۔اے کی کلاس میں دہلی یونیورسٹی میں اکیلا طالب علم تھا۔ 1954ء میں ایم۔اے فرسٹ کلاس کرنے کے بعد میں نے پی۔ایچ۔ڈی میں داخلہ لے لیا۔ وظیفہ بھی مل گیا اور یوں بتدریج اردو سے رشتہ مضبوط ہوتا گیا۔

سوال: بقول آپ کے، آپ کی تربیت میں زبان اور لفظ و معنی کے اثرات بڑی اہمیت رکھتے ہیں، کیا آپ اپنی تربیت کی تفصیل اس خیال کے آئینے میں بیان کرنا پسند کریں گے؟

جواب: زبان ولفظ و معنی میرے لیے اس لیے بھی اہمیت رکھتے ہیں کہ میں اردو کا اہل زبان نہیں تھا۔اسی احساس کی دین ہے کہ اردو زبان کے رموز و نکات میری سوچ کا حصہ رہے ہیں اور زبان پر قدرت حاصل کرنے میں اگر چہ مجھے ریاضت تو کرنی پڑی لیکن زیادہ وقت نہیں لگا۔ میری طبیعت میں ایک مضمر جمالیاتی حس ہے جو کارکردرہتی ہے اور بہت سے فیصلے اپنے آپ کرتی ہے۔ اردو کا جادو مجھ پر شروع سے چلنے لگا تھا جو شاید اسی جمالیاتی داخلی حس کی وجہ سے تھا۔ اردو کے بھید بھرے سنگیت کو سمجھنے کی کوشش کرنا بھی شاید اسی اندرونی تجسس کا حصہ رہا ہوگا۔ بہر حال، اس تجسس اور اضطراب سے میں نے بہت کچھ پایا جس کو میں اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔ میری فکری بساط جیسی بھی ہے اس کی بدولت بلاخوف تردد آج بھی معروضی طور پر ثابت کرسکتا ہوں کہ برصغیر کی زبانیں سب اہم ہوں گی کوئی کسی سے ہیٹی نہیں لیکن اردو ہندوستان کی زبانوں کا تاج محل ہے

سوال: پروفیسر صاحب! اردو زبان سے عدم دلچسپی کے ہندی معاشرے میں ایک ہندو گھرانے کا اس اجنبی زبان و ادب کو اوڑھنا بچھونا بنانے پر کس طرح کے ردّعمل کا سامنا رہا ہوگا؟

جواب: جب میں ہندوستان آیا، میرے والد صاحب جو بلوچستان میں افسرخزانہ تھے۔انہوں نے اپنے احباب کے اصرار پر پاکستان ریونیوسروس کا انتخاب کرلیا تھا، میں دسویں کی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی بھیجا گیا۔ والد صاحب 9 برس کے بعد 1956ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد ہندوستان آئے، اگر چہ وہ چاہتے تھے کہ اعلیٰ تعلیمی ریکارڈ کی وجہ سے میں سائنس پڑھوں لیکن انہوں نے کبھی اصرار نہیں کیا۔ انہوں نے میرے معاملات میں مجھ کو آزادی برتنے دی۔ اور وہ خود لکھتے پڑھتے تھے۔ خط و کتابت بھی اردو میں کرتے تھے۔ اس زمانے میں ہندو گھرانوں میں اردو سے مغائرت نہیں تھی۔ آج بھی ہندوستان میں ہزاروں لاکھوں ایسے ہندو ہیں جو اردو سے محبت کرتے ہیں۔

سوال: کیا یہ تاثر درست ہے کہ علم و ہنر جس قدر وسعت اختیار کرتا ہے، جذبات و احساسات اسی قدر سمٹتے جاتے ہیں یعنی انسان اس صورت میں زیادہ Straight forward ہوجاتا ہے!۔

جواب: علم و ہنر جس قدر وسعت اختیار کرتا ہے، ضروری نہیں، جذبات و احساسات اسی قدر سمٹتے جائیں البتہ تسکین اور اظہار کے ذرائع اور طور طریقے بدل سکتے ہیں۔

سوال: آپ ذوق شوق سے لکھی ہوئی تقریر ڈائس پر آکر پڑھنے کے بجائے فی البدیہہ تقریر بہت عمدہ کرتے ہیں۔ اس کی خاص وجہ کیا ہے؟

جواب: اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ فضل ربی ہے کہ قدرت کی طرف سے مجھے یہ ملکہ حاصل ہوا ہے کہ میں بولتے وقت سوچ

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

بھی سکتا ہوں۔ گویا زبان و ذہن دونوں کے بیک وقت کام کرنے سے مجھے کوئی الجھن نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ لکھی ہوئی تقریر پڑھنے سے سوچنے کی آزادی سلب ہو جاتی ہے۔ زبان فعال رہتی ہے، ذہن اتنا کارگر نہیں رہتا اور سامعین سے تو وہ رشتہ ہرگز نہیں بنتا جو 'از دل خیز و بر دل ریز' کی کیفیت پیدا کر دے۔ بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ عملی، تنقیدی و تحقیقی سفر میں دس بارہ ہزار صفحات سے زیادہ میں نے لکھا ہوگا، میرا لکھنا پڑھنا سوچنا (برا بھلا جیسا بھی ہو) بولتے ہوئے میرے ذہن میں مستحضر رہتا ہے۔ تقریر تو کیا، بس میں سامعین سے ہم کلام ہونے اور دلوں تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔

سوچیے۔ بولیے

1۔ گوپی چند نارنگ کو اردو زبان میں مہارت حاصل کرنے کے لیے دشواری کیوں نہیں ہوئی؟

2۔ لکھی ہوئی تقریر پڑھنے سے سوچنے کی آزادی کیوں کر سلب ہو جاتی ہے؟

3۔ انسان کا جذبہ اور لگن کھری ہو تو کیا فائدہ ہوتا ہے؟

سوال: آپ کے مطابق بول چال کی زبان میں شاعری نہیں ہو سکتی جبکہ شاعری کی زبان میں بول چال ہو سکتی ہے۔ کیا آج کی شاعری بول چال کی سطح سے اوپر کی شاعری ہے؟۔

جواب: شاعر شاعر میں فرق ہوتا ہے۔ میں نے یہ بات میرؔ کی زبان کے پس منظر میں عرض کی تھی جن کو ہر چند کہ گفتگو عوام سے تھی لیکن شعر ان کے خواص پسند بھی ہیں۔ اعلیٰ شاعری میں سادہ نظر آنے والی زبان دراصل سادہ نہیں ہوتی۔ اس میں معنی تہہ در تہہ ہوتے ہیں۔ اس کو نبھانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ لیکن شاعری تخلیق کا حق اسی وقت ادا کر سکتی ہے جب عام زبان زندہ رہنے والی زبان بن جائے۔ یعنی بول چال کی زبان میں معنی آفرینی اور حسن کاری کا وہ منظر شامل ہو جائے جس کا جادو دلوں پر چل سکے۔ آج کی شاعری میں اچھی یا بری طرح کی شاعری ہے۔ اچھی کم بری زیادہ۔ جہاں جہاں معنی آفرینی ہے وہاں زندہ رہنے کا امکان ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

سوال: آپ کی رائے ہے کہ نوجوان تخلیق کاروں کو عالمی ادب کے کلاسیک کے ساتھ ہندی، بنگالی، مراٹھی، گجراتی اور ملیالم وغیرہ کے تراجم کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے۔ یہ تراجم دستیاب کہاں سے ہوں گے؟

جواب: ہندی، بنگالی، مراٹھی، گجراتی اور ملیالم وغیرہ کے شاہکاروں کے تراجم ساہتیہ اکاڈمی سے بھی شائع ہوئے ہیں اور نیشنل بک ٹرسٹ سے بھی۔ یہ کتابیں کم داموں کی ہیں اور آسانی سے دستیاب ہیں۔

سوال: کیا آپ بھی اردو کو مسلمانوں سے منسوب کرتے ہیں؟

جواب: زبان کا مذہب نہیں ہوتا، زبان کا سماج ہوتا ہے۔ جو لوگ زبانوں کو ایک مذہب تک محدود کرتے ہیں وہ زبان کے ساتھ بے انصافی کرتے ہیں۔ زبان ایک جمہوری سماجی عمل ہے۔ جو جس زبان کو بولتا ہے زبان اس کی ہو جاتی ہے۔ زبان ہر اجارہ داری کے خلاف ہوتی ہے۔ اردو زبان کا تعلق نہ تو سامی خاندان سے ہے اور نہ ایرانی خاندان سے، اردو کا تعلق ہند آریائی خاندان سے ہے۔ اس کی بنیاد ایک پراکرت یعنی کھڑی بولی پر ہے۔ البتہ اس کی لفظیات کا امتیازی حصہ عربی فارسی سے آیا ہے تاہم اردو کے 70 فیصد الفاظ بقول مولفِ فرہنگ آصفیہ ہندی کے ہیں۔ اردو کو کئی صدیوں تک ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل جل کر سجایا سنوارا ہے۔ اس کا رسم الخط عربی فارسی سے ماخوذ ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اس میں اسلامی عناصر کا رنگ چوکھا ہے۔ لیکن اس بات سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اردو ایک مخلوط زبان ہے۔ دنیا کی بڑی زبانیں خود کو کسی ایک مذہب پر بند نہیں کرتیں۔ اگر کوئی اردو زبان کو مسلمانوں تک محدود کرنا چاہے تو یہ اس کی آزادی ہے۔ لیکن یہ کوتاہ اندیشی بھی ہے جس سے زبان کا نقصان ہوتا ہے۔ کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ گجراتی یا ملیالم یا کنٹر یا مراٹھی کا مذہب کیا ہے۔ تو اردو ہی پر یہ کرم کیوں۔؟ آسمان، خوشبو اور ہوا کی طرح زبان بھی سب کے لیے ہوتی ہے۔

سوال: عالمی ادب پر گہری نظر کی روشنی میں فرمائیے کہ کس زبان کے ادب نے آپ کو زیادہ متاثر کیا یا آپ کے خیال میں کس خطہ کا ادب زیادہ تہذیب یافتہ اور بامعنی ہے؟

جواب: باوجود اس کے کہ میں نے بہت سی زبانوں کے بہت سے شاہکار پڑھے ہیں لیکن جو جمالیاتی حظ و لطف اپنے ادب میں ملتا ہے وہ کسی دوسرے ادب سے حاصل نہیں ہوتا۔ اپنی زبان میں سب سے زیادہ جمالیاتی حظ میر تقی میرؔ اور غالبؔ سے پاتا ہوں۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

سوچیے۔ بولیے

1۔ یہ کیوں کہا گیا ہے کہ آسمان، خوشبو اور ہوا کی طرح زبان بھی سب کے لیے ہوتی ہے؟

2۔ زبان کا تعلق مذہب سے نہیں ہے! کیوں؟

3۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اردو کی جڑیں ہماری ملی جلی تہذیب میں دور دور تک پیوست ہیں؟

سوال: آپ کے بعد آپ کے گھر پریوار میں اردو کا مستقبل کیا ہے؟

جواب: مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ میری بیوی اور دونوں لڑکے ارون اور ترون اردو پڑھ سکتے ہیں۔ اب ایک کینڈا میں ہے دوسرا نیویارک میں۔ ان کی اولادوں در اولادوں کی زبانیں مستقبل میں کیا ہوں گی میں نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اردو ایسی زبان ہے کہ اس کے دیوانے کہیں نہ کہیں پیدا ہوتے رہیں گے۔

سوال: دہلی میں اردو کو دوسری سرکاری زبان قرار دیئے جانے پر آپ کے احساسات کیا ہیں اور اس سے زبان کی ترقی کے امکانات کس قدر ہیں؟

جواب: کچھ فائدہ تو ہوگا ہی۔ اردو دہلی سے کبھی غائب نہیں ہوئی۔ دہلی قدیم کے ایک بڑے حصے میں اردو برابر بولی جاتی رہی۔ اردو کو 'دوسری زبان' کہنا مجھ کو اچھا نہیں لگتا۔ جو کل بیگم تھی وہ آج باندی ہوگئی۔ ہر چند کہ دلی سرکار کی مہربانی ہے کہ اس نے یہ قدم اٹھایا 'لیکن 'ہائے اس کا زود پشیماں ہونا'۔ خدا کرے کہ دہلی کے اسکولوں میں اردو پوری طرح رائج ہوجائے۔ یہ کام ہوگیا تو باقی دروازے اردو زبان اپنے آپ کھول لے گی۔

سوال: ایک خیال یہ ہے کہ ہندوستان میں اردو کی مسلمانوں سے منسوبی اس زبان کے مستقبل کے لیے مضر رساں ہے۔ آپ اس زبان سے وابستہ افراد کو کس طرح کے مشورے دینا پسند کریں گے؟

جواب: میں مشورے دینے کو اچھی بات نہیں سمجھتا۔ مشورے سیاستداں دیتے ہیں۔ افسوس ہے تیزی سے کمرشیل ہوتے ہوئے سماجوں میں سرکاریں بھی اور لوگ بھی زبان کی اہمیت کو بھول گئے ہیں، حالانکہ زبان تہذیب کی کلید ہے۔ زبان نہیں ہے تو آپ کا چہرہ نہیں ہے اور چہرہ نہیں ہے تو تہذیب نہیں ہے۔ اگر تہذیب نہیں ہے تو آپ صرف کھانے کمانے جینے اور مرجانے کے لیے جیتے ہیں۔ جس تہذیب سے میرا تعلق ہے اس میں اس طرح کا جینا نہ جینے کے برابر ہے۔ زبان تہذیب کا چہرہ تو ہے ہی، انسانیت 'اقدار، اعتقاد اور مذہب کا چہرہ بھی ہے۔ زبان ہے تو تاریخ کا شعور ہے، زبان ہے تو نیک و بد کا شعور ہے۔ اس سے زیادہ کیا

S.C.E.R.T. TELANGANA

عرض کروں۔آج کل جو تشدد اور خون خرابہ ہے اس کے پیچھے زبان کے شعور کی کمی ہے۔زبان دلوں میں اتر جائے تو اندر کا حجرہ روشن ہو جائے۔زبان محبت کا دوسرا نام ہے۔یہ جوڑتی ہے توڑتی نہیں۔

سوچیے۔بولیے

1۔ اردو کے مستقبل کے بارے میں گوپی چند نارنگ کیا گمان رکھتے ہیں؟

2۔ اردو کی ترقی کے لیے گوپی چند نارنگ کی نظر میں بنیادی کام کیا ہے؟

یہ کیجیے

I. سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

A7U5W4

الف۔اس انٹرویو کے ذریعہ ہمیں کیا پیغام ملتا ہے؟

ب۔ گوپی چند نارنگ کے خیال میں شاعری کی زبان اور بول چال کی زبان میں کیا تعلق ہونا چاہیے؟

ج۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے اور ان کا مطلب بیان کیجیے۔

1۔ برصغیر کی زبانیں سب اہم ہوں گی۔کوئی کسی سے ہیٹی نہیں لیکن اردو ہندوستان کی زبانوں کا تاج محل ہے۔

2۔ جو جس زبان کو بولتا ہے زبان اس کی ہو جاتی ہے زبان ہر اجارہ داری کے خلاف ہوتی ہے۔

3۔ زبان محبت کا دوسرا نام ہے۔یہ جوڑتی ہے توڑتی نہیں۔

د۔ ذیل کا اقتباس پڑھیے اور سوالوں کے جواب دیجیے۔

آدمی کی زندگی ہمیشہ کسی دوسری زندگی سے وابستہ ہوتی ہے اس کی ذہنی زندگی کا چراغ ہمیشہ کسی دوسری ذہنی زندگی سے روشن ہوتا ہے۔زندگی کی لہلہاتی باڑی میں خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔اور یوں ہر انسان

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

کسی دوسرے کا استاذ سکھانے والا بتانے والا اور بنانے والا ہوتا ہے۔ استاد کے معنی کو اتنا بڑھا دیں تو بات بہت پھیل جائے گی۔ ہم تو یہاں صرف ان لوگوں سے بحث کرنا چاہتے ہیں جو جان بوجھ کر سکھانے، پڑھانے والے کا کام اختیار کرتے اور اسے عملی طور پر انجام دیتے ہیں۔ یہ لوگ اس کام کو اختیار کرتے ہیں اس لیے کہ ان کی طبیعت کا رجحان ادھر ہوتا ہے۔ طبیعت کا رجحان ایک قدرتی چیز ہے۔ طبیعت خود بہ خود کسی طرف کو جھکی ہوتی ہے۔ اس قسم کے کام کو جی چاہتا ہے اسی میں جی سکھ پاتا ہے۔ کچھ لوگوں کی طبیعت کا جھکاؤ خود اپنی ذات کی طرف ہوتا ہے۔ ان میں قوت کی آرزو، کمائی کا لپکا، جمع کر کے ڈھیری لگانے کی لت، لالچ، ہوس اوروں سے منوانے کی چاہ ہوتی ہے۔ بعض طبیعتوں کا جھکاؤ اپنی طرف نہیں اوروں کی طرف ہوتا ہے ان میں ہمدردی، ہمدمی، میل میلاپ، فیاضی، دوسروں کو سہارا دینے اور مدد پہنچانے کی خواہش کارفرما ہوتی ہے۔

سوالات

1۔ آدمی کی زندگی ہمیشہ کسی دوسری زندگی سے کیوں وابستہ ہوتی ہے؟

2۔ طبیعت کے رجحان سے کیا مراد ہے؟

3۔ اگر کوئی شخص اپنی ذات سے محبت کرنے والا ہوتا ہے تو اسکی شناخت کیسے ہوسکتی ہے؟

4۔ جن لوگوں کا جھکاؤ اوروں کی طرف ہوتا ہے ان میں کونسی صفات نظر آتی ہیں؟

5۔ اس مضمون کے لیے کوئی مناسب عنوان تجویز کیجیے؟

II. اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) دیئے گئے سوالوں کے مختصر جواب دیجیے۔

1۔ گوپی چند نارنگ کے تعلیمی سفر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2۔ گوپی چند نارنگ کے والد کون کونسی زبانیں جانتے تھے؟

3۔ اردو زبان سے ہندوستانیوں کی محبت کا کیا عالم ہے؟

4۔ اردو کو دوسری سرکاری زبان قرار دیئے جانے پر گوپی چند نارنگ کے احساسات کیا تھے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

(ب) ذیل کے سوالوں کے تفصیلی جواب لکھیے۔

1۔ گوپی چند نارنگ کو اردو زبان میں مہارت کیوں کر حاصل ہوئی؟

2۔ فی البدیہہ تقریر اور لکھی ہوئی تقریر میں کیا فرق ہوتا ہے؟

3۔ زبان کا مذہب نہیں ہوتا۔ زبان کا سماج ہوتا ہے۔'' گوپی چند نارنگ نے ایسے کیوں کہا؟

4۔ گوپی چند نارنگ نے اردو والوں کو کیا مشورے دیئے ہیں؟

(ج) تخلیقی/توصیفی انداز میں لکھیے۔

(ا) اپنے علاقے کے کسی سماجی شخصیت سے ملاقات کیجیے ان سے انٹرویو کے انداز میں گفتگو کیجیے۔ اور اسے تحریری شکل دیجیے۔

(ب) گوپی چند نارنگ کی اردو زبان و ادب سے محبت اور مہارت کا آپ کو سبق کے دوران احساس ہوا ہوگا۔ آپ ان کی ستائش کیسے کریں گے؟ تحریر کیجیے۔

III. زبان شناسی

لفظیات

(الف) اس انٹرویو میں کئی ایک انگریزی الفاظ استعمال ہوے ہیں۔ انہیں تلاش کیجیے اور معنی لکھیے۔

مثلاً: ریٹائرمنٹ، کمرشیل ـــ

(ب) ذیل کے الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

(1) ازبر (2) ملکہ

(3) پیش رفت (4) اعتقاد

(5) لگن (6) ریاضت

(7) سامعین (8) رسم الخط

قواعد

☆ اس جملے پر غور کیجیے۔

نجم السحر سبق پڑھ رہی ہے۔

اس جملے میں نجم السحر کے سبق پڑھنے کی خبر دی جارہی ہے۔ اس میں سچ اور جھوٹ کا گمان ممکن ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

جملہ خبریہ: وہ جملہ جس میں کسی واقعہ یا حالت یا کیفیت کی خبر دی جاے اور اس میں سچ اور جھوٹ کا گمان پایا جاے ''جملہ خبریہ'' کہلاتا ہے

مثال: ارشد بیمار ہے۔

☆ اس جملے پر غور کیجیے۔

نجم السحر سے کہو کہ وہ سبق پڑھے

جملہ انشائیہ: وہ جملہ جس میں کہنے والے کا دلی منشاء یا جذبات ظاہر ہوں اور اس میں سچ اور جھوٹ کا گمان نہ ہو جملہ انشائیہ کہلاتا ہے۔

اس طرح معنی کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔

جملہ خبریہ	جملہ انشائیہ

مشق: ان جملوں میں جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ تم پابندی سے اسکول جاؤ۔
2۔ ارے بچو! کدھر گئے۔
3۔ چاند چمک رہا ہے۔
4۔ اذاں کی آواز آرہی ہے۔
5۔ شاباش! تم نے اچھا کام کیا۔
6۔ آج گرمی بہت ہے۔
7۔ دہلی خوبصورت شہر ہے۔
8۔ گلاب سرخ ہے۔
9۔ حبیب شریف لڑکا ہے۔
10۔ لڑکے میدان میں کھیل رہے ہیں

☆ ان جملوں پر غور کیجیے۔

احمد محنت سے پڑھتا ہے۔

''احمد'' مبتدا ہے ''محنت سے پڑھتا ہے'' خبر ہے۔

جب کسی جملے میں ایک مبتدا اور ایک خبر ہو تو ''مفرد جملہ'' کہلاتا ہے۔

☆ اس جملے پر غور کیجیے۔

احمد محنت سے پڑھتا ہے تا کہ وہ کامیابی حاصل کر سکے۔

احمد محنت سے پڑھتا ہے	ایک مفرد جملہ ہے۔
وہ کامیابی حاصل کر سکے	دوسرا مفرد جملہ ہے۔

جب دو یا دو سے زیادہ مفرد جملے مل کر کسی ایک مفہوم یا خیال کو ادا کریں تو ایسے جملے کو مرکب جملہ کہتے ہیں۔

اس طرح صورت کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں

مفرد جملہ	مرکب جملہ

لسانی سرگرمیاں/منصوبہ کام

☆ اخبارات و رسائل سے اپنی کسی پسندیدہ شخصیت کا انٹرویو تلاش کیجیے اور اسے کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

تلخیص

دُرِّ یتیم

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ماہر القادری

SCERT TELANGANA

بچو! اس کتاب کے احترام کو ملحوظ رکھیں۔

1. پاک باز عبداللہ

عبدالمطلب کے ایک چھوڑ دس بیٹے تھے۔ مگر ان سب میں دل کش، وجیہہ اور شکیل یہی عبداللہ تھے جن کے ذبح کرنے کے لیے باپ نے چھری ہاتھ میں سنبھال لی تھی۔ چہرہ ابولہب کا بھی سرخ تھا مگر انگارے کی طرح لال بھبوکا، جس کو دیکھ کر طبیعت کو اُنس نہیں اُلٹی وحشت ہوتی تھی، عبداللہ کی صورت میں بلا کی جاذبیت اور دل کشی تھی۔ ان کی پیشانی میں ایک عجیب چمک تھی جو قریش کے کسی نوجوان کی پیشانی میں نظر نہ آتی تھی۔ انکا ماتھا سچ مچ نور کا تڑکا تھا جس میں بہت سی صبحیں مسکراتی تھیں۔

ایک دن دوپہر کے وقت ایک قریشی چرواہا گھبرا ہوا آیا اور اپنے گھر والوں سے کہنے لگا کہ میں نے آج ایک عجیب بات دیکھی ہے ابھی تھوڑی دیر ہوئی میں بکریاں چرا رہا تھا، عبدالمطلب کا بیٹا عبداللہ ہمارے قریب سے گزرا سخت دھوپ پڑ رہی تھی، مطلع بالکل صاف تھا، سورج کی کرنیں جسموں کو جھلسے دیتی تھیں، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ عبداللہ کے سر پر بادل کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے ہے اور وہ ابر پارہ اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔

عبد مناف کے گھرانے میں شکار کا گوشت آیا ہے۔ دیگچی چولھے پر چڑھی ہے۔ ایک بوڑھی عورت لکڑی کی کفگیر سے دیگچی کے پانی کو چلا رہی ہے۔ کھانے کے انتظار میں گھر کے لوگ زمین پر بیٹھے ہیں۔ مٹی کے بڑے بڑے پیالے ان کے آگے رکھے ہیں۔

''آپ نے عبدالمطلب کے یہاں کیا جواب بھجوایا؟'' ایک ادھیڑ عمر کے عرب نے پوچھا

''میں بالکل رضا مند ہوں، بس ذرا ایک دو دن میں میرے چچا نخلہ سے آ جائیں ان سے اور مشورہ کرلوں۔ بڑے بوڑھوں کا مشورہ اچھا ہوتا ہے۔'' بوڑھے نے جواب دیا۔

''میں کہتا ہوں اس نیک کام میں دیر کرنا مناسب نہیں۔ عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کے لیے مکہ میں لڑکیوں کی کمی نہیں۔ لوگ تمنائیں کر رہے ہیں کہ کیسے ہی ہماری لڑکی کا عبداللہ کے ساتھ رشتہ ہو جائے۔ عبداللہ جیسا لڑکا چراغ لے کر ڈھونڈو گے تو بھی سارے عرب میں نہ ملے گا۔ اس کا گھرانا قریش کا سب سے محترم گھرانا ہے اس کے باپ عبدالمطلب ''سید القریش'' ہیں اور انکا یہ شرف کیا کم ہے کہ چاہ زمزم جسے عمرو بن حرث جرہمی نے بند کرا دیا اور کسی کو یاد بھی نہ رہا کہ یہاں اس نام کا کوئی کنواں بھی تھا۔ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو لے کر کھود نکالا۔ ابن عم! جلدی کرو، آمنہ کی تقدیر کے ستارے کو جلد چمکنے دو۔

بات طئے ہوگئی۔ عبدالمطلب کے یہاں جواب بھجوا دیا گیا کہ ہمیں یہ رشتہ منظور ہے دونوں طرف خوشی ہونے لگی۔ عبداللہ باپ کا چہیتا اور ''ذبیح'' بیٹا تھا۔ جس کی شرافت اور نکوکاری کی قریش قسم کھاتے تھے اور بی بی آمنہ اپنے گھرانے کی چشم و چراغ تھیں۔ عفت وحیا کا مجسمہ، پاکیزگی کا پیکر! عرب کی عورتیں میلوں میں بے باکی کے ساتھ شریک ہوتیں قریش کی بزم ناؤنوش کو گرماتیں۔ مگر آمنہ کی

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

جبلت ان سب سے جدا اور منفرد تھی۔ وہ اپنے عزیزوں سے بات کرتے شرماتیں۔ سر سے دوپٹہ ڈھلکنے نہ پاتا۔قریش کی عورتیں کہا کرتی تھیں کہ آمنہ تو سچ مچ گڑیا ہے بے زبان، سنجیدہ اور متین! دوسری لڑکیوں کی طرح شوخیاں اسے نہیں آتیں۔ آمنہ کے گھر والے اس سے محبت ہی نہیں بلکہ احترام کرتے تھے۔

عبدالمطلب اپنے ساتھ رؤساءِ قریش کو لے کر عبداللہ کی سسرال پہنچے۔لڑکی والوں نے بارات کا استقبال کیا۔

عرب کے قدیم طریقۂ نکاح کی رسم ادا ہوئی۔ انتہائی سادگی کے ساتھ! اعلان ہوا کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب اور آمنہ بنت وہب ایک دوسرے کے نکاح میں آ گئے۔ عبدالمطلب کو لوگوں نے مبارکباد دی۔ سید القریش نے اظہار شکر کے لیے آسمان کی طرف دیکھا دو تقدیروں کے ستارے مل گئے اور دو زندگیاں ایک دوسرے کی شریک بن گئیں۔

آمنہ رخصت ہو کر سسرال آئیں، اقبال مند بہو کا گھر والیوں نے استقبال کیا۔ بلکہ اس کی راہ میں آنکھیں بچھا دیں۔ ہر کسی کی زبان پر تھا کہ دولہا دلہن کا ایسا خوش نصیب جوڑا آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔عبداللہ آفتاب تو آمنہ ماہتاب ہے۔ دونوں نیک اور شرمیلے، شرافت غیرت کے نمونے! ایک دوسرے کا جواب۔ اسے چھپاؤ اور اسے نکالو۔

عبدالمطلب نے عبداللہ اور دوسرے بیٹوں کو ساتھ لے کر شکرانہ کے لیے کعبہ کے طواف کیے۔

2. ظہورِ قدسی...صبحِ سعادت

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پر لاکھوں سلام

زندگی خواب ہے اور بہت سے خواب سچ مچ زندگی بن جاتے ہیں۔ ہر کسی کو ایسے سچے خواب دکھائی نہیں دیتے۔آمنہ کو خواب نظر آنے لگے۔نہایت ہی عجیب و مبارک خواب، کبھی یہ کہ بی بی آمنہ کا جسم خاکی یکبارگی آئینہ کی طرح جھلکنے لگا اور روئیں روئیں سے سرد شعاعیں نکلنے لگیں۔کبھی کانوں نے سنا کہ بہشت کی حوریں، آسمان کے فرشتے اور مقدس روحیں مبارک باد دے رہی ہیں۔کبھی سوتے میں ایسا محسوس کیا کہ وہ اپنے نورانی اور شفاف جسم کے ساتھ بلندی پر ہے۔اونچے سے اونچے پہاڑ پست نظر آتے ہیں۔آمنہ کے تلوے ستاروں کو چھو رہے ہیں۔اور چاروں طرف تہنیت و مبروک کے زمزمے چھڑے ہیں۔

دستور کے مطابق قبیلہ کی عورتیں آمنہ کی مزاج پرسی کے لیے آتیں تو انہیں کچھ ایسا نظر آتا جیسے بامِ کعبہ سے لے کر عبداللہ کے گھر تک نور کا شامیانہ تنا ہوا ہے۔ جسے کافوری شمعوں سے زیادہ اجلے اور روشن ہاتھ تھامے ہوئے ہیں۔گھروں میں چرچے ہونے لگے کہ وہب کی بیٹی، عبدالمطلب کی بہو، عبداللہ کی شریک حیات اور ہونے والے بچہ کی ماں آمنہ خود زہرہ و مشتری بنی جا رہی ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

''اے لو! ستارے زمین پر جھک آئے ۔ یہ آج کیا ہو رہا ہے۔عبداللہ کی پھوپی نے کہا۔'' میں بھی یہی دیکھ رہی ہوں کہ جتنی روشن یہ پچھلی رات ہے، اتنے اجلے تو دن بھی نہیں ہوتے ۔ایک بوڑھی عورت نے جواب دیا۔

''اُم معبد! اور یہ خنک ہوائیں، بادِ صبح گاہی کے جھونکے، نسیم سحر کی اٹھکھیلیاں، درو دیوار جھومے ہوئے ہیں طائف کے سبزہ زاروں اور باغیچوں کی بھی میں نے صبحیں دیکھی ہیں پر آج کی صبح تو سب سے زیادہ عجیب ہے اور خوشبو کی لپٹیں جیسے یمن کا تمام عطر جمع کر کے کسی نے چھڑک دیا ہے' کاش! اس رات کی صبح نہ ہوتی اور ہم سدا یہی منظر دیکھتے رہتے۔'' تیسری عورت نے ڈوپٹہ کا آنچل موڑتے ہوئے کہا۔

قریش کے جن گھرانوں میں لوگ آج جلد اُٹھ بیٹھتے تھے وہ اپنے بتوں کو تھامتے تھامتے اور اُٹھاتے اُٹھاتے تھک جاتے تھے۔مگر بت! کسی طرح کھڑے رہنے کے لیئے تیار نہ تھے۔ان کی پیشانیاں آپ ہی آپ سجدے میں جھکی جارہی تھیں۔

تیری آمد تھی کہ بیعت اللہ سجدے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرا تھرا کر گر گیا

ابھی دن رات ملے جلے تھے،اس لیے کہ دونوں کی تقدیروں کو ایک ساتھ چمکنا تھا۔سپیدۂ سحر نمودار ہو ہی رہا تھا،غنچوں کی نازک پتیوں پر شبنم کے موتی ڈھلک رہے تھے۔سرد شمشاد نے پھولوں کی مہک پا کر انگڑائی لی۔طائران خوش نوا کی چہکاروں سے تمام فضاء نغمہ زار بن گئی۔جنت آج سچ مچ زمین پر اتر آئی تھی۔منیٰ کی وادی،مروہ کے سنگریزے،قبیس کی چوٹیاں اور عرفات کا میدان نور کی جھلکیوں میں جھم جھم کر رہا تھا۔

ستارے جھلملا رہے تھے،کلیاں چٹک رہی تھیں اور پھول مہک ہی رہے تھے کہ اتنے میں گھر کی عورتیں خوشی سے بے تاب ہو کر پکاریں:

کوئی عبدالمطلب کو جا کر مبارکباد دو۔''

سرکار کی آمد مرحبا
دلدار کی آمد مرحبا

عبدالمطلب اس مژدہ کو سنتے ہی تیزی کے ساتھ آئے خوشی کے مارے پاؤں بہکے بہکے سے پڑ رہے تھے۔عبدالمطلب کے رخساروں کی جھریوں میں مسرت جھل مل کر رہی تھی۔آمنہ نے فرطِ غیرت سے چادر منھ پر ڈال لی۔عبدالمطلب نے پوتے کو دیکھا۔پیشانی کو چوما۔ان کی آنکھوں میں بجلیاں سی چمک رہی تھیں۔

''سیدالقریش! اتنا نورانی چہرہ آپ نے آج تک دیکھا نہ ہوگا۔'' عورتوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

پھر عبدالمطلب نے کہا۔

''ابن عبداللہ کہا کریں اس ہاشمی نونہال کو؟''

ایک خاتون نے دریافت کیا۔

''اچھا! نام کی طرف اشارہ ہے! بہت خوب! عبداللہ کے لختِ جگر اور آمنہ کے نورِ نظر کا نام ہم نے رکھا، احمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہاں محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی۔ تمام دنیا میں تعریف کی جائے گی میرے چاند کی'' فضاء میں مَعاً ایک دھیما سا غیبی نغمہ گونجا۔''زمینوں میں ہی نہیں آسمانوں میں بھی اس کی حمد وثنا کے نغمے بلند ہوں گے۔''

عبدالمطلب کا جواب سن کر آمنہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی جیسے اس کی دل کی بات عبدالمطلب کی زبان پر آ گئی۔

3. تذکرے

کعبہ سے ہٹ کر کچھ دور پر جہاں عام الفیل میں ابرہہ کے لشکر نے حرم پر چڑھائی کے لیے آتے ہوئے آخری منزل کی تھی۔ چند دکانیں ہیں۔ کچی دکانیں! اور خس پوش بھی! کسی کسی کی محرابوں میں پکی اینٹیں بھی لگی ہیں۔ ان دکانوں پر گھریلو ضرورت کا سودا سلف ملتا ہے۔ آٹا، چاول، ستو، نمک، زیتون کا تیل، کپڑا سینے کا دھاگا اور فصل کی ترکاریاں اور پھل بھی۔ گاہک آتے ہیں، سودا لے کر چلے جاتے ہیں۔ اور دکان دار اور ان کے دوست احباب پھر باتیں کرنے لگتے ہیں۔

''کچھ سنا تم نے عبید! عبدالمطلب نے اپنے پوتے کے دو نام رکھے ہیں احمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)'' ایک سانولی رنگت کے دکاندار نے کہا۔

''چچا جان! ابن عبداللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔

اس پر بوڑھے نے گہری سانس لی۔ تیز اور مسلسل گفتگو نے اسے تھکا سا دیا تھا۔ بولا: ''میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ احمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آج تک کسی قریشی کے نام سننے میں نہیں آیا۔ بالکل نیا نام، اچھوتا نام۔ مگر کتنا پیارا۔ اس نام کی طرف دل آپ سے آپ کھنچا جاتا ہے۔''

اس پر ایک ادھیڑ عمر کا عرب جو رسی بٹ رہا تھا۔ اس کام کرتے میں باتیں بھی سنتا جاتا تھا کہنے لگا

میری سوتیلی ماں ابن عبداللہ کو دیکھ کر آئی ہے۔ وہ بتوں پر ہاتھ رکھ کر کہتی تھی کہ اس قدر ہنس مکھ، پیارا۔ ہونہار اور خوبصورت بچہ میں نے آج تک نہیں دیکھا، آنکھیں کسی طرح نظارہ کرتے کرتے سیر نہیں ہوتیں۔ جی چاہتا ہے کہ بس دیکھتے ہی رہو۔ میں کہتی ہوں عبدالمطلب کے گھر میں اب چراغ

S.C.E.R.T. TELANGANA

جلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سراج منیر ہے۔''

دارالندوہ میں بھی اعیان قریش اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ ''ابن عبداللہ کا ہر گھر میں چرچا ہے۔''

''جی ہاں! یہی حال ہے۔ امیہ نے بیٹا پیدا ہونے کی خوشی میں سارے مکہ کی دعوت کی تھی۔ مگر یہ شہرت اور قبول عام تو اسے بھی نصیب نہیں ہوا۔''

''آج جب کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو ابن عبداللہ کی پیدائش کے خیال کے ساتھ ہی مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی میرے کان میں کہہ رہا ہے کہ عرب کی تاریخ کا سب سے زیادہ روشن بلکہ غیر فانی ورق اُلٹنے والا ہے۔''

''اور میرا خواب ______ آپ لوگ نہ سنیں تو اچھا ہے۔ آپ کو دُکھ ہوگا'' ____ سب نے مل کر کہا ______ ''نہیں نہیں! یہ نہیں ہوسکتا۔ جب بات زبان پر آ گئی تو اسے کہہ ڈالنا ہی اچھا ہے۔''

''میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں شراب پینا چاہتا ہوں۔ مگر کسی نے میرے ہاتھ سے پیالہ چھین کر پھینک دیا۔

(قریش کا ایک سردار جس کی داڑھی گھنی اور سر کے بال الجھے الجھے سے تھے)'' جب شعروشاعری کا ذکر چھڑ گیا ہے تو مجھ سے بھی دو شعر سن لیجئے۔ آج ہی کہے ہیں: عبدالمطلب کے بیٹے کی ولادت باسعادت کا حال سن کر:

عبداللہ بیابان میں ہے اور اس کے گھر میں چاند نکلا ہے۔ کاش! اس تک یہ پیام پہنچ سکتا۔

بنی ہاشم پہلے ہی سے مفخر اور محترم تھے۔ مگر اب ان کی جبین فخر آسمان سے بھی اونچی ہوگئی ہے ______ یہ عزتیں قسمت والے کو ہی ملتی ہیں۔''

''احسنت، مرحبا، صَدَقْتَ یَا ابن عم'' کی صدائیں گونجنے لگیں۔

مکہ معظّمہ سے تھوڑی دور پر ایک مقام کا نام مرالظہر ان ہے جو عوام میں وادی فاطمہ کے نام سے مشہور ہے، اسی وادی میں ایک راہب رہتا تھا جس کا نام عیص تھا۔ عیص نے تقرب الٰہی کی دھن میں اپنی مذہبی روایات کی بنا پر دنیا چھوڑ رکھی تھی۔ موٹا جھوٹا کھاتا پہنتا اور عبادت و مراقبہ میں مصروف رہتا۔ سب لوگ اسے عزت اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عبدالمطلب بھی عیص کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔

جس صبح عرب کا آفتاب طلوع ہوا ہے۔ اسی دن عبدالمطلب خوشی خوشی عیص کے پاس پوتے کی ولادت کا مژدہ سنانے کے لیے پہنچے۔ عیص خانقاہ کے دروازے کی کھجور کے نیچے کوئی عمل پڑھ رہا تھا۔

''آج بڑے تیز تیز قدم اٹھ رہے ہیں عبدالمطلب!'' ______ عیص نے مسکرا کر پوچھا۔

''ایک مژدہ لایا ہوں آپ کو خوشی ہوگی'' ______ عبدالمطلب نے جواب دیا۔

''کہو کہو! تمہیں تو خوشی نے اس بڑھاپے میں جوان بنا دیا۔'' عیص بولا۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

''عبداللہ کے گھر آج صبح بیٹا ہوا۔ حسین بچہ! انتہائی حسین! سارے مکہ میں اس کے حسن کی دھوم مچی ہے۔ لوگوں کی مبارک بادیں قبول کرتے کرتے میں تھک گیا'' ______

''اس کا تم نے نام کیا رکھا؟'' ______ عیص راہب نے دریافت کیا۔

''محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)'' عبدالمطلب نے جواب دیا۔

''اب میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں! یہ وہی بچہ ہے جس کی ولادت کی خبر میں نے بار بار تمہیں دی ہے۔ سنو! اس لڑکے کو میں نے تین سبب سے پہچانا۔ ایک تو یہ کہ رات ایک ستارہ طلوع ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ دوسرے ولادت دوشنبہ کے دن ہوئی۔ تیسرے اس کا نام محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا گیا۔ اپنی تقدیر پر ناز کرو عبدالمطلب! بنو ہاشم کو تاریخ کبھی نہ بھلا سکے گی، کاش! تم اس کا جاہ و جلال دیکھنے کے لیے زندہ رہ سکتے۔''

4. آمنہ بیوہ ہوگئیں

بی بی آمنہ کے دل میں ارمان مچل رہے تھے کہ عبداللہ اپنے نورِ نظر کو دیکھ کر کتنے خوش ہوں گے، ان کا صبیح چہرہ میرے چاند کی پیشانی چوم کر گلنار ہو جائے گا۔ وہ پوچھیں گے نام کیا رکھا ہے میرے لاڈلے کا۔ میں شرما کر کہوں گی ______ احمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ______ وہ اور زیادہ خوش ہو جائیں گے۔ کیوں کہ ان ناموں میں عجیب نغمگی اور قیامت کی مٹھاس ہے۔ پھر میں شکایت کروں گی کہ آپ نے سفر میں اتنے دن لگا دیے۔ قافلے تو مکہ سے شام جا جا کر کبھی کے لوٹ آئے ______ وہ کہیں گے ام محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)! میں یثرب میں بیمار ہو گیا تھا۔ تمہارے ہی عزیزوں اور رشتہ داروں بنو نجار کے یہاں ٹھہر گیا تھا۔ اچھا ہوتے ہی مکہ دوڑا چلا آیا ______ اور میں جواب دوں گی، اس کی تو مجھے حسرت رہ گئی کہ میں بیماری میں تمہاری خدمت نہ کر سکی۔ میں تمہاری بیماری کی خبر پا کر بہت بے قرار ہو گئی تھی یا ابا محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دل کہتا تھا کہ میرے پر لگ جائیں اور میں کیسے ہی یثرب پہنچ جاؤں ______ بنو ہاشم کے گھرانے کی عورتیں تمہیں معلوم ہے کہ تنہا سفر نہیں کیا کرتیں ورنہ میں تیز ناقہ پر سوار ہو کر یثرب پہنچ کر دم لیتی۔

حضرت آمنہ کو ہر آن عبداللہ کے آنے کا انتظار تھا۔ وہ اس خیال میں غرق تھیں کہ وہ (عبداللہ) یثرب سے اونٹوں سمیت چل دیے ہوں گے۔ ان کا ناقہ تو بہت تیز ہے۔ ہوا سے باتیں کرتا ہے اور لوگ بیس دن میں یثرب سے مکہ آتے ہیں۔ تو وہ دس دن میں آن پہنچیں گے ______ وہ آ رہے ہیں۔ آ چکے، دروازے پر انہی کی سنچل میں سن رہی ہوں۔

''یثرب سے قافلہ آ گیا۔ عبدالمطلب قافلے والوں سے مل کر آ رہے ہیں'' ______ ایک لڑکی نے باہر سے آ کر کہا۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

''کیا کہا قافلہ آ گیا؟ اور وہ نہیں آئے'' آمنہ کی زبان سے رُک رُک کر یہ لفظ نکلے۔ اتنے میں عبدالمطلب آئے۔ چہرہ گرد آلود، بال پریشان، پیشانی پسینہ میں ڈوبی ہوئی۔ عمامہ کے پیچ گردن میں پڑے ہوئے ____ اس ہئیت کو دیکھ کر ہی آمنہ کے کلیجہ میں دھکا سا لگا ____ عبدالمطلب آتے ہی بولے ____ ''آمنہ! تو بیوہ ہوگئی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم ہوگیا۔ عبداللہ مرگیا ____ دوڈھائی مہینے ہوئے ____ کاش! مرنے والا اپنے حسین بچہ کو ایک نگاہ دیکھ لیتا ____ مگر قسمت کے نوشتہ کو بدلنا انسان کے بس کا کام نہیں!''

آمنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عبدالمطلب کے وہاں رہنے تک آنسو رُکے رہے ____ غیرت نے جذبات کو تھامے رکھا' خسر کے جاتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

آمنہ خاموش تھیں! سکتہ کا عالم! جیسے یہ سچ مچ بے جان ہوگئیں۔ چہرہ سنا ہوا' لبوں پر آہوں کی دھیمی دھیمی آنچ! اشک بار آنکھیں، اجڑا ہوا سہاگ' مامتا بن کر عبداللہ کے یتیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا۔

بہت سے غم بیان نہیں ہوسکتے۔ دل کی بہت سی چوٹیں الفاظ نہیں بن سکتیں۔ بہت سے صدمے کہے نہیں جاسکتے، غم کی اصل نزاکت تو لفظوں میں آ کر اور مجروح ہوجاتی ہے۔ آمنہ کا غم بھی اسی انداز کا غم تھا۔ سوگوار سکوت ____ غم انگیز خموشی، آنسوؤں سے واردات دل کی تھوڑی بہت ترجمانی ہو رہی تھی ____ ہائے! وہ جوان بیوہ جس کا سہاگ ایکا ایکی شوہر کی موت نے کھسوٹ لیا ہو۔

5. حلیمہ کے یہاں

آمنہ کے لال کو دودھ پلانے کی سعادت ابولہب کی کنیز ثوبیہ کو نصیب ہوئی۔ اس کے بعد عرب کے دستور کے مطابق مکہ کے نوزائیدہ بچوں کو لینے کے لیے باہر کی بستیوں سے دودھ پلانے والی عورتیں آئیں ____ اس کو بھی دنیا میں قدم قدم پر مایا کے پھندے لگے ہیں۔ ہر کسی کے دل میں روپے پیسہ کا لالچ ہوتا ہے۔ نفع کی تمنا، سود و منفعت کی امید! عرب کی دائیاں بھی اس جذبہ سے خالی نہ تھیں، وہ مکہ اسی تمنا میں آئی تھیں کہ مالدار گھرانوں کے بچے لے کر انعام واکرام سے اپنی اپنی گود بھر لیں گی۔ سب نے ایسے ہی بچوں کو چن لیا جن کے ماں باپ زندہ تھے، جو کھاتے پیتے گھرانوں کے تھے۔

عرب کی دودھ پلانے والیاں ____ بدقسمت اور کم نظر عورتیں مال دار گھرانوں میں پھرتی رہیں۔ مگر عبدالمطلب کے گھر آتے ہوئے ہچکچائیں، عبداللہ کے ''دُرِّیتیم'' پر کسی کی توجہ نہ ہوئی ____ اس خیال سے کہ بے باپ کا بچہ ہے ہمیں کیا ہاتھ آئے گا۔ بیوہ ماں خود ہی مغموم اور پریشان ہے ہمیں بے چاری کیا دے گی ____ مانا کہ عبدالمطلب قریش کے معزز سردار اور کعبہ کے نگہبان ہیں۔ سب ان کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن سیر چشمی اور فیاضی کی بدولت ان کے پاس بچتا ہی کیا ہے۔ سو کی آمدنی اور دو سو کا خرچ، جب

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022
S.C.E.R.T. TELANGANA

دیکھو گھر میں مسافروں کی مہمان داری ہو رہی ہے، اور حج کے موقع پر تو عبدالمطلب بالکل قلاش ہو جاتے ہیں۔ سال بھر کی کمائی حجاج کی تواضع کی نذر ہو جاتی ہے۔ دائیاں قریش کے بچوں کو مکہ سے لے کر اس سر و سامان کے ساتھ روانہ ہوئیں۔

''عبدالعزیٰ نے بیس دینار اور دو سو درہم مجھے دیئے ہیں'' ____ ایک دایہ نے فخر کے لہجہ میں کہا۔

''اور مجھے اس بچہ کے ماموں نے الگ انعام دیا۔ چچا نے جدا نوازش کی۔ اور باپ نے تو مجھ پریشان حال کو نہال کر دیا۔ درہم و دینار سے تھیلی بھر کر لے جا رہی ہوں۔'' دوسری دایہ نے جواب دیا۔

''یہ دیکھ یمنی چادریں، چاندی کا ہار اور قیمتی باز و بند اور ابو رفاوہ نے کہا کہ جب تو میرے بچہ کو صحیح سلامتی کے ساتھ واپس لے کر آئے گی اس وقت اپنے دل کے ارمان نکالوں گا۔ یہ تو میری نوازشوں کی پہلی برکھا ہے'' تیسری عورت نے کہا۔

''اس لاڈلے (بچہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کے دادا نے ایک اونٹ سامان سے لدوا دیا ہے۔ کھجور، غلہ، ستو، برتن، پہننے کے جوڑے اور چلتے وقت بڑے میاں نے کہا، حج کے موقع پر اپنے کسی رشتہ دار کو مکہ بھیج دینا۔ ایک دو اونٹ اور دس بیس بکریاں تیرے لیے اس کے ساتھ کر دوں گا۔''

''مگر بے چاری حلیمہ'' ____ چوتھی عورت کی بات ادھوری رہ گئی (بات کاٹ کر) ہاں! غریب حلیمہ پر مجھے ترس آتا ہے۔ کسی مال دار گھر کا بچہ اسے نہ مل سکا۔ عبدالمطلب کے گھر گئی ہے، عبداللہ کے یتیم کو لینے کے لیے! وہاں اسے کیا ملے گا۔ بہت سے بہت دس پانچ صاع کھجور اور ستو کی ایک دو تھیلیاں۔ یتیم بچوں کو دودھ پلانے میں سدا گھاٹا رہا کرتا ہے دائیوں کو! آمنہ کے پاس دعاؤں کے سوا اور کیا رکھا ہے۔ مگر نری دعاؤں سے تو بھوکے کا پیٹ نہیں بھرتا۔ میں کہتی ہوں کوئی سو دعائیں نہ دے، ایک درہم دے دے'' ____ پانچویں دایہ نے غم خواری اور فخر کے ملے جلے انداز میں کہا، اور اس کا اونٹ بلبلانے لگا۔

بنی سعد بن بکر کے قبیلہ کی دایہ حلیمہ بہت ملول اور افسردہ تھی۔ دل ہی دل میں پچھتاتی کہ ہائے! امیر گھرانوں کے تمام بچے دوسری دائیوں نے چن لیے۔ میری تقدیر میں یتیم بچہ کا دودھ پلانا لکھا تھا شیما (حلیمہ کی لڑکی کا نام) کے باپ جھنجھلا کر طعنے دیں گے اچھے بچہ کو لے کر آئی ہے جس کے گھر والوں کو درہم دینار تو ایک طرف رہے، دو چار من غلہ بھی ساتھ کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ ان کے طعنے مجھے سننے پڑیں گے۔ مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔

حلیمہ، ملول و افسردہ حلیمہ تاسف آمیز انداز میں عبدالمطلب کے گھر پہنچی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، چہرہ مبارک سے ہلکا ہلکا نور چھن رہا تھا۔ چاندنی سے زیادہ دل کش اور نظر نواز۔ حلیمہ دبے پاؤں نزدیک گئی، سینہ مبارک پر پیار سے ہاتھ رکھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھول دیں ____ مسکرائے اور حلیمہ کی طرف دیکھنے لگے۔ حلیمہ نے سینکڑوں بچے دیکھے تھے اور دسوں کو دودھ پلایا تھا۔ مگر اس یتیم کی دھج ہی سب سے نرالی تھی۔ اس کی مسکراہٹ میں تسکین کا پیام، راحت و محبت کی دعوت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وقار و متانت کی آمیزش تھی۔ چھوٹے اور اتنے! بچے یوں ہی مسکرا دیا کرتے ہیں۔ لیکن عبداللہ کے یتیم کے تبسم میں ایک

مقصد اور پیام جھلک رہا تھا۔ مسکراہٹ آپ ہی آپ بول رہی تھی، اور خاموش نگاہیں کچھ کہہ رہی تھیں۔

''حلیمہ اس بچے کو یتیم سمجھ کر ملول نہ ہونا۔ خدا کی قسم اس کی بڑی شان ہونے والی ہے۔'' آمنہ نے حلیمہ دائی سے کہا۔

''بی بی! سچ کہوں گی، جھوٹ نہ بولوں گی۔ اب سے پہلے میں بہت ملول تھی۔ رہ رہ کر پچھتاوا آتا تھا کہ کسی امیر گھرانے کا بچہ کیوں نہ ملا۔ اپنی بدنصیبی میں جھنجھلا جھنجھلا کر رہ جاتی تھی۔ مگر تمہارے لاڈلے یتیم کی مسکراہٹ نے میرے دل سے سارا ملال دور کر دیا۔ ان کی نگاہوں نے تمام غم بھلا دیے۔ اُمّ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنے دل کی کیفیت لفظوں میں ظاہر نہیں کر سکتی۔ میرے دل کو آج کی برابر کبھی خوشی نہیں ہوئی۔ تمہیں خود بھی نہیں معلوم! تمہارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ نے مجھے کیا بنا دیا۔ اس صبح سے بہتر صبح مجھ پر آج تک طلوع نہیں ہوئی۔'' (بی بی آمنہ مسکراتی ہیں)

حلیمہ آمنہ کے لال کو لے کر رخصت ہوئی۔ بیوہ ماں نے یتیم بچے کے ماتھے کو چوما۔ مامتا کے نشان چاندسی پیشانی پر اُبھر آئے۔ پلکیں بے اختیار نمناک ہوگئیں۔ معصوم یتیم کی جدائی نے باپ کے داغِ فرقت کو تازہ کر دیا۔ ایک غم دوسرے غم کو یاد دلا دیا کرتا ہے۔

بوڑھے عبدالمطلب نے پوتے کو محبت کے ساتھ رخصت کیا۔ مکہ کی پہاڑیوں تک حلیمہ کے اونٹ کے ساتھ ساتھ عبدالمطلب پیادہ پا گئے۔ بھرائی ہوئی آواز میں بولے:

''حلیمہ! یتیم بچہ سمجھ کر دیکھ بھال میں کمی نہ کرنا۔ خدا کی قسم قریش میں اتنا سعادت مند اور با اقبال بچہ آج تک پیدا نہیں ہوا۔ مجھ سے کاہنوں، راہبوں، بطریقوں اور اسقفوں نے کہا ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جھکی ہوگی۔'

حلیمہ نے اس کے جواب میں کہا:

''سید القریش! آپ نشاطِ خاطر رکھیں، تمہارے بچہ کا اللہ نے چاہا تو کان بھی گرم نہ ہونے پائے گا۔ میں خود گیلے میں سوؤں گی اور اسے سوکھے میں سلاؤں گی، میری بچی شیما کو ہونٹ اس وقت تک شیر آشنا نہیں ہو سکتے جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکم سیر نہ ہو جائیں۔ یہ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہی ہوں عبدالمطلب! خدا کو بیچ میں لا کر! مجھ پر بھروسہ کرو یا ابا عبداللہ!''

حلیمہ خوش خوش روانہ ہوئی۔ اونٹ ریگستان میں چل رہا تھا اور حلیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھے جا رہی تھی، بار بار پیشانی مبارک چوم کر کہتی:

''محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)، احمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)، عبداللہ کے یتیم، آمنہ کے لاڈلے، عبدالمطلب کے نورِ نظر! تم تو مجھے اس طرح دیکھتے ہو، جیسے مجھے پہلے سے پہچانتے ہو۔ تمہیں جب سے دیکھا ہے مجھے اپنے بچے یاد نہیں آئے۔ تم میری

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022
S.C.E.R.T. TELANGANA

مامتا بن کر رہ گئے ہوا بن عبداللہ! (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہیں) ہاں، ہاں! تم مسکرا کر میری بات کی تصدیق کر رہے ہو، کہ حلیمہ تو سچ کہہ رہی ہے۔ تمہاری مسکراہٹوں نے میری تاریک دنیا میں اُجالا کر دیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!_____ اور_____ ارے_____ یہ_____ یہ میری سست قدم اونٹنی ہوا کی طرح اُڑی جارہی ہے (اور چاروں طرف حیرت کے ساتھ دیکھتے ہوئے) یہ کیا ہو رہا ہے۔ کھجور کی سوکھی ڈالیوں میں ایکا ایکی روشنی سی برسنے لگی، پہاڑوں کی چٹانیں لو دے رہی ہیں اور یہ راستہ! جیسے کسی نے ستارے کوٹ کر بچھا دیے ہیں____ بڑے ہو کر نہ جانے تم کیا بننے والے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)! اس وقت اپنی دایہ حلیمہ کو کہیں نہ بھول جانا۔ مگر یہ میں کیا نادانوں کی سی باتیں کر رہی ہوں۔ تم مجھے نہیں بھول سکتے۔ تمہارے منہ سے تو محبت و وفا کی بو آتی ہے ان پیاری آنکھوں میں مروت جھلک رہی ہے، اور مجھے تو ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے کاندھے دنیا جہاں کی غم گساری کا بار اُٹھائے ہوئے ہیں۔''

حلیمہ کا ناقہ خوب تیز تیز جا رہا تھا۔ شتربان اس کی صبارفتاری پر خود حیران تھا پچھلی رات تھی، ستارے جھلملا رہے تھے۔ خنک ہواؤں کی گود میں ببول کی ڈالیاں جھولا جھول رہی تھیں۔

راستے کے درخت، ریت کے ٹیلے، پتھریلی گھاٹیاں، یہاں تک کہ ہوا میں اُڑنے والی پتیاں حلیمہ کو زبان حال سے مبارکباد دے رہی تھیں اور کہتی تھیں:

''حلیمہ! خوش قسمت حلیمہ! تبریک کے ہدیے قبول کر! معلوم ہے تو کسے لیے جا رہی ہے۔ اب دنیا میں جسے بھی سعادت اور ہدایت ملے گی وہ اسی کی بدولت ملے گی۔ اسی کا نقش قدم ''صراط مستقیم'' بنایا جائے گا۔ قیصر و کسریٰ کے تاج اس کے غلاموں کی ٹھوکروں سے لگے ہوں گے۔ ہدایت کے جتنے چراغ اب تک روشن ہو چکے ہیں ان سب کا اجالا اس کے نور ہدایت میں مل کر ''مشکوٰۃ ابد'' بن جائے گا۔ جس کی روشنی کبھی ماند پڑنے نہ پائے گی_____ حلیمہ! شہنشاہوں اور فرماں رواؤں کے نام مٹ جائیں گے۔ مگر عبداللہ کے دریتیم تیرا نام تاریخ میں سدا پایندہ رہے گا۔ جب کبھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان ہوگی لوگ کہیں گے کہ حلیمہ سعدیہ نے انہیں دودھ پلایا تھا۔ غیر فانی ہو گیا تیرا نام حلیمہ! بنوسعد کی گمنام دودھ پلانے والی، تجھے ابدی شہرت حاصل ہوگئی۔ قریش کا بڑے سے بڑا امیر تجھے سونے میں تول سکتا تھا مگر اس ''دُرِّیتیم'' کے صدقے میں جو نعمت تجھے ملی ہے اسے کون دے سکتا ہے؟

حلیمہ جب اپنی بستی میں پہنچی تو اس کی اونٹنی کی تیز رفتاری کو دیکھ کر سب تعجب کرنے لگے، ایک عورت نے بالا خانہ کے دریچے سے جھانکتے ہوئے کہا:

''یہ حلیمہ یہاں سے تو مریل اونٹنی پر سوار ہوکر گئی تھی اس سے چلا ہی نہیں جاتا تھا دبلی پتلی فاقوں کی ماری اونٹنی، ایک ایک ہڈی گن لو اور کوئی پھونک مار دے تو بے چاری کا دم نکل جائے۔ سب ہنستے تھے کہ حلیمہ اس نیم مردہ سواری پر کیسے مکہ پہنچے گی۔ ہم تو یہ خبر سننے کے انتظار میں تھے کہ فلاں منزل میں حلیمہ کی اونٹنی نے ٹھوکر کھا کر جان دے دی____ مگر یہ تو کچھ اور ہی دکھائی دے رہا ہے، اس اونٹنی کے تو پر لگ گئے ہیں۔ ہوا سے باتیں کرتی ہے۔ مکہ کے ببول کھا کھا کر اس مریل پر جوانی آ گئی۔''

گھر کے دروازے پر اونٹنی جا کر بیٹھ گئی۔ حلیمہ نے بڑی احتیاط کے ساتھ ابن عبداللہ کو اتارا اتنے میں حلیمہ کے شوہر آ گئے اور خشمگیں لہجہ میں بولے:

تم اب تک کہاں رہیں ام شیما! میں تو سمجھا تھا تمہاری اونٹنی نے بیچ راستہ میں دغا دے دی۔ مگر یہ تو ظالم سفر سے توانا ہوکر آئی ہے۔ اور ہاں! تمہارے پیچھے بکریوں نے دودھ دینا چھوڑ دیا۔ سب کے تھن سوکھ گئے جیسے کبھی ان میں دودھ تھا ہی نہیں۔ ایک مصیبت ہو تو بیان کروں____ اب کی بار ہماری کھیتاں آپ ہی آپ خشک ہوئی جا رہی ہیں۔ سب فکر مند ہیں کہ فصل کی یہی حالت رہی تو کھائیں گے کیا؟''

''تم دنیا بھر کے فسانے سنانے بیٹھ گئے شیما کے باپ! اس بچہ کو تو گود میں لو، بنی ہاشم کا چشم و چراغ، سید القریش عبدالمطلب کا پوتا، عبداللہ کا یتیم اور آمنہ کا لخت جگر ہے یہ نونہال! اور اسکا نام سن کر تو تم جھوم جاؤ گے_____ (قدرے توقف کے بعد) احمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)___ اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی۔ اس کی برکت سے ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ راستہ بھر اس کے نور سے جگمگ جگمگ ہوتی آئی ہے۔''

حلیمہ کے شوہر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیار کیا اور ان کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا دیر تک نظارہ کرتا رہا۔ پھر بولا...... ''تم بھوکی ہوگی ام شیما! تمہارے لیے کہیں سے دودھ لے آؤں۔ ہماری بکریاں تو...... (یہ کہتے ہوئے اسکی نگاہ بکری کی تھنوں پر پڑی)...... ارے! یہ کیا! سوکھے ہوئے تھنوں میں دودھ آ گیا۔

حلیمہ کے شوہر دوڑا ہوا گیا اور برتن نیچے رکھ کر دودھ دوہنے لگا۔ پورا برتن دودھ سے بھر گیا۔ ''میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں ام شیما...... یہ تو جادو کی سی باتیں ہو رہی ہیں''...... حلیمہ کے شوہر نے کہا۔

''ابھی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کا آغاز ہے۔ تم دیکھنا، اور کیا کیا ہوتا ہے۔ ساری کلفتیں دور ہو جائیں گی! اور میں تو کہتی ہوں کہ اس بچہ کے دیکھنے پر جو لطف ملتا ہے، سارے جہان کی مسرتیں اس کے آگے ہیچ ہیں۔ میں اپنی قسمت پر ناز کروں یا تمہیں مبارک باد دوں۔''

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

اللہ اللہ وہ بچپنِ کی پھبن

اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

حلیمہ نے بڑے ناز ونعم اور چاہ کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی۔ جی ہاں پرورش! اس بہانہ خود اس کی تقدیر اور زندگی کی پرورش ہو رہی تھی۔ حلیمہ کی گود میں کونین کی دولت سمٹ کر آ گئی تھی۔ مہ وانجم کی نگاہیں حلیمہ کے گھر کا طواف کر رہی تھیں۔ قبیلہ سعد کی قسمت کا ستارہ آج سچ مچ برج شرف میں تھا، اور اللہ نے ان کے دن پھیر دیے تھے۔

صبح کو بنو سعد کے کسان جو اپنے کھیتوں میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سوکھے پودوں اور مرجھائی ہوئی ڈالیوں میں ایکا ایکی جان سی پڑ گئی۔ خشک کھیتیاں لہلہانے لگیں جیسے کسی نے ان پر آبِ حیات چھڑک دیا ہے۔ لوگ خوشی خوشی دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے۔

''اے بھائیو! کسی کو زندہ جادو اور جیتی جاگتی کرامات دیکھنی ہو تو ہمارے ساتھ جنگل میں چلے، تمام سوکھے اور بدرونق کھیتوں میں ہریالی ہی ہریالی نظر آتی ہے۔ فصل پر اس قدر رعنائیوں کے ساتھ تو آج تک بہار نہیں آئی۔ تمام کھیت باغ و بہار بن گئے، کونپلوں کا اٹھان اور ڈالیں کی بڑھوار اس غضب کی ہے جیسے دنوں کے ہوتے چند ساعتوں میں خوشے لگ جائیں گے۔ رات کی رات میں کیا ہو گیا؟ مینہہ کی ایک بوند بھی بادلوں سے نہیں گری، اور ہم کہتے ہیں دھواں دھار بارش ہو بھی جاتی تو بارش کا اثر آخر ہوتے ہوتے ہوتا ہے! قبیلہ بنو سعد کے غلہ کی پیداوار میں عرب کا کوئی قبیلہ برابر نہ کر سکے گا۔''

لوگوں میں اس بات کے چرچے ہونے لگے۔ بڑے بوڑھے آدمی جنھوں نے زمانہ کے بہت سے گرم اور سرد دنیا کے بڑے بڑے انقلابات دیکھے تھے۔ کہنے لگے کہ ایسا تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ رات کی رات میں سوکھے کھیت سرسبز ہو جائیں۔ تو حلیمہ کا شوہر فخر کے لہجہ میں بولا:

''تم لوگ عقل اور قیاس کے زور پر نرے تکے لگا رہے ہو، اصل حقیقت سے بے خبر ہو۔ سو میں بتاتا ہوں۔ سنو! شیما کی ماں مکہ سے ابن عبداللہ کو دودھ پلانے کے لیے لے کر آئی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دُرِّیتیم کا نام! جب سے وہ طفل سعید ہمارے گھر میں آیا ہے، برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ میری بکریوں کا دودھ خشک ہو گیا تھا۔ مگر رات سے ان کے تھنوں سے دودھ کے فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ اسکی برکتوں کی داستان تو تم حلیمہ کی زبان سے سنو۔ کہتی تھی کہ راستہ بھر نور برستا ہوا آیا ہے۔ یہ ہمارے کھیت جو آن کی آن میں لہلہا اٹھے ہیں اسی یتیم عبداللہ کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔ تم چل کر ذرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نگاہ دیکھ تو لو، تم خود پکار اٹھو گے کہ ایسا نورانی اور دل کش چہرہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔''

S.C.E.R.T. TELANGANA

حلیمہ دائی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دودھ میں محبت گھول گھول کر پلائی، اس نے اپنی ساری توجہ اور ممتا اسی یتیم پر صرف کردی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذراسی بے چینی بھی اس سے دیکھی نہ جاتی۔ گھنٹوں کلیجہ سے لگا کر ٹہلتی، جھولا جھلاتی...... اور اپنے مخصوص انداز میں اشعار پڑھتی جاتی اور اسکی لوریاں:

''نیند آنکھوں میں گھل مل کر راحت بن جاتی ہے۔ پھر اسی راحت کی آغوش سے زندگی بیداری کی انگڑائیاں لیتی ہوئی چونکتی ہے۔ بہت سوں کی آنکھیں بند ہوتی ہیں تو دل بھی سو جاتے ہیں اور بعض کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل جاگتے رہتے ہیں۔''

دو سال بعد آمنہ کے یتیم کا دودھ چھوٹ گیا اور حلیمہ اسے لے کر آمنہ کے پاس آئی۔ حضرت آمنہ کی خوشی کا کیا پوچھنا۔ طویل جدائی کے بعد اپنے نورِ نظر کو دیکھا تھا۔ ماں مامتا آنکھوں میں کھینچ کر آ گئی اور خوابیدہ تمنائیں یک بارگی جاگ اُٹھیں، عبدالمطلب نے پوتے کو بار بار چوما اور دل گیر ہو کر بولے:

''آج عبداللہ ہوتا تو اپنے لاڈلے کو دیکھ کر کتنا خوش ہوتا مگر اس بچہ کی تقدیر میں یتیمی کا داغ لکھا تھا۔ قسمت کا لکھا پورا ہو کر رہا''

مکہ میں ان دنوں شدید وبا پھیلی ہوئی تھی۔ ایک ایک گھر سے کئی کئی جنازے نکلتے۔ تمام شہر پریشان، ہراساں اور خوفزدہ تھا اور ڈرنے اور پریشان ہونے کی بات ہی تھی۔ ہر شخص کو موت کی پرچھائیاں دکھائی دیتی تھیں۔ جیسے پیام اجل آیا اور اب آنکھیں بند ہوئیں۔ کسی کے ذراسی چوٹ بھی لگ جاتی تو وہ یہی سمجھتا کہ موت کا قاصد اب آیا ہی چاہتا ہے۔ زندگی کی یہ آخری ساعتیں ہیں۔ اس کے بعد نزع اور موت اور پھر خاک کا ڈھیر۔ ان اندیشوں نے زندوں کو بیماروں سے بدتر بنا دیا تھا۔

بستی سے باہر نئی قبریں نظر آتی تھیں۔ ملک الموت کو شاید مکہ والے پسند آ گئے تھے۔ جوان غریبوں کی جانوں پر مشق ناز ہو رہی تھی۔ اہل مکہ نے اپنے بتوں کے آگے بہت کچھ ہاتھ جوڑے، سجدے کیے، منتیں مانیں، چڑھاوے چڑھائے، دُہائیاں دیں، فریادیں کیں، پیشانیاں رگڑیں، مگر وبا کا زور کم نہ ہوا۔ بیماری اور پھیلتی جاتی تھی...... بعض بعض قریشی نوجوانوں کو جھنجھلاہٹ بھی آ جاتی تھی کہ ان بتوں پر ہم جان چھڑکتے ہیں مگر ان کے دل ایسے پتھر کے ہیں کہ کسی طرح پسیجتے ہی نہیں۔ جن خداؤں سے دکھ درد اور مصیبت میں کوئی فائدہ نہ پہنچے وہ کس کام کے! ہمارے سجدوں کا آخر کچھ تو صلہ ملنا چاہیئے۔

وبا کا زور دیکھ کر بی بی آمنہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر حلیمہ کے ساتھ واپس بھیج دیا اور تین سال تک حلیمہ کو یہ سعادت حاصل رہی۔ بنو سعد کا قبیلہ فصاحت میں مشہور تھا۔ اس قبیلہ میں بلند پایہ شاعروں اور شعلہ بیان مقرروں کی بہتات تھی۔ عرب کہا کرتے تھے کہ بنی سعد کے کھیتوں میں سبزہ کی جگہ فصاحت اُگتی ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سادہ اور میٹھے بولوں کو سن کر سب حیران تھے کہ اس کمسنی میں یہ اعجاز گویائی ہے تو بڑے ہو کر فصاحت اور حسن تکلم کو ان لبوں پر ناز ہوگا۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دایہ حلیمہ کی بکری کا دودھ پیتے تو اپنی رضاعی بہن کے لیے از خود حصہ چھوڑ دیتے، دوسرے تھن کو منہ نہ لگاتے۔ چھٹ پن میں اس عدل وانصاف اور ہوش وآگہی کو دیکھ کر حلیمہ کے گھر والے کہتے کہ عبداللہ کا دُرِّیتیم بڑا ہو کر دنیا کو انصاف اور بھلائی سے معمور کر دے گا، اور اس کی ماں نے سچ کہا تھا کہ اس بچہ کی بڑی شان ہونے والی ہے۔ اس نیک بی بی کے خواب ایک ایک کر کے پورے ہوں گے۔

کئی سال تک حلیمہ کا گھر اس سعادت اور برکت سے بہرہ اندوز ہوتا رہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت نے ان کی ساری پریشانیاں اور غم دور کر دیے۔ وہ دعائیں کرتے تھے کہ چمن ہاشمی کا یہ غنچۂ نورس یہیں پھول بنے۔ یہ سعادت اب ہم سے جدا نہ ہو۔ لیکن یہ ہو نہ سکتا تھا۔ قدرت اس سعادت کو عالم افروز اور جہاں گیر بنانے والی تھی۔ یہ تجلیاں کسی ایک کاشانے کے لیے نہیں، تمام دنیا اور آفاق کے لیے تھیں۔ اس روشنی سے مشرق ومغرب جگمگانے والے تھے۔ اور سحاب رحمت سبزہ زاروں سے لے کر چٹیل میدانوں تک پر برسنے والا تھا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پانچ سال کی تھی جب حلیمہ انہیں آمنہ کے پاس واپس لائیں اور ماں کی امانت ان کو سونپ دی۔ غم اور خوشی کی جھلکیاں، آمنہ کے نور نظر سے ملنے کی خوشی تھی اور حلیمہ کو جدائی کا غم تھا۔ ایک کے لبوں پر مسکراہٹیں اور دوسری کی آنکھوں میں آنسو۔ یہ خوشی بھی مسعود تھی اور یہ غم بھی مبارک تھا۔ کہ ان دونوں باتوں کا تعلق اس ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود سے تھا۔ بی بی حلیمہ ارمانوں اور تمناؤں کے ہجوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد چھوڑ کر واپس ہوئیں، گھر آئیں تو در و بام کو بے رونق اور اجڑا ہوا سا پایا جیسے اس گھر سے بہار رخصت ہوگئی۔

6. غموں کے دو پہاڑ

بی بی آمنہ نے سات سال کا زمانہ بیوگی میں گزارا۔ عبدالمطلب نے معصوم سیرت اور فرشتہ صفات بہو کی بہت کچھ دلجوئی کی۔ کوئی حسن سلوک اور مسرت آمیز برتاؤ اس غم کا مداوا نہیں کر سکتا۔ آمنہ کی دنیا میں بس اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے روشنی تھی۔ اپنے لاڈلے یتیم کو دیکھ کر، کھلا کر اور چوم کر اپنا غم غلط کرتیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آنکھ میں آنسو چھلک رہے ہیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے۔ غم اس کا کہ جواں بخت اور جواں سال شوہر پردیس میں پیوند زمین ہوگیا۔ اور خوشی اس بات کی کہ خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بیٹا عطا کیا۔

حضرت آمنہ کے ننھیال کے لوگ یثرب (مدینہ) میں تھے، ان سے ملے ہوئے ایک زمانہ ہوگیا تھا۔ سفر میں غم کا بار بھی ذرا ہلکا ہو جاتا ہے، اور یہ بھی خیال تھا کہ مدینہ کے قریب ہی ابوا میں عبداللہ کی قبر ہے۔ اگر انقلاب زمانہ نے ان کی قبر کا نشان چھوڑا ہوگا تو اس

S.C.E.R.T. TELANGANA

کی بھی زیارت ہو جائے گی۔ ان امیدوں اور تصورات کے ساتھ آمنہ مدینہ روانہ ہوگئیں۔ ساتھ میں ام ایمن (حضورﷺ کی پھوپی) تھیں اوران کی آنکھوں کا تارا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔

جس نونہال کی برکتوں سے حلیمہ کے غبارِ راہ کو غیرتِ مہ وانجم بنادیا، اس کی اپنی بیوہ ماں کے سفر میں کیا کچھ برکتیں نازل نہ ہوں گی۔

مدینہ میں بی بی پہنچیں تو شریف و بامروت عزیزوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا یوں تو مدینہ کے تمام گھرانے مہمان نواز اورعزیز دوست واقع ہوئے ہیں۔ مگر بنونجار اس شرف میں ممتاز تھے۔ وہ باہر سے آئے ہوئے پردیسیوں کی راہ میں آنکھیں بچھا دیتے اور آمنہ تو پھر اپنی تھیں۔ خوب خاطر تواضع کی اور انتہائی مدارات اور وسعت خلق ومروت کے ساتھ پیش آئے۔

بی بی آمنہ کو بڑی بوڑھی عورتوں نے کلیجہ سے لگالیا اور یتیم عبداللہ کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا۔ عورتیں یوں بھی دل کی نرم اور حساس ہوتی ہیں۔ اور یہ تو موقع بھی اظہارِ غم کا تھا۔ ایک بیوہ اور ایک یتیم کا وہ خیر مقدم کر رہی تھیں۔ سب کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ ان آنسوؤں میں نو واردوں کے آنے کی خوشی بھی ملی جلی تھی۔ اس احساس نے آنسوؤں کو بہت زیادہ اجلا اور جان دار بنادیا تھا۔ صرف غم کے آنسو دھندلے دھندلے سے ہوتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقار و متانت کو دیکھ کر سب کو خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی! محلے میں چرچے ہونے لگے کہ مکہ معظّمہ کے خاندان بنی ہاشم کا ایک بچہ آیا ہے جس کی پیشانی سے اقبال وسعادت کا آفتاب طلوع ہوتا نظر آتا ہے۔ اسکی باتوں میں اس قدر دل کشی ہے کہ دل کہتا ہے کہ چمن ہاشمی کا یہ بلبل چہکتا ہی رہے۔

مدینے کے بچے زیادہ مہذب اور باشعور بچے نہ تھے۔ ان میں ایسے بھی تھے جو ایک دوسرے سے فحش کلامی کے ساتھ پیش آتے، آپس میں لڑتے، ایک کا ہاتھ دوسرے کا گریباں۔ کوئی خاک اڑا رہا ہے، کوئی کنکریاں پھینک رہا ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کے قریب نہ پھٹکتے۔ ہاں! کوئی بچہ تیراندازی کی مشق کرتا ہوتا تو اس کا ساتھ دیتے یا پھر بنوعدی بن النجار کی باؤلی میں تیرا کرتے۔

مدینہ میں ایک مہینہ قیام کے بعد بی بی آمنہ مکہ جانے کے لیے واپس ہوئیں۔ راستہ میں ابوا پڑتا تھا۔ یہاں حضرت عبداللہ کی قبر تھی، ٹھہر گئیں، ٹھہر جانا پڑا۔ غم محبت نے ان کا دامن تھام کر کہا، شوہر کی قبر کا نشان تو جاتے جاتے دیکھتی جاؤ۔ پھر نہ جانے ادھر آنا نصیب ہو کہ نہ ہو۔ دل میں ایک ایک چوٹ ابھر آئی اور کلیجہ کا ہر زخم ہرا ہو گیا۔ کچھ تکان، کچھ شدت غم، کچھ موسم کا اثر، پھر سفر میں نیا دانہ نیا پانی ملا۔ بی بی آمنہ بیمار ہوگئیں۔ مرض بڑھتا ہی گیا۔ ابوا کیا پورے عرب میں اس وقت شفا خانوں کا رواج نہ تھا۔ عطائی طبیب جڑی بوٹیوں سے علاج کرتے۔ آمنہ کی تیمارداری اور غم گساری کے لیے وہاں پردیس میں کون بیٹھا تھا۔ بس لے دے کر ام ایمن تھیں۔ جو تیمارداری کرتیں اور پورے سفر میں ان کی رفاقت بہت کچھ کام آئی۔ بیمار اور نحیف آمنہ کی غم گساری اور خدمت گزاری میں

ام ایمن نے ذرہ برابر کوتاہی نہ کی۔

بی بی آمنہ کو اپنے مرنے سے زیادہ غم اس کا تھا کہ میرے بعد میرے دل کے ٹکڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر گیری کون کرے گا۔ پیدا ہونے سے پہلے باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اب کچھ ہوش سنبھالا تو ماں کو موت آئی جاتی ہے۔ دنیا میں ہر بچہ کو ماں باپ ہی کا سہارا ہوتا ہے۔ انہی کی شفقت کے سہارے بچے پروان چڑھتے ہیں۔ دوسرے عزیز رشتہ دار کتنی ہی غم خواری اور دل دہی کیوں نہ کریں۔ ماں باپ کی محبت کی بات بھلا کہاں پیدا ہوتی ہے۔ یہی غم آمنہ کو مرتے مرتے کھائے جا رہا تھا۔

ام ایمن تسلی دیتیں، ڈھارس بندھاتیں کہ ام محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اتنی ہراساں نہ ہو۔ تم اچھی ہو جاؤ گی۔

بی بی آمنہ کی حالت بگڑنی شروع ہوئی۔ اپنے لختِ جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ آخری ہاتھ! کچھ کہنا چاہا مگر شدتِ نزع نے زبان کو سن کر دیا۔ دو چار کروٹیں لیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردیس میں بے ماں کے رہ گئے وہیں ابوا میں جہاں اب سے سات سال پہلے عبداللہ پیوند خاک ہوئے تھے، آمنہ بھی مدفون ہوئیں۔ محبت نے بیچ مچ زمین کی طنابیں کھینچ دیں۔ اسی جذبہ نے آمنہ کو مکہ سے کشاں کشاں بلا کر عزیز شوہر کی آرام گاہ میں جاں نثار بیوی کو بھی سلا دیا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں یہ پہلا سانحہ دیکھا تھا، اور سانحہ بھی کتنا الم ناک ماں کی ابدی جدائی! وہ بھی کہاں، پردیس میں! عزیز و اقارب سے دور، بے کسی اور آشنائی کی موت۔ مکہ میں آمنہ مرتیں تو سینکڑوں ابنائے ہاشم جنازے کے ساتھ ہوتے۔ گھر گھر سے رونے والیاں آتیں، اور یہاں ام ایمن کے سوا آنسو بہانے والا بھی کوئی نہ تھا...... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتا دیکھ کر ام ایمن نے بہت کچھ تسلی کی باتیں کیں مگر یتیم بچہ کے لیے ماں کے مرنے کا غم بڑا ہی دردانگیز ہوتا ہے جس پر گزرتی ہے وہ ہی جانتا ہے۔

ام ایمن چند دن کے بعد یتیم و یسیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ آئیں، عبدالمطلب کو بہو اور پوتے کے آنے کا ہر وقت انتظار رہتا تھا۔ پوتا تو آ گیا مگر بہو نہ آئیں، نہ آ سکیں۔ موت نے نہ آنے دیا۔ ابوا کی خاک دامن گیر ثابت ہوئی۔ آمنہ کا یہ سفر دراصل سفر آخرت تھا۔ موت کو تو اک بہانا چاہیئے ......بنو ہاشم کے گھرانے میں کہرام بپا ہو گیا۔ عورتوں نے صف ماتم بچھا دی۔

''سید القریش! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اب تمہارے سوا کوئی نہیں ہے۔'' ام ایمن نے جھجکتے ہوئے انداز میں کہا۔

''ام ایمن! کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ آمنہ کی یادگار اور عبداللہ کی نشانی کو یوں ہی بے حفاظت چھوڑ دوں گا! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل کا ٹکڑا اور میری بوڑھی اور سپید آنکھوں کی روشنی ہے۔ یہ حمزہ، عقیل، ابو طالب، حارث، ابولہب اور عباس میرے بیٹے ہیں۔ مگر رب کعبہ کی قسم! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے مجھے پیارا ہے۔ تم میری محبت کا اندازہ نہیں کر سکتیں ام ایمن! کاش دل دکھانے کی چیز ہوتی۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

ماں کے مرنے کے کوئی ایک سال بعد عبدالمطلب جو عبداللہ کے دُرِّیتیم کے کفیل تھے۔ دنیا سے چل بسے، عبدالمطلب کو مرتے دم اس بات کا بڑا غم تھا کہ بے ماں باپ کے بچہ کی کفالت اب کون کرے گا۔ کاش! میں چند دن اور زندہ رہتا۔ یہاں تک کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے۔

عبدالمطلب کی اس آرزو پر قدرت مسکرا رہی تھی کہ ابن ہاشم! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے سہارا سمجھ کر غم کرتا ہے۔ اس کو یتیم جان کر روتا ہے۔ بوڑھے سردار! یہ یتیم تو یتیموں کا والی اور غلاموں کا مولا ہے۔ جس کے دنیا میں سارے سہارے ٹوٹ گئے ہوں اسے یہ ایک دن سہارا دے گا۔ یہ وہ ہے، چاند ستارے اس کے اشارے پر گردش کریں گے۔ عبدالمطلب اطمینان کے ساتھ جان دے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم نہ کر اس کی غم خواری کے لیے اس کا خدا بہت کافی ہے۔

7. غم گسار چچا

عبدالمطلب کے انتقال کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب نے یتیم بھتیجے کو اپنی نگرانی اور کفالت میں لے لیا۔ قریش کہتے تھے کہ یتیموں کی ان کے عزیز بس دنیا کے دکھاوے کے لیے ہی دل دہی کرتے ہیں، حقیقی درد کسے ہوتا ہے۔ مگر ابوطالب نے ان کے اندیشوں کو غلط ثابت کر دیا۔ یہ قیاس آرائیاں ایک ایک کر کے واقعات نے جھٹلا دیں۔ ابوطالب سچے غم خوار نکلے۔ جیسے ان کے دل میں پہلے ہی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جگہ تھی۔ باپ (عبدالمطلب) کے جیتے جی اس جذبہ کے اظہار کا موقع نہیں ملا۔ اور باپ کا سایہ دور ہوتے ہی بھتیجے کی محبت کفالت اور غم خواری کے لیے انگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھی۔

ابوطالب نے محبت اور شفقت کے آنسوؤں سے بھتیجے کے چہرے سے گردِ یتیمی کو دھویا ہر طرح کی غم خواری کی۔ دلدہی کے تمام میسر اسباب صرف کر دیے۔ اپنے بچوں سے زیادہ شفقت اور راحت کے ساتھ پالا۔ عبداللہ کے دُرِّیتیم کی ذراسی بے چینی بھی غم خوار چچا کو گوارا نہ تھی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر میں ذرا سا کانٹا بھی چبھتا تو اس کی کھٹک ابوطالب کا دل محسوس کرتا۔ یہ حالت دیکھ کر اہل مکہ کہنے لگے، بھئی! ابوطالب! آخر سید القریش عبدالمطلب کا بیٹا بلکہ صحیح وارث اور جانشین ہے۔ اس سے اسی قسم کے شریفانہ برتاؤ کی توقع تھی۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی غیر نہیں ہے، ابوطالب کا خون اور گوشت پوست ہے...... اور پھر بچہ بھی کیسا؟ کہ غیر دیکھ کر نہ صرف پیار بلکہ احترام کرتے ہیں۔ اس یتیم کی خدمت کر کے ابوطالب اپنے لیے خیر و سعادت کا ذخیرہ جمع کر رہا ہے۔

تجارت کی غرض سے ابوطالب جب شام جانے لگے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بارہ برس کے لگ بھگ تھی۔ ابوطالب یتیم بھتیجے کو بہت عزیز رکھتے تھے مگر اس سفر میں ساتھ لے جانا مناسب نہ سمجھا۔ خیال آتا تھا کہ دور دراز کا سفر ہے۔ راستہ میں

S.C.E.R.T. TELANGANA

سبزہ زار اور دریا کے مناظر نہیں ہیں جو بچہ کا دل بہلتا رہے۔لق ودق صحرا ہے' کوسوں تک آبادی کا نام ونشان نہیں۔منزلوں تو پانی نہیں ملتا......ان صعوبتوں میں اسے لے جانے پر دل راضی نہیں ہوتا۔

ابوطالب مکان سے چلنے لگے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چچا سے لپٹ گئے۔محبت مصلحت پر غالب آ گئی' یتیم بھتیجے کی افسردگی' شفیق چچا سے نہ دیکھی گئی۔کمسن مسافر کو ساتھ لے لیا۔اور یہ چھوٹا سا قافلہ مکہ سے شام کے لیے روانہ ہو گیا۔ابوطالب کا گمان تھا کہ راستہ میں محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو سنبھالنا پڑے گا۔مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ خود اپنے سنبھالنے کی طاقت تھی بلکہ چچا کا بھی ہاتھ بٹایا۔انتہائی مستعدی اور فرض شناسی کے ساتھ! یہ رفاقت ابوطالب کے لیے بہت آرام دہ ثابت ہوئی۔

حجاز کے حدود سے باہر عبداللہ کے دُرِّیتیم کا یہ سب سے پہلا سفر تھا اور بھی اتنا طویل اور دشوار گزار! سفر میں بچے ساتھ کے لوگوں پر بار ہو جاتے ہیں۔مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوش مندی رفقاء کے لیے معجزے سے کم نہ تھی۔

بصرہ شام کا ایک مشہور شہر تھا۔اور اس کے قریب ہی گاؤں میں ایک صومعہ تھا جسے آس پاس کے لوگ بہت مقدس اور متبرک سمجھتے تھے۔اس صومعہ میں بحیرہ نام کا ایک راہب رہتا تھا۔بحیرہ کو نصاریٰ میں خاص منزلت اور تقدس حاصل تھا۔

انجیل کے علاوہ توریت کے مضامین پر بھی اس کی نگاہ تھی اور صُحفِ سماوی پڑھ پڑھ کر ظاہر ہونے والی روشنی اور آنے والی روحِ حق کا منتظر تھا۔

صومعہ کے قریب ہی ابوطالب نے اپنے اونٹوں کے ساتھ قیام کیا۔چچا اور بھتیجے دونوں درخت کے سایہ میں زمین پر بیٹھے تھے۔بحیرہ بھی پھرتا پھراتا ادھر آ نکلا۔اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔اس کی ٹکٹکی بندھ گئی جیسے نظارہ کے ساتھ ساتھ حافظہ کے نقوش سے نظر آنے والی نشانیوں کی مطابقت کرتا جاتا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے۔بحیرہ اور قریب آیا۔اس کی آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا ہوئی۔گویا حقیقتِ منتظر اسے نظر آ گئی۔اپنی تمام تقدیس دین اور شرفِ رہبانیت کے باوجود عقیدت کے ساتھ فرش پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

''توریت وانجیل پر میں نے برسوں غور وفکر کیا ہے اس میں ہم نے جو نشانیاں پڑھی ہیں کہ روحِ حق کا ظہور ہوگا۔وہ نشانیاں تمام کی تمام اس نونہال میں پائی جاتی ہیں۔میں اس کی نبوت کی بعثت سے پہلے ہی تصدیق کرتا ہوں۔نہ جانے اس وقت تک میں زندہ رہوں یا نہ رہوں۔

8. جوانی

اتنے گناہ آلود ماحول' بری سوسائٹی اور مذموم گردوپیش میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کا آغاز ہوا۔قدم قدم پر فتنوں کا ہجوم اور برائیوں کا جمگھٹا' نفس کی رغبت' الجھاؤ اور میلان کے لیے ہر قسم کی سہولتیں موجود تھیں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

اس سراپا معصیت ماحول میں عبداللہ کے دُرِّیتیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی تقویٰ، طہارت، پاکیزگی اور خوش اخلاقی کے ساتھ دورِ جوانی اور عہدِ شباب گزارا۔ وہ ان قاتلوں، سفاکوں اور لٹیروں میں تنہا صلح وسلامتی کا پیامبر، چوروں، رہزنوں، پیاں شکنوں اور جھوٹوں میں اکیلا صادق الوعد اور امانت دار، جواریوں، شرابیوں اور بدکاروں میں تنہا متقی، پرہیزگار اور نیک کردار تھا۔ زیادہ سے زیادہ نیکی کا تصور جو انسان کرسکتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ نیک اور صالح فطرت تھے۔ انسانیت کی بلندی کا آخری مقام جو ذہن میں آسکتا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اس سے بھی بہت بلند تھی۔

دنیا کے اندھیرے میں صرف یہی ایک چراغ تھا، زمانہ کے خارستان میں اس کی ذات گلاب بن کر مہک رہی تھی۔ عام رنگ وبو میں بس وہی ایک ذاتِ حق وصداقت کا مرکز اور ہدایت کا روشن مینارہ تھی۔ یہی ایک انسان ناطق تھا جس کے نطق پر سچائی ناز کرتی تھی۔

اکابرینِ قریش میں تذکرے ہوتے:

اے بھائیو! نہ جانے یہ نوجوان آگے چل کر کیا بننے والا ہے۔ اس انداز کا شریف، سچا اور نیک کردار آدمی ہم نے نہ تو دیکھا نہ کانوں سے سنا۔ صاحبو! کسی سے وعدہ کرے تو چاہے زمین ٹل جائے، آسمان ٹوٹ پڑے۔ مگر یہ اپنے قول سے نہیں پھر سکتا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی چاندنی سے زیادہ اجلی اور پھولوں سے بڑھ کر بے داغ اور معصوم تھی۔ قدرت نے آپ کے دامن کردار پر بھول چوک کی پرچھائیں بھی نہ پڑنے دی۔ یہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری معیار اور سیرت وکردار کی معراج تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور شدید دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت، پاک دامنی اور خوش اخلاقی کے قائل تھے۔ تاریخ نہیں بتاسکتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دشمن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو جھٹلایا، سارے عرب کو آپ کے خلاف جنگ کے لیے کھڑا کردیا۔ لیکن کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور ذات وشخصیت پر تہمت نہ لگاسکا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی، راست بازی اور عدل ونکوکاری سے متاثر ہوکر قوم نے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''امین'' کا خطاب دیا۔ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے تھے۔ بوڑھے بوڑھے قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی اور عظمت کو محسوس کرکے عزت کرنے کے لیے مجبور ہوجاتے۔ جدھر سے آپ گزرتے لوگوں میں چرچے ہونے لگتے کہ عبداللہ کا نیک سچا اور پرہیزگار بیٹا جارہا ہے۔ اور پھر آپ کی تعریفیں ہوتیں کہ اس میں یہ خوبیاں ہیں، یہ بڑائیاں ہیں۔

9. لڑائی رک گئی

مفاسد کا زیر وزبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

ایک بار مکہ کے قریبی علاقہ میں بہت زور کی بارش ہوئی۔ مینھ کی جھڑی لگی تو یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔ بادل کھلنے کا نام ہی نہ لیتے۔ اسکا یہ اثر ہوا کہ مکہ میں بہت زور کا سیلاب آ گیا۔گلیوں میں نہروں کی طرح پانی بہنے لگا۔ بہت سے مکان منہدم ہو گئے۔ اہلِ مکہ کے لیے بڑی پریشانی کا سامنا تھا۔ خانہ کعبہ بھی سیلاب کی اس زد میں آ گیا۔ دیواریں گر پڑیں۔ اوران کے ساتھ ''حجر اسود'' بھی اپنی جگہ سے زمین پر گر گیا۔

کعبہ کی تمام عرب والے عزت کرتے تھے اور بت پرستی کے بے پناہ شوق اور لامحدود عقیدت وگرویدگی کے باوجود بیت اللہ کے احترام سے ان کے دل و دماغ کبھی خالی نہیں ہوئے۔ اپنے مکانوں' بیٹھکوں' اور مویشی خانوں سے پہلے کعبہ کی تعمیر مقدم سمجھی گئی۔ سب لوگوں نے نہایت دلچسپی اور جوشِ عقیدت کے ساتھ اس نیک کام میں حصہ لیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کے ساتھ پتھر ڈھوڈھو کر لاتے اور کعبہ بنانے والوں کا ہاتھ بٹاتے۔

کعبہ کی دیواریں اُٹھ گئیں تو حجر اسود کے لگانے کا سوال درپیش ہوا۔ ہر شخص کہتا تھا کہ اس مقدس پتھر کی تنصیب کا شرف میں حاصل کروں گا۔ اس پر بات بڑھنے لگی۔

چار دن تک نزاع ہوتی رہی۔ پانچویں دن ابوامیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ بوڑھا تھا کہا کہ اس مسئلہ کو کسی پنچ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ لیکن یہ بات خود ایک نزاع بن جائے گی کہ ثالث کس کو بنایا جائے ...... اس مشکل کا حل بھی بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ خانۂ کعبہ میں جو شخص کل صبح سب سے پہلے داخل ہو اسی کو حاکم مان لیا جائے اور جو فیصلہ وہ صادر کرے اسے سب لوگ بغیر کسی چون و چرا کے مان لیں۔

اس پر سب نے حامی بھری کہ ہمیں یہ بات منظور ہے۔ شام ہوئی پھر رات اور اس کے بعد سپیدۂ سحر نمودار ہوا۔ اور اتنے میں لوگوں نے دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ سب نے کہا کہ آپ ہمارے ثالث ہیں۔ اس بات کا فیصلہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمائیں گے۔ تمام لوگ یہ کہنے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھنے لگے کہ نہ جانے ہلنے والے لبوں سے کس کے حق میں فیصلہ صادر ہوتا ہے' ہر کوئی پُر آرزو بھی تھا اور مایوس بھی!

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے فرش پر ردائے مبارک بچھا دی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر میں سنگ اسود اٹھا کر رکھا اور فرمایا کہ تمام قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی اس چادر کو تھام لے تاکہ تنصیب حجرِ اسود کا شرف تمام قبائل میں مساوی طور پر بٹ جائے۔ ہر قبیلہ کے ایک ایک آدمی نے چادر تھام کر اوپر اٹھائی اور اس طرح سب نے مل جل کر کعبہ کی دیوار میں حجرِ اسود نصب کر دیا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ سے سب خوش ہو گئے۔ تمام لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصابتِ رائے' حکمت و دانش اور فہم و فراست کا اقرار کیا۔ سارے مکہ میں اس صلح کن فیصلہ کی دھوم مچ گئی کہ ابن عبداللہ کی دانائی کی بدولت خون

S.C.E.R.T. TELANGANA

خرابہ کی نوبت نہ آسکی۔ ورنہ تلواروں کے جوہروں کی چمک زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ یہ لڑائی بنوبکر اور بنوتغلب کی خوریز جنگوں کی شہرت پر پانی پھیر دے گی۔ اہل مکہ نے محسوس کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نکوکار، پرہیز گار، امین اور راست باز ہی نہیں ہیں ان میں فیصلہ کرنے اور آپس کے جھگڑے چکانے کی بھی بے پناہ قابلیت پائی جاتی ہے۔

10. سفر شام سے شادی تک

بچپن میں ابوطالب اپنے یتیم بھتیجے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اگرچہ کفالت کرتے رہے۔ مگر اس زمانہ میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود میں بچپن نہیں گزارا۔ چچا کے بار کفالت کو اس طرح ہلکا کیا کہ تمام تمام دن جنگل میں ان کی بکریاں چرائیں۔ بڑے ہو کر وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور دنیا کے سب سے زیادہ معزز پیشہ تجارت کو اس عالم اسباب میں آذوقۂ حیات کا ذریعہ بنایا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور بات کے پکّے تھے۔ تجارتی کاروبار میں جس سے معاملت ہو گئی اور جس بات کے لیے زبان دے دی چاہے زمین و آسمان کیوں نہ ٹل جائیں اور تجارت میں کتنا ہی گھاٹا کیوں نہ ہو جائے، اپنے قول اور عہد کی تاویلیں کر کے زبان پھیرنے کا تصور بھی نہ فرماتے۔ کسی سے مال خریدتے تو دینے والے کی مرضی پر چھوڑ دیتے۔ وہ اونچا بھی تول دیتا تو گوارہ فرمالیتے مگر جب خود کسی کو مال بیچتے تو خوب جھکتا ہوا تولتے۔ تاجروں میں آپ کی دیانت اور خوش معاملگی کے تذکرے ہوتے۔

خویلد کی بیوہ بیٹی حضرت خدیجہؓ ایک شریف اور دولت مند خاتون تھیں، نوکر چاکر اور عزیز رشتہ دار ان کا تجارتی کاروبار سنبھالتے ہوئے تھے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور راست بازی کا شہرہ سن کر خدیجہؓ نے بہت منت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیام بھجوایا کہ میں آپ کے ذریعہ اپنا مال تجارت شام بھیجنا چاہتی ہوں۔ مجھے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر پورا اعتماد ہے۔ آپکی زحمت فرمائی کا مجھ بیوہ پر احسان ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام جانے کی ہامی بھر لی۔ اور چند دن بعد حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر شام کی طرف کوچ فرمایا۔ اس مختصر سے تجارتی قافلہ میں خدیجہؓ کا ایک رشتہ دار اور ان کا غلام میسرہ بھی تھا!

یہ وہی راستہ تھا جہاں بارہ سال کی عمر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ سفر کیا تھا۔ وہی وادیاں، وہی کوہ و دشت۔

یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا پچیسواں سال تھا۔ ذمہ داری، ہوش مندی اور فراست کا آفتاب جبین سعادت آثار سے طلوع ہو رہا تھا۔ قافلہ چلا، چلتا رہا۔ یہاں تک کہ شام پہنچ گیا۔ یہ کارواں اندھیرے سے بھی گزرا اور چاندنی میں بھی اس نے منزلیں طے کیں۔ دھوپ کی شدت بھی دیکھی اور سایہ کی راحت بھی۔ کہیں اتنا چٹیل میدان کہ دور دور تک کسی درخت کا نام و نشان نہیں۔ بس کہیں

S.C.E.R.T. TELANGANA

کہیں غبار آلود جھاڑیاں نظر آتی تھیں۔ وہ بھی جھلسی ہوئی جیسے ان میں قوت نموہی نہیں ہے۔ اور کسی جگہ نخلستان کا سلسلہ دور تک چلا جاتا' اور آس پاس لہلہاتے کھیت دکھائی دینے لگتے' خدیجہؓ بنت خویلد کے رشتہ دار خزیمہ اوران کے غلام میسرہ نے اس سفر میں بہت سے عجیب باتیں مشاہدہ کیں۔ قدم قدم پر برکتوں کا نزول اور سعادتوں کا ظہور۔ ایسے ایسے واقعات اور آثار جوانہوں نے اس سے پہلے دیکھے نہ تھے۔ ان کی حیرتیں بڑھتی ہی چلی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک سوکھا پیڑ جسکے نیچے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سرسبز ہوگیا۔ اسی مقام پر نسطور نامی راہب رہتا تھا اس نے کہا کہ پیشین گوئیوں اور مقدس بزرگوں کے اخبار کی روشنی میں اس حقیقت کے اظہار میں تامل نہیں کرسکتا' مجھے بتایا گیا ہے کہ اس درخت کے نیچے ایک پیغمبر آ کر قیام کرے گا جس کی برکت سے سوکھی ڈالیاں ہری ہوجائیں گی۔ اس کے ہاتھ میں انجیل کے نوشتے تھے اور انہیں پڑھ پڑھ کر وہ باتیں کہتا جاتا تھا۔

حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت میں توقع سے بہت زیادہ نفع ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال کی قیمت جوں کی توں خدیجہ کو دے دی۔ خدیجہ آپ کی اس دیانت اور راست بازی سے بہت متاثر ہوئی۔ وہ دیکھتی تھی کہ مکہ میں تجارتی کاروبار' لین دین' مول تول' اور خرید وفروخت پر آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ ہر شخص دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے غصب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لوگ عہد و پیمان کرتے ہیں اور توڑ دیتے ہیں۔ ان لوگوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے امانت دار' راست باز اور متدین آدمی کا پایا جانا غیر معمولی واقعہ بلکہ معجزہ ہے۔

خُزیمہ اور میسرہ نے یک زبان ہوکر حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں رہ کر ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسی ایسی عجیب وغریب باتیں دیکھی ہیں جو شاید کسی نے سنی بھی نہ ہوں۔ اندھیری راتوں میں روشنی ہوگئی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے۔ خشک درخت کے نیچے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور سوکھی ڈالیاں آن کی آن میں لہلہانے لگیں جیسے کسی نے ان پر آب حیات چھڑک دیا۔ ایک واقعہ ہو تو بتائیں۔ ہم تو راستے بھر ان کے ساتھ خواب دیکھتے رہے۔ اور یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا کچھ بابرکت ہونے کے باوجود انتہائی خلیق' متواضع' دردمند اور غم گسار ہیں' راستہ میں ہمیں انھوں نے کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی۔ نہایت مستعدی کے ساتھ ہر کام خود انجام دیا۔ اتنے دردمند رفیق سفر ہر کسی کو میسر نہیں آتے۔ اور ان کی پاک بازی اور پرہیز گاری کی تو لفظوں میں تعریف ہی نہیں ہوسکتی۔ یہ عرب کے جاہل لوگ اپنی شاعری' بہادری اور نسب ناموں پر فخر کرتے ہوئے مرجاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے لیے سب سے بڑا فخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشی الہاشمی کی ذات ہے۔

مکہ کا ہر شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور نیکی کا گرویدہ و معترف تھا۔ حضرت خدیجہؓ کو تجارت کے سلسلہ میں آپ کی دیانت کا ذاتی تجربہ بھی ہوگیا۔ پھر خُزیمہ اور میسرہ کی عینی شہادتوں نے اس ایقان کو اور زیادہ مستحکم اور اس اثر کو پائدار بنادیا۔ خدیجہ بیوہ تھیں۔ ان کی دنیا ویران ویران سی تھی۔ افسردہ اور غمگین تمنائیں! مرجھائے ہوئے احساسات! دل و دماغ نے ایک زبان ہوکر کہا کہ خدیجہ! دیکھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شریف اور باعزت انسان پورے عرب میں نہیں مل سکتا۔ ان کے پاس پاکیزہ

تمناؤں کا پیام بھیج ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تیرے پیام کو قبول کرلیا تو تیری تقدیر کا ستارہ چمک جائے گا۔

خدیجہؓ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شادی کا پیغام بھیجا۔آپ نے قبول فرمالیا۔آپ اپنے چچا ابوطالب ٗ حمزہ اور دوسرے عزیزوں کو ساتھ لے کر حضرت خدیجہؓ کے مکان پر پہنچے۔وہاں پہلے سے اہتمام تھا۔اور خدیجہؓ کے عزیز واقارب انتظار میں تھے ٗ نکاح ہوا۔ابوطالب نے خطبہ پڑھا۔اس خطبہ میں ابوطالب نے پہلے خدا کی حمد وثناء بیان کی اور اس کے بعد کہا کہ سارے قریش میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پلہ کا ایک آدمی نہیں ہے۔کوئی شخص شرافت ونکوکاری میں میرے سعید وامین بھتیجے کی برابری نہیں کرسکتا۔ہاں مال ودولت اس کے پاس نہیں ہے۔مگر دولت ٗ روپیہ پیسہ ٗ خزانے ٗ مال واسباب تو چلتی پھرتی چھاؤں کی مانند ہیں۔ آج اس کے پاس کل دوسرے کے پاس۔ان کا کوئی اعتبار نہیں۔اصل چیز تو ذاتی شرافت ہے جو ہر حال میں باقی رہے گی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بالکل نیا دور تھا۔حضرت خدیجہؓ بہترین شریک زندگی ثابت ہوئیں۔نیک ٗ فرماں بردار ٗ اطاعت گزار ٗ شوہر کے دکھ سکھ کی شریک ٗ ہر اعتبار سے ہم خیال۔وہ کسی بات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف ہی نہ کرتیں۔ ان کی فطرت میں محبت اور وفا سمائی ہوئی تھی۔حضرت خدیجہؓ نے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توقع سے بہت زیادہ ہم درد اور غم گسار پایا۔وہ جتنا نیک شادی سے پہلے سمجھتی تھیں۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بڑھ کر نیک اور پرہیز گار نکلے۔ان کی خلوت ہی نہیں جلوت بھی نیکی ٗ حیا اور عفت سے معمور تھی۔

حضرت خدیجہؓ کی رفاقت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سکون حاصل ہوا۔دونوں ایک دوسرے کے ہمدرد ٗ غم گسار ٗ اور سچ مچ شریک حیات......سکون واطمینان اور میل جول کی زندگی......ازواج ٗ مناکحت اور شادی کا لطف ہی میل ملاپ ٗ ایک دوسرے کی ہمدردی اور فکر خیال کی یک رنگی میں ہے۔یہ نہ ہو تو جنت بھی جہنم بن کر رہ جاتی ہے۔شوہر کی اطاعت تدبیر منزل کی بنیاد ہے اور بیوی کی ہمدردی معاشرت کی جان ہے۔جہاں یہ توازن باقی نہ رہے وہاں گھریلو زندگی کا نظریہ تہ وبالا ہوجاتا ہے۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ کی زندگی اس توازن کا بہترین نمونہ تھی۔

11. وحی کا نزول

جس مہتم بالشان مقصد کی تبلیغ اور تکمیل کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بھیجے گئے تھے۔اس کے ظہور اور اعلان کا زمانہ قریب آتا جارہا تھا! انسانیت کی تاریخ کا آخری اور سب سے زیادہ روشن ورق اُلٹنے کے لیے قدرت کے ہاتھ جنبش میں آنے والے تھے۔اندھیرا آپ ہی آپ کپکپاتا اور سمٹتا جارہا تھا۔جیسے اجالے کے لیے جگہ خالی کرنی ہے۔برائیاں ٗ پسینہ پسینہ ہوئی جارہی تھیں کہ نیکیوں کا دور شروع ہونے والا ہے۔گمراہی کی جان لبوں پر آگئی تھی کہ ہدایت کا ستارہ انقلاب کے جھروکے سے جھانک رہا

S.C.E.R.T. TELANGANA

ہے۔کائنات کا ایک ایک ذرہ تبدیلی محسوس کر رہا تھا اور:

جب اپنی پوری جوانی پہ آچکی دنیا
جہاں کے واسطے اک آخری نظام آیا

کا پیام فضا میں گونج رہا تھا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غور وفکر اور استغراق کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ مکہ سے تھوڑی دور پر حرا نام کا ایک غار تھا۔ آپ ستو اور پانی لے کر وہاں چلے جاتے اور کئی کئی دن تک ریاضت وعبادت اور غور وفکر میں ڈوبے رہتے۔نفس کا یہ مجاہدہ اور استغراق کی یہ کیفیت کسی ''غیبی نمود'' کی منتظر تھی۔ دل ونگاہ کو نہایت بے چینی کا انتظار تھا۔طبعیت بہت بے قرار سی رہتی۔قلب مبارک کی بے چینی دن رات بڑھتی جا رہی تھی۔کھانا پانی نبٹ جاتا پھر بھی بھوکے پیاسے خدا کی یاد غار کی تنہائی میں ہوتی رہتی۔حقیقت منتظر چالیس سال سے جھانک رہی تھی۔مگر پورے طور پر کھل کر سامنے نہ آئی تھی۔

انتظار اور مسلسل انتظار...... یہاں تک کہ غار حرا کے اندھیرے میں یکا یک روشنی نمودار ہوئی۔ناموس اکبر خدا کا پیام لے کر حاضر ہوا اور اس ربانی پیام کے الفاظ پوری ترتیل کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دہرائے گئے۔وحی اولین میں خدا کے نام کے ساتھ انسان کی تخلیق کا ذکر تھا اور وہ اس لیے کہ انسانوں سے خدا کا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑنے کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ کو نبوت عطاء ہوئی تھی۔اور اسی مقصد عظیم کی تکمیل کے لیے آپ کو دنیا میں بھیجا گیا تھا۔

یہ پیام اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کسی پہاڑ پر نازل ہوتا تو یقیناً ریزے ریزے ہو جاتا۔یہ اسی ذات کے قلب پر وقار کی طاقت تھی جو ذمہ داری کے اس بار گراں کو سہہ لیا۔ جبریل تھے' خدا کا کلام تھا' تجلیاں تھیں' محمد عربی تھے اور غار حرا تھا۔وحی الٰہی کی کیفیت مہبط وحی کے سوا اور کون بتا سکتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں لفظ کام نہیں دیتے۔شرح وبیان کا جس جگہ دم گھٹنے لگتا ہے۔زبان گنگ ہو جاتی ہے اور قلم کانپ جاتا ہے۔

محمد رسول اللہ غار حرا سے مکان تشریف لائے تو پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ ہیبت الٰہی سے چہرہ متغیر تھا۔گھر آتے ہی حضرت خدیجہؓ سے فرمایا:

''مجھے چادر اوڑھاؤ' چادر اوڑھاؤ۔''

حضرت خدیجہؓ نے جلدی دوڑ کر چادر اٹھائی اور آپ کو اڑھا دی۔آپ نے پورا واقعہ سنایا۔حضرت خدیجہؓ کی فطرت سلیم نے اس واقعہ میں ذرا بھی شک آمیز عجوبیت محسوس نہیں کی۔ بلکہ کہا کہ آپ کی ذات بھلائیوں کا سرچشمہ ہے۔خدا آپ کو ضائع نہیں کرے گا' پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس (جو ایک خداشناس بزرگ تھے) لے کر گئیں۔ورقہ نے کہا کہ یہی وہ ناموس ہے جو انبیاء بنی اسرائیل پر نازل ہوا کرتا تھا۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں۔

12. اعلان حق

اتر کر حراء سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیاء ساتھ لایا

اعلان حق، اظہار صداقت اور تبلیغ خیر و ہدایت پر منصب نبوت اور فریضہ رسالت کی بنیاد ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی کام پر مامور کیے گئے۔ یہ فرض جس قدر اہم اور برتر و عالی ہے۔ اسی قدر نازک اور دشوار بھی ہے۔ یہاں قدم قدم پر مصیبتوں، رکاوٹوں اور مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاجدار نبوت کی راہ میں کانٹے بھی بچھائے جاتے ہیں۔ سر پر خاک ڈالی جاتی ہے۔ اظہار حق کی پاداش میں اسے گالیاں بھی سننی پڑتی ہیں اور پتھروں کی بارش سے اس کا بدن بھی لہولہان ہو جاتا ہے۔

مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ صبر و استقامت اور عزیمت و توکل کی خاص قابلیت اور طاقت عطا فرمایا ہے۔ کوئی مخالفت اسے اعلان حق سے نہیں روک سکتی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو آواز دی جیسے کوئی خاص اعلان کرنا اور کسی اہم واقعہ کی خبر دینا چاہتے ہوں۔ جس نے اس پکار کو سنا۔ صفا کی طرف چل پڑا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ آج نہ جانے کیوں صفا کی چوٹی سے لوگوں کو پکار رہے ہیں۔ چلو چل کر دیکھیں آخر معاملہ کیا ہے! اور......وہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......صادق امین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صداقت، متانت اور سنجیدگی میں اپنا جواب نہیں رکھتے، انھوں نے کسی خاص بات کی اطلاع دینے کے لیے بلایا ہوگا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی وقار متانت اور احساس ذمہ داری کے ساتھ صفا کی چوٹی پر کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد قریش کا مجمع تھا۔ سب کی نظریں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر تھیں کہ نہ جانے کیا کہا جائے گا۔ اس سے پہلے تو اس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع نہیں کیا۔ یہ تو بالکل نئی بات ہے۔ شاید کسی اہم واقعہ کی اطلاع دینا مقصود ہے۔ تمام مجمع گوش برآواز تھا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دیکھو میں قلعہ کوہ پر کھڑا ہوں، تم اس کے نیچے ہو، میں پہاڑ کے دونوں طرف دیکھ رہا ہوں۔ اگر اچھا! میں یہ کہوں کہ ایک ہتھیار بند لشکر دور سے آتا دکھائی دے رہا ہے جو مکہ پر چڑھائی کرے گا تو تم اس کا یقین کرلو گے؟"

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

مجمع سے آواز آئی۔سب نے یک زبان ہوکر پکارا:

''یقیناً ہم تمہاری بات مان لیں گے تم جیسے راست باز اور صادق القول کو ہم بھلا جھٹلا سکتے ہیں۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ تو سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی، تم یقین کرلو کہ موت تمہارے سر پر آ رہی ہے اور تمہیں خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔اے قریشیو! جس طرح تم دنیا اور اس کی چیزوں کو دیکھ رہے ہو میں اسی طرح عالمِ آخرت کو دیکھ رہا ہوں۔''

کوہِ صفا پر اعلان حق کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ عام کر دی، گلی کوچوں اور بازاروں میں، سڑکوں اور چوراہوں پر خدا کا پیغام پہنچاتے۔مکہ ہی کیا سارے عرب ملک کے سامعہ (کانوں) کے لیے یہ پیام بالکل اجنبی اور نامانوس تھا۔لوگ نیکی اور ہدایت کی باتوں سے بدکتے تھے۔روایتی عصبیت اور موروثی عقائد قبول حق سے روکتے تھے کہ کہیں عبداللہ کے بیٹے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں آکر اپنے باپ دادا کے دین کو نہ چھوڑ بیٹھنا۔تمہارے آباواجداد بے وقوف نہیں تھے۔تم سے زیادہ عقل مند اور صاحب فراست تھے۔انہوں نے سوچ سمجھ کر ہی یہ راستہ اختیار کیا تھا۔جن خداؤں نے صدیوں سے تمہاری حاجت روائی کی ہے جو تمہارے آڑے وقت کام آئے ہیں ان سے اس طرح منھ موڑ لینا شان مروت اور احسان شناسی کے خلاف ہے۔بہادر آدمیوں کی ایک زبان ہوتی ہے۔جسے ایک بار بزرگ اور بڑا کہہ دیا بس ساری عمر اس کی بزرگی کی عزت کرتے رہیں گے۔ان تصورات اور توہمات نے رسول اللہ کی آواز کو دل تک پہنچ کر واپس کر دیا۔

سب سے پہلے جن نیک بندوں کو ایمان کی توفیق اور اسلام کی سعادت نصیب ہوئی وہ......؟

(۱) آزاد مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر بن قحافہؓ

(۲) بچوں میں سب سے پہلے علی ابن ابی طالبؓ

(۳) عورتوں میں سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلدؓ

(۴) موالی میں سب سے پہلے زید بن حارثہؓ اور

(۵) غلاموں میں سب سے پہلے بلال حبشیؓ

S.C.E.R.T. TELANGANA

13. غموں کا سال

ان تمام مخالفتوں اور عداوتوں کے باوجود مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا تھا جو اس دین حق کو قبول کرلیتا۔ وہ اپنی جگہ خود پیکر تبلیغ اور مجسمہ ہدایت بن جاتا۔ مکہ کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اسلام کی روشنی پھیلتی جارہی تھی۔ اسلام کی ترقی کو دیکھ کر کفار قریش بہت تلملائے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام تو کسی طرح نہیں رکتا۔ یہ پودا تو مخالفتوں کی آندھیوں میں اور جڑ پکڑتا اور پھیلتا چلا جاتا ہے اور یہی نہیں اس دین میں نہ جانے کیا لذت ہے کہ جس نے اسے قبول کرلیا بس وہ اسی کا ہولیا۔ مسلمان سرراہ پٹتے ہیں زخم کھاتے ہیں گھر والے انہیں کھانا کپڑا تک نہیں دیتے۔ مگر یہ لوگ ایسے دھن کے پکے ہیں کہ ان تمام سختیوں کے باوجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کلمہ پڑھے جاتے ہیں۔

سرداران قریش جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیام کو ناکام بنانے کی تدبیر سوچنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے یہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ بہت کچھ سوچ بچار اور قیل و قال کے بعد آخر یہ طئے ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے خاندان کے ساتھ کسی جگہ محصور کر کے سوشل بائیکاٹ کردیا جائے' کھانے پینے کی چیزوں کی جب بندش ہوگی تو بنو ہاشم بھوک پیاس کی تاب نہ لاکر ہماری ہر شرط مان لیں گے' قوم کا دباؤ بہت بری چیز ہے اچھے اچھوں کے ہوش ٹھکانے آجاتے ہیں۔

منصور بن عکرمہ نے تمام قبائل کی طرف سے ایک معاہدہ لکھا:

''جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کو بنو ہاشم قتل کے لیے ہمارے حوالے نہ کردیں اس وقت تک بنو ہاشم سے نہ کوئی بیاہ شادی کرے گا نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت ہوگی' نہ ان سے کوئی بولے چالے گا اور نہ اس خاندان والوں کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز جانے دے گا۔''

یہ معاہدہ اونٹ کی کھال پر لکھ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا تاکہ تمام مکہ اس سے آگاہ ہوجائے جو شخص اس معاہدے کو پڑھتا وہ دوسرے سے ذکر کرتا اور دوسرا تیسرے سے! اس طرح تمام مکہ میں اس کی شہرت ہوگئی کہ بنو ہاشم سے ملنا جلنا' معاملات کرنا اور انہیں کھانے پینے کی چیزیں دینا بہت بڑا قومی جرم ہے۔ قبیلوں کے تمام سردار اس معاہدے میں شریک ہیں اس لیے ہر قبیلہ والے پر ان شرائط کی پابندی ضروری ہے۔

ابوطالب اپنے خاندان سمیت شعب ابوطالب میں پناہ گزیں ہوگئے۔ یہ ایک طرح کی قید تھی اس گھرانے کے کسی آدمی سے کوئی قریشی بات چیت نہ کرتا۔ گلیوں کے موڑوں پر پہرے بٹھادیے گئے تھے کہ کوئی شخص ترس کھا کر کھانے پینے کی کوئی چیز بنو ہاشم تک نہ پہنچا آئے۔ شعب ابوطالب سے آنے جانے والوں کی نقل و حرکت پر کڑی نگرانی رکھی جاتی۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر کئی کئی وقت کے فاقے گزرنے لگے۔ صحابہ کرام بھوک سے بے تاب ہوکر درختوں کی پتیاں کھا کھا کر بسر کرتے' ایک صحابی کو اتفاق سے گلی میں ایک سوکھا چمڑا مل گیا۔ انہوں نے پانی میں بھگو کر اسے کوٹا اور جب خوب نرم ہوگیا تو اسے حلق سے اتار لیا۔ ہاشمی گھرانے کے پھول سے بچے بھوک کی تاب نہ لاکر روتے تو ان کی آوازیں سن سن کر کفار قریش خوش ہوتے۔ ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دیتا۔

پورے تین سال اسی عالم میں گزر گئے۔ پریشانیوں کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مصیبتوں کی حد ہوگئی۔ مکہ کی بھری بستی میں بنو ہاشم بے گانوں بلکہ اچھوتوں اور قیدیوں کی طرح زندگی گزار رہے تھے...... بے کسی اور کسمپرسی کی زندگی' ایسی زندگی جس کے مقابلے میں آدمی خودکشی کو ترجیح دینے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ قریش نے بنو ہاشم' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دانہ کے لیے ترسا دیا' مگر ان کے ثبات عزم میں فرق نہ آیا۔ بھوک پیاس کی حالت میں بھی وہ اپنے خدا کی حمد وثنا کرتے رہے۔

ابوطالب کا بڑھاپا تھا' غموں نے ان کو اور نڈھال کردیا' بھتیجے کی حمایت کے سبب ساری قوم مخالف ہوگئی تھی۔ بوڑھی کمزور ہڈیاں تھیں کب تک بار غم اٹھاتیں' ایک بار بیمار پڑ گئے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفیق چچا کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

''یا ابن عم! جس خدا نے تجھے رسول بنا کر مبعوث کیا ہے' اس سے میرے اچھے ہوجانے کے لیے دعا کیوں نہیں کرتا؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کی اس خواہش کا اشارہ پاکر خدا کی بارگاہ میں دعا کی۔ دعائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر مقدم کے لیے اجابت خود دوڑی ہوئی آئی اور ابوطالب تندرست ہوگئے۔ ان میں توانائی آگئی جیسے ان کے نحیف جسم میں کسی نے نئے سرے سے جان ڈال دی۔ خوش ہوکر بولے:

''بھتیجے! خدا تیری بات مانتا ہے۔''

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عمی! اگر آپ بھی خدا کی بات مان لیں اور اس کے کہے کو پورا کر دکھائیں تو وہ بھی آپ کا کہا مانے''۔

چند دن اچھے رہ کر ابوطالب پھر بیمار پڑے۔ زندگی کا آفتاب سچ مچ لب بام آگیا۔ بڑھاپے کی اوٹ سے موت جھانکنے لگی' سانس کا ڈورا اتنا کمزور ہوگیا تھا کہ بس ذرا سے جھٹکے کی دیر تھی۔ پھر قصہ پاک تھا۔

ابوطالب کی بیماری نے قدرے طول کھینچا' مکہ کے رسم و رواج کے مطابق دوا دارو بھی ہوئی۔ مگر قدرت ان کی زندگی کے منشور پر خاتمہ کی مہر لگا چکی تھی۔ آخر کار بوڑھے ابوطالب نزع کی ہچکیاں لے کر موت کی ابدی نیند سو گئے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیق و غم گسار چچا کی موت کا غم ہونا ہی چاہیے تھا۔ مگر کفار قریش کے گھروں میں خوشی کے چراغ جل رہے تھے اور جشن مسرت ہورہا

تھا کہ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا سہارا جاتا رہا۔ابو طالب کی حمایت جو آج تک ابن عبداللہ کے کام آتی رہی۔ اب موت نے چھین لی، مٹادی، بلکہ فنا کردی۔اول تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چچا کی موت سے خود ہی شکستہ خاطر ہوگئے ہوں گے اوران میں پہلا سا جوش نہ رہا ہوگا۔لیکن اب بھی انہوں نے پہلے کی طرح اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔تو ہم ان کا زور توڑ کر رکھ دیں گے۔یہ ابو طالب کا منھ تھا جو ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کی تھوڑی بہت رعایت کرجاتے تھے۔اب ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت، درگزر، چشم پوشی، اور مروت روا نہ رکھی جائے گی چچا کی محبت بھتیجے کے لیے ہر جگہ سپر بن جاتی تھی مگر اب خود وہ سپر ہی ٹوٹ گئی۔

یہ ان لوگوں کی بھول، کم نظری اور کوتاہ اندیشی تھی، قدرت ان کی باتوں پر ہنس رہی تھی کہ ارے نادانو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھروسہ ابو طالب پر نہیں خدا پر تھا۔ابو طالب مر گئے مگر خدا زندہ ہے۔

ابو طالب کی موت کا غم ابھی تازہ ہی تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غم گسار شریک حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ چند دن بیمار رہ کر اللہ کو پیاری ہوگئیں۔آگے پیچھے ایک چھوڑ دو غم خوار اور شفیق عزیزوں کا اٹھ جانا کوئی معمولی حادثہ نہ تھا۔غموں کے دو پہاڑ تھے جو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ابن عبداللہ پر ٹوٹ پڑے۔مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان غموں کو صبر اور شکر کے سہارے برداشت کر گئے۔اللہ تعالیٰ نے صبر کی بشارت اور اپنے وعدہ معیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تھاما، مگر کسی سانحہ کو محسوس کر کے اس سے متاثر ہونا انسانی فطرت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی دھیرے دھیرے حادثوں کا اثر ہوا اس سال کو آپ ''عام الحزن''، یعنی غم کا سال فرمایا کرتے تھے۔

14. نجاشی کے دربار میں

کفار قریش کے ظلم وستم کی رفتار اب اور زیادہ تیز ہوگئی۔وہ اب سچ مچ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے خون کے پیاسے ہوگئے ان سب نے ایکا کرلیا تھا اپنے جھوٹے خداؤں کی قسمیں کھا کھا کر اس بات میں متحد ہوگئے تھے کہ جیسے بن پڑیگا مکہ سے اسلام کے شیداؤں کا نام ونشان مٹا کر دم لیں گے، کانٹے کی نوک سے لے کر نیزے کی انی تک ہر چیز مسلمانوں کے خلاف استعمال کی جائے گی۔جہاں تک ہمارے دم میں دم ہے یہ نیا دین عرب میں نہیں چل سکتا،

اسلام دشمنی ہتھیار سے لیس ہو کر مخالفت کے میدان میں آگئی، مشورہ نہیں بلکہ عہد و پیاں ہوئے کہ مکہ کی زمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ اور آپ کے ساتھیوں پر تنگ کردی جائے گی۔کھل کر، چھپ کر، جس طرح ممکن ہوگا مسلمانوں کو ستایا جائے گا۔ابو طالب اور خدیجہ کی پے در پے موتوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو دل شکستہ کردیا ہے۔ان کی اس دل شکستگی سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔

مردتو مردعورتیں تک خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثاروں کو ستانے کے لیے کمر بستہ ہوگئیں۔ جاہلانہ عصبیت پوری قوت کے ساتھ عود کر آئی تھی۔ قریش صدیوں سے ایک دوسرے کے دشمن تھے قبائلی عداوتیں قرنوں سے چلی آتی تھیں۔ انتقام اور کینے دلوں میں مدت سے پرورش پا رہے تھے۔ مگر اسلام دشمنی کے لیے وہ سب کے سب ایک ہوگئے تھے۔ اس مقصد میں وہ ایک خیال اور ہم مقصد تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں وہ سب یک جان اور متحد تھے، ان میں سے ہر شخص رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کے ستانے میں ابوجہل اور ابولہب سے زیادہ شدید اور ظالم بننے کی کوشش کرتا۔

نوجوان چھوکرے اپنے گھر والوں سے فخریہ لہجہ میں کہتے کہ آج فلاں نخلستان میں ہم نے فلاں مسلمان کو خوب جی بھر کر مارا' اس کے بدن کو لہولہان کر دیا' کوئی بیان کرتا کہ بنو ہذیل کی گلی میں ایک مسلمان کو میں نے پہلے تو فحش گالیاں دیں اور پھر اسکی پیشانی پر تاک کر جو پتھر مارا ہے تو ہمارے معبدوں کا یہ دشمن زخم کے اثر سے تلملا کر زمین پر گر پڑا۔ اور میری ٹھوکروں نے اسے ادھ موا کر دیا۔ کوئی عورت کہتی کہ بنو ہاشم کے گھرانے میں گئی تھی ایک مسلمان عورت گوشت پکا رہی تھی۔ میں نے اسکی ہانڈی میں راکھ جھونک آئی۔ کوئی شخص فخر کرتا کہ میں نے نماز پڑھتے میں خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کے سر پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی۔

اسی پُر آشوب دور میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا حکم پا کر اپنے چند صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگ حبش چلے جاؤ۔ وہاں کا بادشاہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گا۔ اور اس خطہ میں تمہیں امن مل سکے گا۔ صحابہ کرام کا ایک مختصر قافلہ حبش کی طرف روانہ ہوگیا۔ اللہ کی راہ میں یہ پہلی ہجرت تھی جس کی بدولت عرب سے باہر اسلام کی آواز پہنچ گئی۔

کفار قریش کو جب یہ معلوم ہوا کہ چند مسلمان صحیح سلامت حبش پہنچ گئے تو ان کا ایک وفد بھی حبش روانہ ہوگیا۔ عداوت اور اذیت کوشی کی انتہا ہے کہ وطن چھوڑ دینے کے بعد بھی قریش کے کلیجہ میں ٹھنڈک نہ پڑی وہ چاہتے تھے کہ مکہ کی طرح حبش کی زمین بھی مسلمانوں پر تنگ کر دی جائے۔ اس حق پرست جماعت کو دنیا کے پردے پر کہیں بھی امان نہ ملے' عافیت کے تمام دروازے ان پر بند ہوجائیں۔

کفار قریش بڑے ہی چالاک' فتنہ اور سازشی تھے۔ بادشاہوں کی مطلق العنانی کا دور تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ شاہ حبش کی نگاہ اگر مسلمانوں کی طرف سے پھر گئی تو کوئی طاقت ان کو حبش میں پناہ نہ دے سکے گی اور یہاں سے ان کا نکل جانا پڑے گا۔ مگر بادشاہ کو براہ راست متاثر کرنا بہت دشوار تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ان لوگوں نے زمین ہموار کرنا شروع کی سب سے پہلے بادشاہ کے درباریوں اور مصاحبوں سے جا کر ملے ان کو ہر طرح سے ورغلایا اور صحابہ کرام کے خلاف ابھارا کہ یہ لوگ ایک نیا دین لے کر تمہارے ملک میں آئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے نوجوانوں کو بہکا کر غلط راہ پر ڈال دیا ہے۔ دیکھنا! کہیں یہ جادو تمہارے لوگوں پر بھی نہ چل جائے۔ یہ لوگ تو بس توحید کے نشہ میں سرشار ہیں۔ ان کا تو یہی تکیہ کلام اور شب و روز کا وظیفہ ہے "اللہ ایک ہے" اگر اپنے دین کی حفاظت اور بقا چاہتے ہو تو ان لوگوں کو جیسے بنے ہمارے حوالے کر دو' ہم ان سے بھگت لیں گے۔

شاہ حبش کے درباریوں نے کہا کہ آپ لوگ نشاط خاطر رکھیں۔ شاہی دربار میں ہم آپ کی پوری پوری ہم نوائی کریں گے۔کفار قریش کے وفد کو جب مصاحبوں اور درباریوں کی طرف سے تائید کا یقین اور اطمینان ہوگیا تو وہ لوگ شاہ حبش کے دربار میں جا کر فریادی ہوئے کہ جہاں پناہ! (صحابہ کرام) ہمارے قیدی ہیں جو بھاگ کر آپ کے ملک میں چلے آئے ہیں‘ انہیں ہمارے حوالے فرمادیجیے۔

شاہ حبش پورے جاہ و حشم کے ساتھ تخت پر بیٹھا تھا دربار کا ہے کو تھا‘ زمین کی جنت تھی۔زربفت کے پردے‘ قیمتی قالین‘ دیدہ زیب ساز وسامان‘ جھم جھم کرتی ہوئی گراں قدر صلیبیں‘ سونے چاندی کے گلدان‘ بادشاہ تو بادشاہ دربان‘ عصا بردار‘ شاگرد پیشہ اور غلام تک زریں وردیاں پہنے تھے‘ قریش کے وفد نے مسلمانوں کے خلاف جو استغاثہ پیش کیا اس کی تائید میں درباریوں کے سروں میں جنبش پیدا ہوئی۔رعب شاہی کے سبب زبان سے کچھ نہ کہا مگر آنکھوں کی چمک عرض کرنے لگی کہ وفد قریش کا ترجمان اور امیر سچ کہہ رہا ہے‘ یہ مسلمان واقعی وہی ہیں جو کچھ یہ قریش کہہ رہے ہیں۔

شاہ حبش نے وفد قریش سے چند سوالات کیے پھر مسلمانوں کی طرف مستفسرانہ نگاہوں سے دیکھا کہ تم کیا کہتے ہو ان الزامات کے جواب میں اپنی صفائی پیش کرو صحابہ کرام کی طرف سے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی دل نشین انداز میں تقریر کی۔ عرب کی جہالت پر مختصر تبصرہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔دربار میں ایک سناٹا سا طاری ہوگیا۔کفار قریش اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کے مسلمان ہمارے مقابلہ میں کیا بول سکیں گے۔ ہماری سازشیں بے کار نہ جائیں گی۔ درباری لوگ ہماری پشت پناہی کررہے ہیں اور مصاحبوں کو ہم نے پہلے سے گانٹھ لیا ہے۔میدان ہمارے ہاتھ ہی رہے گا۔مگر حضرت جعفرؓ کی تقریر نے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ وہ محسوس کررہے تھے کہ نجاشی ان کی تقریر کا اثر قبول کررہا ہے۔حضرت جعفرؓ کی باتوں میں وزن اور جان ہے ان کے جچے تلے فقرے شاہ حبش کے دل میں اترتے جارہے ہیں۔کس توجہ اور دلچسپی کے ساتھ بادشاہ ان کی تقریر سن رہا ہے۔ نجاشی کے دل میں گداز پیدا ہوا۔جیسے کسی غیبی طاقت نے چٹکی میں لے کر اس کے دل کو دبایا۔جہاں تک کہ سختی نرمی سے بدل گئی۔قرآن کی تاثیر نے کنجی بن کر اس کے دل کے تالے کو چشم زدن میں کھول دیا۔قفل کا کھلنا تھا کہ حقیقتیں بے نقاب ہوکر سامنے آگئیں۔قرآن کی آیتیں سن کر نجاشی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ درباری لوگ اور خود قریش کا وفد حیران تھا کہ جن آنکھوں میں غم وغصہ کی چنگاریاں نکلنی چاہیے تھیں ان میں آنسو جھلملا رہے ہیں۔حضرت جعفرؓ جب قرآن سنا چکے تو نجاشی نے تاثر آمیز لہجہ میں کہا:

’’یہ کلام اور انجیل ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں‘‘

مصاحبوں‘ درباریوں اور وفد قریش کے ارکان اس جملہ کو سن کر حیران رہ گئے۔ان پر اوس سی پڑ گئی۔کیا سوچ کر آئے تھے کیا ہوگیا؟ قریش مکہ اس انتظار میں تھے کہ ان کا وفد مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لائے گا۔

مگر ارکان وفد نے حبش سے واپس ہوکر جب حقیقت حال سے ان کو مطلع کیا تو ان کی تمناؤں کے ہوائی قلعے پانی کے بلبلوں

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

کی طرح ٹوٹ گئے۔ ارکان وفد نے کہا کہ اے بھائیو! ہم نے اپنی کوشش میں کوتاہی نہیں کی۔ بادشاہ حبش کے درباریوں تک کو ہم نے اپنا ہم زبان بنالیا۔ مگر اس کو کیا کریں گے کہ جعفرؓ کی تقریر اور پھر قرآن کی آیتوں نے نجاشی کو اتنا متاثر کیا کہ وہ بھرے دربار میں رونے لگا۔ بھائیو! یہ لوگ تو جادوگر معلوم ہوتے ہیں۔ دنیا جہاں میں جہاں بھی یہ پہنچیں گے لوگ ان کا اثر قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان کے زور کو اگر پوری قوت کے ساتھ کچلا نہ گیا تو عرب ہی نہیں ساری دنیا ان کے دام میں گرفتار ہو جائے گی۔

15. مدینہ میں حق کا ظہور

بعثت نبوی ﷺ کا گیارھواں سال ہے۔ حج کا موسم ہے۔ عرب کے گوشہ گوشہ سے لوگ مکہ چلے آ رہے ہیں۔ مکہ کی بستی میں غیر معمولی چہل پہل ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام باہر سے آنے والوں تک خدا کا پیام پہنچانے کے لیے ہر ممکن سعی فرما رہے ہیں۔ کفار قریش کی مخالفتوں، مزاحمتوں اور رکاوٹوں کے باوجود آپ اپنے فرض کی ادائیگی میں منہمک ہیں۔

شہر مکہ سے چند کوس کی دوری پر عقبہ نام کا ایک مقام ہے جہاں رات کے اندھیرے میں یثرب سے آئے ہوئے لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔ یثرب والوں نے اب تک کسی آدمی کا اتنا روشن اور دل کش چہرہ نہ دیکھا تھا۔ اندھیرے میں ایسا دکھائی دیا جیسے بدر کامل بادل کا اوٹ سے نکل آیا۔ وہ لوگ سمجھے کہ قریش کو کوئی سردار کسی اپنی ضرورت سے یا ہم سے کوئی ضروری بات کہنے کے لیے آیا ہے۔ مگر ان کے ضمیر آپ ہی آپ بول رہے تھے کہ اس مقدس و منور انسان کا رات کی تنہائی میں یہاں آنا کسی اہم واقعہ کا پیش خیمہ ہے۔ یقیناً کوئی نئی بات ظہور میں آنے والی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چھ آدمیوں کے سامنے پہلے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی اور خدا کی جلالت وعظمت سے ان لوگوں کے دلوں کو خوب گرما دیا۔ درس توحید کے بعد شرک کی تردید بہر حال ضروری اور نفسیات انسانی کے عین مطابق تھی اس کے بعد حضور نے نیکوکاری اور زہد کی تلقین کی اور فسق و فجور اور برے کاموں سے منع فرمایا۔ یثرب والے نہایت خاموشی کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سنتے رہے۔ ان کے دل ایک ایک لفظ کو قبول کرتے اور اثر لیتے گئے تلاش حق کے لیے شاید پہلے ہی سے مضطرب تھے اور دل و دماغ میں حق بات ماننے کی پوری پوری صلاحیت موجود تھی۔ بس یوں سمجھیے کہ زمین تیار تھی بس اس میں بیج ڈالنے کی دیر تھی۔

رات کی خموشی، اندھیرا، مکہ کی پہاڑیوں کا دامن، اجنبی لوگوں سے ملاقات، اسی عالم میں درس ہدایت کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیتیں ان لوگوں کو سنائیں۔ ساری فضاء جھوم جھوم گئی، شجر و حجر پر وجد طاری ہو گیا اور یہ تو پھر انسان تھے۔ کلام الٰہی نے ان لوگوں کے دلوں میں یقین ایمان کے فانوس روشن کر دیے، بھٹکے ہوؤں کو کسی وہم و گمان اور کوشش کے بغیر راہ

S.C.E.R.T. TELANGANA

استقامت مل گئی۔

یثرب کے یہ چھ لوگ اپنی قوم کے ساتھ بت پرستی کرتے تھے۔ مگر انھوں نے یثرب کے ہمسایہ یہودیوں کی زبان سے بار بار سنا تھا کہ بہت ہی قریب زمانہ میں ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس چہرے کو دیکھ کر اور آپ کی گفتگو سن کر ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جس نبی کی بعثت کے لیے ہزار ہا سال سے پیشن گوئیاں ہوتی چلی آتی ہیں۔ وہ یہی ہیں اس خیال نے یقین کی صورت اختیار کر لی۔ اور وہ سب کے سب ایمان لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند لمحوں کی تربیت نے ان میں اسلام کی روح، توحید کی لذت ایمان کا ذوق اور نیکوکاری کا احساس پیدا کر دیا، اب جو مکہ سے یہ اپنے وطن کو لوٹ کر گئے تو ان میں سے ہر شخص اللہ کے دین کا مبلغ، خدا کے پیام کا منادی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ناشر تھا۔

یثرب سے بہت سے لوگ حج کرنے کے لیے مکہ آئے تھے اور ہر طرف سے آئے دن یثرب میں مسافر آتے جاتے رہتے تھے۔ مگر ان چھ مسلمانوں کے چہروں کو دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ یہ تو مکہ سے بہت کچھ بدل کر آئے ہیں ان کی ایک ایک ادا، بول چال، رفتار گفتار، نشست و برخاست تک میں ایک خاص تبدیلی پائی جاتی ہے۔ زندگیوں کا اس قدر جلد بدل جانا بہت حیرت انگیز ہے۔

ان سعادت مند افراد نے یثرب پہنچ کر ہر ملنے جلنے والے، اپنے پرائے، عالم جاہل، دیہاتی اور شہری سے کہا کہ بھائیو اور دوستو! وہ نبی جس کا تمام دنیا کو انتظار تھا اور جس کی آمد کی خبر ہم سدا سے سنتے آئے ہیں اس کا ظہور ہو چکا، ہم اس مقدس نبی کے دیدار سے مشرف ہو کر آئے ہیں۔ اس کا کلام اپنے کانوں سے سنا ہے۔ اس نبی نے زندہ رہنے والے خدا تک ہمیں پہنچا دیا ہے۔ اب ہماری نگاہوں میں دنیا کی زندگی اور موت کی کوئی قدر نہیں رہی۔

اسلام کے ان پرجوش مبلغین کا یہ اثر ہوا کہ یثرب کے ایک ایک گھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہونے لگا۔ ان چھ مسلمانوں کی بدلی ہوئی زندگیوں کو دیکھ کر یثرب کے باشندے کہتے کہ اے بھائیو! یہ لوگ اسلام لانے کے بعد کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں ، برائیوں کے پاس تک نہیں پھٹکتے، ہر دم بھلائی اور پاک بازی کا انہیں خیال رہتا ہے جس دین اور جس پیغمبر کی تعلیمات نے سیرت و کردار کو بدل دیا، اس میں یقیناً صداقت پائی جانی چاہیئے۔ شوق و ذوق کی دبی ہوئی چنگاریاں بہت سوں کے دلوں کو گرمانے لگیں، توحید و نیکوکاری کی باتیں سن سن کر سعید روحیں لطف لینے لگیں۔

ایک سال بعد یعنی ۱۲ بعثت نبوی میں یثرب کے بارہ باشندے مکہ آئے۔ یہ لوگ گھروں سے یہ ارادہ کر کے چلے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی تعلیمات اور اصول دین اپنے کانوں سے سنیں گے، آپ کی نقل و حرکت، رفتار و گفتار اور آپ کے ساتھیوں کے حالات سے اندازہ کریں گے کہ آیا یہ ذات واقعی پیروی کیے جانے کے قابل ہے؟ اس کی غلامی اور اطاعت کا پٹہ ہمیں اپنی گردنوں میں ڈال لینا چاہیئے۔ حق کی تلاش، صداقت کی جستجو، ایمان و ہدایت کا سراج انہیں مکہ کشاں کشاں لے کر آیا، مذہب اور عقیدے کا معاملہ تھا وہ خوب ٹھونک بجا کر اور دیکھ بھال کر فیصلہ کرنا چاہتے تھے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یثرب کے یہ بارہ نقیب حاضر ہوئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پیام ان تک پہنچادیا۔نیکی اور پرہیز گاری کی تعلیم دی۔قرآن کی آیتیں ان کے حق میں بھی انقلاب کا سبب اور ہدایت کا ذریعہ بن گئیں۔صحابہ کرام کی مقدس اور بے داغ زندگیوں کو دیکھ کر اور یقین ہو گیا کہ یہ دین ایک ہی تاؤ میں کھوٹے کو کھرا اور پیتل کو کندن بنا دیتا ہے۔سب نے یک زبان ہو کر اللہ کی ربوبیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی۔اسلام لاتے ہی ان کی بھی کایا پلٹ ہو گئی۔وہ اس تبدیلی کو خود محسوس کر رہے تھے۔دلوں پر کفر وضلالت کے پڑے ہوئے پردے یکبارگی اٹھ گئے۔ہر شخص ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا۔فرط مسرت نے ان کے چہروں کو ارغوانی بنا دیا تھا وہ اپنی قسمتوں پر ناز کر رہے تھے۔

چھ وہ لوگ جن کو عقبۂ اولیٰ میں اسلام کی سعادت نصیب ہوئی اور بارہ یہ نئے نئے مسلمان۔اس طرح اب اٹھارہ آدمی یثرب میں مسلمان تھے اور حضرت مصعبؓ نے اس تعداد میں ایک کا اور اضافہ کر دیا۔یثرب میں چرچے ہونے لگے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ساتھی کو ہمارے شہر میں تبلیغ کے لیے بھیجا ہے چلو ان سے چل کر ملیں۔ان کے ذریعہ اسلام کے بارے میں ٹھیک ٹھیک معلومات حاصل ہو سکے گی' لوگ مصعبؓ سے آ کر ملتے اور اسلام کے متعلق سوالات کرتے' حضرت مصعبؓ خود بھی گلیوں' بازاروں اور گھروں میں جا کر اسلام کی تبلیغ فرماتے۔مکہ کی طرح مدینہ دشوار اور بنجر نہ تھا۔یہاں کی زمین میں ہدایت قبول کرنے کی استعداد موجود تھی۔حضرت مصعبؓ کی تعلیم وتربیت نے بہت سے دلوں کو نور ایمان سے جگمگا دیا اور اس کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا جو شخص مسلمان ہوتا وہ خود اپنی جگہ اسلام کا مبلغ بن جاتا۔ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو جاتا اور ایک دل کا دوسرے دل پر اثر پڑتا۔جو لوگ ایمان کی حلاوت اور اسلام کی لذت سے آشنا ہوتے وہ پچھتاتے کہ ہائے ہم اب تک بڑی بے خبری اور اندھیرے میں رہے۔یہ زندگی لہو ولعب اور خرافات میں گزری' کام کی زندگی کا تو اب آغاز ہوا ہے کاش! اب سے بہت پہلے اس نعمت سے بہرہ اندوز ہونے کی سعادت حاصل ہو جاتی۔

مدینہ میں حضرت مصعبؓ پہنچتے تو اسعد بن زرارہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیامی کی میزبانی کا شرف حاصل کیا' اسعد خود بھی تبلیغ حق میں بہت پیش پیش تھے۔اسعد کے گھر میں مسلمانوں کا جماؤ ہوتا اور حق کی اشاعت کے لیے مناسب تجویزوں پر سوچ بچار کیا جاتا۔ان تمام لوگوں کو یہی دھن تھی کہ مدینہ کے کسی ایک گھر میں بھی کفر وشرک کا نام ونشان باقی نہ رہے گمراہی اور ضلالت کے بادل چھٹ کر' ہدایت کا سپیدہ نمودار ہو جائے۔ان مقدس روحوں نے اس کام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں' اٹھتے' بیٹھتے' کھاتے پیتے اور جلوت وخلوت میں بس یہی دھیان رہتا کہ اسلام کی اشاعت ہو اور جہالت کا دور ختم ہو جائے۔ایسی والہانہ سرگرمیاں اور خلوص آمیز کوششیں بھلا کس طرح رائیگاں جا سکتی تھیں۔اسلام تیزی کے ساتھ یثرب میں پھیلنے لگا۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ان دونوں قبیلوں کے سردار تھے۔یہ ابھی تک اسلام کے دائرے میں نہ آئے تھے ان دونوں تک یہ خبر کسی نے پہنچا دی کہ مسلمان تمہارے قبیلوں میں اسلام پھیلانے کے لیے مشورے کر رہے ہیں۔اور مشورے کے بعد جب کسی فیصلہ

S.C.E.R.T. TELANGANA

پر وہ پہنچ جائیں گے تو کسی تاخیر اور تامل کے بغیر اس پر عمل شروع کر دیں گے' یہ مسلمان اپنے ارادوں میں بڑے مضبوط ہیں' کوئی مزاحمت اور مخالفت ان کے جوش کو تھام نہیں سکتی۔ان کی باتوں میں نہ جانے کیا اثر ہے کہ جس کو پیام پہنچاتے ہیں پھر ان کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔اپنے قبیلوں کو کسی طرح ان سے دور رکھو' ورنہ یہ لوگ ان میں پہنچ گئے تو پھر ان کی تعلیمات کے اثر کا توڑ دشوار ہو جائیگا۔ فتنہ (معاذ اللہ) کو سر اٹھانے سے پہلے دبا دینا عقل مندوں کا شیوہ ہے' ایسے موقعوں پر ذرا سی بھی ڈھیل دینے سے کام بگڑ جاتا ہے۔

اس خبر کو پا کر سعد بن معاذؓ غصہ میں آ گئے' انہوں نے اسید سے کہا کہ اسید! تم کس غفلت اور بے خبری میں پڑے ہوئے ہو' یہ اسعدؓ اور مصعبؓ دونوں مل جل کر خود ہمارے گھرانوں کے ناسمجھ لوگوں کو بہکانے لگے ہیں اور یہ فتنہ ہمارے لوگوں کے دروازوں تک پہنچ گیا ہے' تم جاؤ اور ان سے جا کر سختی کے ساتھ کہو کہ ہمارے محلوں میں اب دوبارہ قدم رکھا تو اچھا نہ ہوگا۔اسید! میں خود یہ باتیں جا کر ان لوگوں سے کرتا۔مگر اسعدؓ میری خالہ کا بیٹا ہے اس لیے تمہیں بھیج رہا ہوں۔

اسید بن حضیر بھی غصہ کے مارے بیتاب ہو گیا کہ یہ مسلمان اپنے دام کو خود ہمارے گھروں میں پھیلا رہے ہیں۔سعد بن معاذؓ کی تقریر نے اسے اور گرما دیا۔اسید نے اپنے ہتھیار ساتھ لیے اور ہر مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر روانہ ہوا۔خاندانی عصبیت اور جاہلانہ حمیت پورے جوش پر تھی۔اسید اس عزم کے ساتھ روانہ ہوا تھا کہ مسلمانوں نے کوئی سخت سست بات کہی تو نیزے اور تلوار سے اس کا جواب دوں گا۔پہل میری طرف سے ہوگی۔پھر سارا قبیلہ میری حمایت میں اُٹھ کھڑا ہوگا' اور اس طرح مسلمانوں کے خلاف جنگ چھڑ جائے گی' مسلمانوں کی تعداد بھی بہت تھوڑی ہے۔ہمارے قبیلہ کی دیکھا دیکھی دوسرے قبیلے بھی اسلام کے خلاف میدان میں آ جائیں گے اور پھر اس نئے دین کا یثرب میں قدم جمنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔

اسید کو مسلح آتا دیکھ کر اسعد بن زرارہ نے مصعب بن عمیر سے کہا کہ دیکھیے! اس قبیلے کا سردار آ رہا ہے' اللہ کرے وہ آپ کی بات مان لے اور ہدایت کا پیام قبول کر لے۔مصعب نے جواب دیا کہ اگر یہ شخص بیٹھ گیا تو میں اس سے یقیناً گفتگو کروں گا۔ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اسید لمبی لمبی ڈگیں بھرتا ہوا وہاں جا پہنچا۔اس نے کھڑے کھڑے مسلمانوں کو خوب گالیاں سنائیں کہ تم ہمارے قبیلے کے احمقوں' نادانوں اور ناسمجھ لوگوں کو بہکاتے ہو' دیکھو! میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ ان حرکتوں سے باز آ جاؤ۔ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا......مصعب اطمینان کے ساتھ اسید کی دشنام طرازیوں کو سنتے رہے۔انکو اس بات کا انتظار تھا کہ یہ اپنی باتیں ختم کر لیں تو میں کچھ کہوں۔ایسے غضبناک آدمی کی باتوں کے بیچ میں بول پڑنا بھی ٹھیک نہیں۔ٹوکنے سے اس کے عتاب کا پارہ اور چڑھ جائے گا۔غیظ و غضب کی حالت میں نیکی کی بات اور الٹا اثر کرتی ہے۔

اسید گالی گلوج دے کر جب دل کی بھڑاس نکال چکا تو حضرت مصعب نے انتہائی متانت اور نرمی کے ساتھ فرمایا کہ کاش! آپ بیٹھ کر ہماری بات سن لیں اگر آپ کو ہماری باتیں پسند آئیں تو قبول فرما لیں اور ناپسند ہوں تو ان پر توجہ نہ کریں' اسید پر حضرت مصعب کے اس شیریں لہجہ کا بہت اثر ہوا کہ جس شخص کو گالیاں دے رہا تھا اس نے ایک دشنام کا بھی مجھے جواب نہیں دیا۔اس کے ماتھے

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

پر شکن تک نہیں آئی۔اس کے لہجہ میں کتنی نرمی اور شیرینی ہے۔لاؤ اس کی باتیں سن لوں‘ بات سننے میں کیا مضائقہ ہے‘ ہر آدمی دن رات میں بیسوں آدمیوں کی زبانی گفتگو سنتا رہتا ہے‘ دیکھوں تو سہی کہ یہ مصعب آخر کیا کہتا ہے۔

اسید اپنے ہتھیاروں سمیت زمین پر بیٹھ گیا۔اس کے کان مصعب کی باتوں کے انتظار میں تھے۔یہ اضطراب اور انتظار خود حصول سعادت وفلاح کی طرف نظر نہ آنے والی انگلی سے اشارہ کر رہا تھا۔حضرت مصعب نے انتہائی دل نشین انداز میں اُسید کو بتایا کہ اسلام کیا ہے؟ اسید بڑے غور وتوجہ کے ساتھ ایک ایک لفظ سنتا رہا۔اسلام کی ایک بات سن کر بھی اسے وحشت نہیں ہوئی حالاں کہ نئی باتوں سے ابتداء میں طبیعت مانوس نہیں ہوتی مگر اسید کے لیے سعادت مقدر ہو چکی تھی۔

اسلام کی حقیقت جب مصعبؓ بیان کر چکے تو اس اثر کو اور پائیدار بنانے کے لیے قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں‘ اسید نے خاموشی کے ساتھ قرآن سنا اور بدلے ہوئے انداز میں بولے:

’’یہ تو فرمایئے کہ جب کوئی آپ کے دین میں آنا چاہتا ہے تو آپ کیا کرتے ہیں؟‘‘

حضرت مصعبؓ نے جواب دیا:

’’ہم ایسے آدمی کو نہلا کر‘ پاک کپڑے پہناتے ہیں اور پھر کلمہ شہادت پڑھا دیتے ہیں۔‘‘ اُسید ہتھیاروں کو زمین پر پھینک کر تیزی کے ساتھ اُٹھا‘ کپڑے دھونے اور نہانے لگا۔مصعبؓ ،اسعدؓ اور دوسرے مسلمان اسید کی اس تیاری کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ جس زبان پر ابھی گالیاں جاری تھیں‘ اب اس سے اللہ کی بڑائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ادا ہوگی۔

اُسید نہا دھو کر اور صاف کپڑے بدل کر مصعبؓ کے سامنے آیا۔اور نہایت ذوق شوق کے ساتھ کلمۂ شہادت پڑھا۔اسید جو تبلیغ اسلام کو روکنے کے لیے یہاں آیا تھا اب خود مسلمان بن کر روانہ ہوا۔سعد بن معاذؓ بڑی بے چینی کے ساتھ اُسید کا انتظار کر رہے تھے کہ نہ جانے مسلمانوں کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے اور واقعہ کیا صورت اختیار کرتا ہے اُسید کی واپسی کی تاخیر ہو جانے سے اور فکر بڑھ گئی طرح طرح کے اندیشے دل میں پیدا ہوتے تھے یہ بھی خیال آتا تھا کہ بات چیت بڑھتے بڑھتے کہیں ہاتھا پائی اور جنگ وجدال کی نوبت نہ آگئی ہو۔اسید تنہا گیا ہے وہ اتنے بہت سے لوگ ہیں۔کیا عجب ہے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ گیا ہو۔

سعد بن معاذؓ کو دور ہی سے حضرت اسید کو دیکھ کر کہا یہ وہ چہرہ نہیں ہے جو یہاں سے جاتے وقت تھا۔اسید سر سے پیر تک بدل گئے تھے۔دل کی پاکیزگی اور ضمیر کی صفائی چہرے سے نمایاں تھی‘ ان کے تیور بتا رہے تھے کہ اسید وہ نہیں رہے جواب سے چند ساعتیں پہلے تھے۔ایمان کا نور آنکھوں سے چمک رہا تھا اور یقین کے کنول جبین ورخسار میں کھل رہے تھے حضرت اسید کے ہاتھ پاؤں‘ آنکھیں‘ ٹھوڑی‘ ماتھا غرض سارا جسم وہی تھا مگر دل بدل گیا تھا اور دل کے بدلتے ہی زندگی اور سے اور ہوگئی۔زندگی میں تمام کار فرمائی دل ہی کی ہے اس کے سانچے میں زندگی ڈھلتی اور صورت پکڑتی ہے۔

حضرت مصعبؓ نے پھر سعد بن معاذؓ پر اسلام پیش کیا‘ سعد نے کچھ سوالات کیے۔تھوڑی دیر بحث ومباحثہ اور سوال جواب

ہوتے رہے۔ مصعبؓ نے ہر سوال کا تشفی آمیز جواب دیا۔ اسلام کی حقیقت خوب کھول کر بیان کی۔ وہ چاہتے تھے کہ سائل کے ذہن میں اسلام کی حقیقت پوری طرح اتر جائے۔ کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے' صرف اجمال سے کام نہ چلے گا' سعد تفصیل چاہتے تھے۔ حضرت مصعبؓ کے جوابات نے سعد بن معاذ کو مطمئن کر دیا' حقیقت کھل گئی۔ حق واضح ہو گیا۔ صداقت سامنے آ گئی' انہیں یقین ہو گیا کہ فلاح ونجات کی صراطِ مستقیم اسلام اور صرف اسلام ہے۔ اب تک خود میں اور میرا قبیلہ گمراہی کی بھول بھلیوں میں ٹکریں مارتا رہا' ضلالت و نادانی کی زندگی کو اب بدل دینا چاہیے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر خدا تک پہنچنا ناممکن ہے کہ یہی ذات حق وصداقت کا مرکز ہے۔

سعد بن معاذؓ خوشی خوشی اُٹھے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اسلام لانے کے بعد وہ اپنے قبیلہ میں پھر پہنچے اور نہایت جوش اور گرمی کے ساتھ تبلیغ کی' قبیلہ کے لوگ سعد کا احترام کرتے تھے۔ ان کی دانائی اور فراست بھی مسلم تھی' سعد کے اثر سے بنی عبدالاشہل کے تمام لوگ ایک دن میں مسلمان ہو گئے۔

حضرت سعد بن معاذ کے اسلام لانے سے یثرب میں مسلمانوں کو بہت تقویت ہوئی۔ اور تبلیغ وتذکیر کا کام زیادہ قوت کے ساتھ ہونے لگا۔ مدینے کے لوگ نہ جانے کب سے ہدایت کے انتظار میں تیار بیٹھے تھے۔ حق کی آواز کان میں پہنچی اور خدا کی بندگی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر کے اسلام کے جاں نثار فدائی بن گئے۔ ان کے مزاج' جبلت اور افتادِ طبع کو اسلامی تعلیمات سے خاص مناسبت تھی' ذرا سی رگڑ میں دلوں کی زنگ چھوٹ جاتی۔ مکہ والوں کی طرح ہٹ دھرم طبیعتیں انہوں نے نہ پائی تھیں۔ وہ حق شناس تھے۔ سچائی کھل کر سامنے آتی تو اس کو ماننے میں تامل نہ کرتے۔ سعادت مند روحوں کا یہی شیوہ رہا ہے کہ قبول حق میں حیلہ سازیوں سے کام نہیں لیتیں۔

اس کے بعد پھر دوبارہ یثرب کے لوگ حج کے لیے مکہ آئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اسلام کی تبلیغ کی' قرآن سنایا' نیکی کی دعوت دی۔ گناہوں کی مذمت فرمائی۔ اب یہ لوگ جو مکہ سے یثرب واپس لوٹے تو سارے شہر میں اسلام کا غلغلہ بلند کر دیا۔ مرد تو مرد عورتیں تک اللہ کا پیام ایک دوسرے کو پہنچاتیں۔ بازاروں' بیٹھکوں' چراگاہوں اور شبستانوں میں اسلام ہی کے تذکرے ہوتے' یہاں تک کہ یثرب میں نہایت زور وشور کے ساتھ اسلام پھیلتا چلا گیا۔ قبیلہ کے قبیلہ اور خاندان کے خاندان اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے چلے گئے اور تبلیغ حق کے لیئے ایک ایک یثربی مسلمان مصعبؓ بن عمیر بن گیا۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

16. ہجرت مکہ سے غارِ ثور تک

ان تمام مخالفتوں کے باوجود اسلام کا دھارا نہ تھما تو کفار قریش کے سرداروں نے دارالندوہ میں جمع ہوکر مجلس شوریٰ منعقد کی۔ دارالندوہ قریش کا پارلیمنٹ تھا۔ جب کوئی ضروری مشورہ کرنا ہوتا تو سرداران قریش یہاں جمع ہوکر گفتگو کرتے۔

شاید قصی کے زمانہ سے لے کر اب تک شیوخ قبائل کا اتنا بڑا اجتماع دارالندوہ میں نہ ہوا تھا۔ اسلام کے مٹانے کے لیے یہ کونسل منعقد ہوئی تھی۔

بہت دیر کی ردوقدح کے بعد یہ بات طئے پائی کہ جس طرح ہوسکے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کا کام تمام کردینا چاہیے۔ وہ ختم ہوگئے تو پھران کا دین بھی آپ ہی آپ فنا ہوجائے گا اوران کے ساتھی بے سردار فوج کی مانند رہ جائیں گے۔

آخر کار ابوجہل کے سر کو جنبش ہوئی' ہونٹ ہلے اور زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔ سب لوگ نہایت توجہ کے ساتھ اس کی باتیں سننے لگے۔

اے لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ جب تک قتل نہ ہوجائیں گے' یہ فتنہ (نعوذ باللہ) ہمارا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ مگر ان کے قتل پر ایک ہنگامہ اٹھ کھڑے ہونے کا اندیشہ ہے۔ بنی ہاشم انتقام لینے کے لیے تیار ہوجائیں گے۔ میرے ذہن میں یہ تدبیر آئی ہے کہ مکہ کے ہر مشہور اور معزز قبیلہ سے ایک ایک جواں مرد منتخب کیا جائے۔ یہ سب لوگ رات کے اندھیرے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کرلیں اور جب وہ صبح کے وقت نماز پڑھنے کے لیے گھر سے باہر نکلے تو سب بہادر ایک ساتھ اس پر تلواریں لے کر ٹوٹ پڑیں۔ اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خون تمام قبیلوں میں بٹ جائے گا۔ اور پھر اتنے بہت سے انتقام کی بنی ہاشم کی ہمت نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے منصوبوں کی اطلاع وحی کے ذریعے اپنے سچے رسول' برگزیدہ نبی اور انسانیت کے محسن اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ کافر سمجھتے تھے کہ ہم نے انتہائی رازداری کے ساتھ مشورہ کیا ہے۔ کسی مسلمان کو اس کی خبر ہی نہیں ہوسکتی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے چچازاد بھائی اور جاں نثار صحابی حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے فرمایا:

''تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو' کسی قسم کی فکر اور اندیشہ نہ کرو' تمہارا بال بیکا بھی کوئی نہ کرسکے گا۔

بڑا شدید امتحان تھا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر آج سونا گویا تلواروں کے سایہ میں سونا تھا۔ یہ موت اور ہلاکت سے دست بدست جنگ تھی۔ مکہ کے مشہور قبیلوں کے نامور بہادروں کی تلواروں کا مقابلہ تھا۔ خطرناک صورت پیش آسکتی تھی۔ ہر لمحہ جان جانے کا ڈر تھا۔ کافر پورے ساز وسامان اور اٹل ارادے کے ساتھ آئے تھے۔ مگر علیؓ ایمان ویقین کا کوہِ گراں تھے' انہوں نے ذرہ برابر بھی پس

وپیش نہ کیا۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بعد غور وفکر کرنا' عقل لڑانا اور عواقب کو سوچنا ایمان کی توہین تھی۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشار کے سامنے سر جھکانا ہی اسلام اور ایمان ہے۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ نہایت اطمینان اور بے فکری کے ساتھ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوتے رہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکان سے برآمد ہوئے ہیں تو کفار قریش ننگی تلواریں لیے گھات میں بیٹھے تھے۔ان کی پلک بھی آج نہ جھپکی تھی۔ وہ اس انتظار میں تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے سے باہر بس قدم رکھا اور ہماری تلواریں ان پر برس پڑیں۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج نہیں بچ سکتے۔ یہ انکی زندگی کی آخری رات ہے۔

کفار قریش ان خام خیالیوں کے مدوجزر میں انتظار کی ساعتیں گزار رہے تھے کہ______ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گھر سے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی جاگتی ہوئی آنکھوں پر غفلت کے پردے ڈال دیے تھے' کافروں کو حضرت سرور کائنات کا جانا محسوس ہی نہیں ہوا۔خدا جس کو بچانا چاہیئے دنیا کی تمام طاقتیں بھی مل جل کر اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ محاصرہ کرنے والوں کی موجودگی میں مکان سے نکل کر باہر تشریف لے گئے اور کسی کافر کو آپ کی پرچھائیں بھی دکھائی نہ دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدے سے چل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور اپنے ارادے اور حالات کی نوعیت سے مطلع فرمایا۔ابوبکر صدیقؓ نے کسی پس وپیش' ادنیٰ تامل اور ذراسی ہچکچاہٹ کے بغیر رفاقت کی ہامی بھرلی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جلدی جلدی سفر کے لیے ضروری سامان جو اس نازک گھڑی میں میسر آسکتا تھا درست کیا۔ستوؤں کی تھیلی کا منھ باندھنے کے لیے عجلت اور اضطراب میں کوئی چیز نہ ملی تو ابوبکر صدیقؓ کی سعادت مند بیٹی اسماء نے اپنا کمر بند کاٹ کر اس کے ٹکڑے سے یہ کام لیا اور اس نیکی کی بدولت تاریخ اسلام میں ''ذات النطاقین'' کے لقب کے ساتھ ابدی شہرت کی مالک ہوگئیں۔ ستو' کھجور' پانی کی چھاگل اور ضرورت کی دو چار چیزیں لے کر رات کی تنہائی میں حضرت سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ روانہ ہوئے۔ مکہ کی گلیوں میں خاموشی طاری تھی۔لوگ اپنے گھروں میں چین کی نیند سو رہے تھے۔

بھیانک اور اندھیری رات، سنگلاخ راستہ' کہیں کہیں خطرناک موڑ اور نشیب وفراز بھی! پتھروں کی دھاریں اور سنگ ریزوں کی نوکیں پائے مبارک میں چبھنے لگے۔خون نکل آیا۔کسی موڑ اور اونچے نیچے مقام پر ٹھوکر لگتی تو زخمی پیروں کی تکلیف اور بڑھ جاتی۔ یہ حالت دیکھ کر صدیق اکبرؓ سے رہا نہ گیا۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کاندھے پر چڑھالیا۔ پتھروں کی تیز نوکیں صدیق اکبرؓ کے پیروں کو لہولہان کر رہی تھیں۔مگر ابوبکرؓ اس خیال سے کہ سرور دوعالم کو تکلیف نہ ہو۔ چوٹ کھا کر بھی ہلتے جلتے نہ تھے۔ وہ پتھروں کی نوکوں پر اس انداز سے چل رہے تھے جیسے کوئی پھولوں کی سیج پر چل رہا ہو۔ پانچ میل کی مسافت کے بعد غارِ ثور آ گیا۔حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر باہر قیام فرمائیں میں غار میں جا کر ابھی واپس

آتا ہوں۔

صدیق اکبرؓ نے جلدی جلدی غار کو جھاڑ کر صاف کیا' تاکہ زمین بیٹھنے کے قابل ہو جائے۔ پھر بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سراخوں کو بند کیا کہ کوئی موذی جانور رسول اللہ کو ستانے نہ پائے۔ غار میں ہر قدم پر سانپ بچھو اور اسی قسم کے دوسرے جانوروں کا خطرہ تھا۔ مگر صدیقؓ اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار تھے اور اس سے سرشاری میں انہیں اپنی جان کی فکر اور تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ جب ہر طرح سے اطمینان ہو گیا تو ابو بکرؓ غار سے باہر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اندر چلنے کے لیے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے صدیقؓ ساتھ ساتھ تھے اور ادھر ادھر دیکھتے جاتے تھے کہ کسی اذیت کا ظہور اور خطرہ کا وقوع نہ ہونے پائے۔ صدیق کا دل کہہ رہا تھا کہ خدانخواستہ کوئی اژدھا بھی نکل آیا تو اس کا پھن مٹھی میں لے کر مسل دوں گا چاہے ایسا کرنے میں خود میری جان نہ رہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزند بھی نہ پہنچے۔

لیکن یہ ابو بکر صدیقؓ تھے صحیح معنوں میں یار غار! بے غرض دوست' جان نثار ساتھی' عقیدت مند رفیق سفر اور سرفروش غلام۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں تو دیدہ و دل بچھانے کے بعد بھی عقیدت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ جس کی بدولت ایمان کی دولت اور اسلام کی نعمت ملی۔

جیسے جیسے رات گزرتی جارہی تھی' کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار کی خوشی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ کہ منزل مقصد اب زیادہ دور نہیں رہی۔ یہاں تک کہ سپیدہ سحر نمودار ہو گیا مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلتے نظر نہ آئے۔ کافروں کو فکر ہوئی کہ آخر کیا بات ہے دھوپ نکل آئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے بیدار نہیں ہوئے۔ وہ تو بہت اندھیرے سے کعبہ جانے کے عادی ہیں۔ ان کی سحر خیزی تو سارے مکہ میں مشہور ہے۔ لوگ سوئے ہوتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کعبہ کے صحن میں اپنے خدا کے آگے جھکی ہوتی ہے۔ شاید آنکھ نہ کھلی ہو ان کی! کسی کافر کے دل میں یہ خیال گزرا۔ اور کوئی یہ سوچنے لگا کہ ہمارے محاصرے کی اطلاع پا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں چھپ رہے۔ چلو اندر چل کر دیکھیں کیا ماجرا ہے۔ ہم جس کام کے لیے یہاں آئے ہیں اور جس غرض کی خاطر تمام رات آنکھوں ہی آنکھوں میں گزاری ہے اسے پورا کر کے رہیں گے۔ ہم ناکام نہیں لوٹ سکتے۔

گھر میں پہنچے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو پا کر انہیں بہت غصہ آیا اور ظالموں نے حضرت علیؓ کو پکڑ کر خوب مارا

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ ہم سب کی آنکھوں میں خاک جھونک کر صاف نکل گئے''۔ ایک قریشی نے کہا اور تمام کافروں نے سر ہلایا کہ تم ہمارے دل کی بات کہہ رہے ہو۔ کافر جھنجھلا جھنجھلا کر اپنی تلواروں کو دیکھتے کہ یہ جوہر وار تیغیں یوں ہی رہ گئیں۔ کیا سوچ کر آئے تھے اور کیا ہو گیا۔ ارمان جی کے جی ہی میں رہ گئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش شروع ہوئی۔ آپ کی تلاش میں گھوڑے دوڑائے گئے۔ ناقہ سوار بھی روانہ ہوئے، کچھ

لوگ پیدل ہی چل پڑے۔ خیال تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے دور نہ پہنچے ہوں گے۔ اگر تیزی کے ساتھ تلاش کی جائے تو سراغ لگنا مشکل نہیں ہے۔ مکہ کے قریب کی تمام جھاڑیاں آس پاس کے نخلستان اور راستے چھان مارے مگر پتہ نہ چلا۔ یہاں تک کہ کفار غارِ ثور کے ٹھیک دروازے پر جا پہنچے۔ سب سے پہلے ان کی ہلچل سنائی دی۔ پھر ان کی باتیں کرنے کی آواز آنے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو بہت فکر اور غم لاحق ہوا کہ کہیں یہ سفاک غار میں نہ چلے آئیں۔ باہر آنے جانے کا یہی ایک راستہ ہے۔ ہم کہیں جا بھی نہ سکیں گے۔ دشمن بالکل سر پر تھے۔ فطری طور پر تشویش ہونی ہی چاہیے تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اپنے سے زیادہ ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر تھی کہ دشمنوں کے منھ میں خاک، کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گزند نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دن وحی نازل فرمائی اور وحی کے یہ الفاظ:

" لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا "

''غم نہ کرو اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے'' صدیق کے جلتے ہوئے دل پر تسکین کا ٹھنڈا مرہم رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کی بشارت نے امید میں جان ڈال دی...... اور صدیق اکبرؓ کو یقین ہو گیا کہ کافر ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ خدا کی تائید و معاونت ہمارے لیے مقدر ہو چکی ہے۔ چنانچہ کفار قریش اُلٹے پاؤں واپس چلے گئے۔

تین دن تک سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات اور جناب صدیق اکبرؓ غارِ ثور میں چھپے رہے۔ جب رات کی تاریکی اچھی طرح پھیل جاتی تو اسماء بنت ابوبکر اپنے گھر سے روٹیاں لے کر روانہ ہوتیں اور نہایت احتیاط اور کمال راز داری کے ساتھ غارِ ثور میں توشہ پہنچا کر یہ فرض انجام دیا۔

غارِ ثور سے روانہ ہونے کا مسئلہ بہت نازک تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہ شہر والوں کی نگاہوں سے چھپ چھپا کر غارِ ثور میں آتے اور اہلِ مکہ کے حالات سنا کر چلے جاتے۔ عامر بن فہیرہ جو حضرت عائشہ کے بھائی کا غلام تھا، بکریوں کا ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ عامر وہاں اپنی بکریاں لے آتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق ؓ ضرورت کے موافق دودھ لے لیتے تھے۔ پھر وہ بکریوں کے نقشِ قدم راستہ سے مٹا دیتا کہ کہیں اس کھوج پر قریش غارِ ثور تک نہ آ جائیں۔ انتہائی راز داری اور شدید ترین احتیاط کی ضرورت تھی۔

پورے دو دن اور کامل تین راتیں اسی عالم میں گزریں۔ کفار قریش جستجو سے غافل نہ تھے۔ ان کے آدمی سراغ لگا رہے تھے، آخر چوتھی رات کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے گھر سے دو فربہ اور تیز رفتار اونٹنیاں آ گئیں۔ ایک اونٹنی پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سوار ہوئے اور دوسری عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط کے حصہ میں آئی۔ عبداللہ کو راستہ بتانے کے لیے ملازم رکھ لیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے گھرانے نے جو خدمات ہجرت نبوی کے سلسلہ میں انجام دی ہیں، ان پر تاریخ فخر کرتی ہے۔ باپ، بیٹی، بیٹا اور غلام، سبھی نے اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی نیاز مندی اور عقیدت کا ہدیہ پیش

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

کیا خانوادۂ صدیق کے اس احسان کو مسلمان فراموش نہیں کر سکتے۔

17. مدینہ میں

غارِ ثور سے یہ مختصر مگر مقدس ترین قافلہ یثرب کی سمت روانہ ہوا۔ ابوبکرؓ کی اونٹنیوں نے خوب تیزی دکھائی' جیسے وہ اس دن کے لیے پرورش کی گئی تھیں۔ شبانہ روز سفر کرتے' ٹھہرنا بہت کم ہوتا' دشمن کا ہر وقت خطرہ لگا تھا' جو کافر مسلمانوں کا پیچھا کر کے حبش پہنچے تھے ان کا اپنے ملک میں تعاقب کرنا حیرت انگیز نہ تھا۔ کفار قریش تمام راستوں کے پیچ و خم سے واقف تھے۔ پڑاؤ' پناہ گاہیں' منزلیں' نخلستان' گھاٹیاں' ٹیلے' کمین گاہیں' آبادیاں' سبزہ زار' چٹیل میدان' غرض سرزمین حجاز کا طول و عرض ان کی نگاہ میں تھا۔ وہ بڑے اچھے شتربان اور شہسوار تھے۔ خطرے کی بات ہی تھی کہ نہ جانے کب اور کس منزل میں کافروں سے تصادم ہو جائے۔ ہر لحہ چوکس رہنے کی ضرورت تھی۔

کفار قریش کے ملال کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ پچھتاتے' ہاتھ ملتے اور افسوس کرتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ یہاں سے بچ کر نکل گئے۔ انہوں نے اشتہار دیا کہ جو کوئی محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا۔ اسے انعام میں سو اونٹ دیے جائیں گے۔ یہ بڑا سے بڑا انعام تھا جو اہل مکہ دے سکتے تھے۔

جعشم کے بہادر بیٹے سراقہ کے منہ میں پانی بھر آیا۔ ایک دو نہیں' پورے سو اونٹ ملیں گے انعام میں! اور کام صرف اتنا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ میں سے کسی ایک کو گرفتار کر کے مکہ لے آنا۔ لاؤ! کوشش کر کے دیکھوں۔ تقدیر آزمائی کروں' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی فوج نہیں' بہت سے بہت دو چار آدمی ہوں گے' مجھے یہ لوگ مل گئے تو ان پر قابو پالوں گا۔ میں نے بہت سے پُرخطر معرکے دیکھے ہیں...... سراقہ ان امیدوں کے ساتھ صبا رفتار گھوڑے پر بیٹھ کر مکہ سے روانہ ہوا۔

نوجوانی، آغاز شباب اور پھر گرانقدر انعام کی طمع! یہ نشہ دو آتشہ تھا جس کی ترنگ میں وہ سرپٹ گھوڑا دوڑائے چلا گیا۔ یہاں جا، وہاں جا، اس طرف گیا، اس طرف پہنچا، کہیں راہگیر، شتربان اور چرواہے مل جاتے تو ان سے پوچھتا کہ تم نے یثرب کی طرف دو چار آدمیوں کو جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا۔ لوگ جواب دیتے کہ یثرب کی سمت تو مکہ سے قافلے آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔ اس میں کیا معلوم کہ جن آدمیوں کو تم پوچھ رہے ہو، وہ بھی ان قافلوں میں تھے یا نہیں۔ سراقہ حلیہ اور نشان بتاتا کہ بھائیو! میں جس آدمی کو پوچھ رہا ہوں وہ لاکھوں میں بھی نہیں چھپ سکتا۔ شرافت اور زیبائی اس کے تیوروں سے برستی ہے وہ شخص ہمارا دشمن سہی مگر سچی بات یہ ہے کہ اس کا چہرہ سورج سے زیادہ روشن اور تابناک ہے۔ ہنس مکھ، خوش منظر، وجیہہ، دلکش انداز، بہت سے لوگ باہر سے مکہ میں آئے اور بس اس کا چہرہ دیکھ کر ہی مسلمان ہو گئے...... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا نام! سارے عرب میں اس نام کا ایک آدمی بھی نہ نکلے

گا۔

سراقہ پکے ارادے کے ساتھ گھر سے نکلا تھا اس نے ناکامی کے بعد بھی جستجو سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ ایک دن دور سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اونٹنی پر بیٹھے ہوئے نظر آ گئے۔ خوشی کے مارے اس کا دل اچھلنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے جذبات جھومنے لگے۔ حرص خوب کھلکھلا کر ہنسنے لگی کہ گوہرِ مقصود ہاتھ آنے میں اب بس ذرا سی دیر رہ گئی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں کل تین آدمی تھے۔ آدمیوں کی کثرت کا خوف نہ رہا۔ سراقہ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ تیز رفتار چھلاوے کی طرح اچھل کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ کے قریب پہنچ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ پر نگاہ ڈالی' اور نگاہ کا پڑنا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ پٹ سے زمین پر گر پڑا۔

سراقہ نہایت تیزی اور پھرتی کے ساتھ فرش خاک سے اٹھا اور ترکش سے تیر نکالے فال کے تیر۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ مجھے اب اقدام کرنا چاہیے یا نہیں! اتفاق کی بات کی ''فال'' کا جواب ''نہیں'' ملا۔ عقل نے کہا کہ اب حملہ کرنا مناسب نہیں۔ زیادہ تیزی اور جرات دکھائی تو منھ کی کھاؤ گے شکست اور ناکامی سے بچنا چاہتے ہو تو سیدھے گھر لوٹ چلو۔ ابھی تمہارا کچھ بنا بگڑا نہیں ہے۔ قریش سے کہہ دینا کہ میں نے ایک ایک راستہ چھان مارا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ نہ چلا...... مگر ہوس نے ابھارا کہ شکار چنگل میں ہے بس ذرا ہمت کرو تو بیڑا پار ہے۔ فال کے تیروں اور شگون کے پانسوں کا کیا اعتبار! کبھی کبھی غلط بھی نکل آتے ہیں۔ فال اور شگون کی آڑ لے کر اقدام نہ کرنا ایک طرح کی بزدلی اور کم ہمتی ہے۔ سراقہ! بھول گیا' تجھے یاد نہیں رہا، سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا گیا ہے تیری زندگی بن جائے گی۔ ذرا سی دیر میں فاقہ کش سراقہ! تو امیر اور دولت مند ہو جائے گا۔ سو اونٹ تو قریش کے بڑے بڑے آدمیوں کے پاس بھی نہیں ہیں اور جن کے یہاں یہ ہیں ان کا ہر محفل میں احترام کیا جاتا ہے۔

ہوس کے بڑھاوے پر سراقہ نے گھوڑے کو پھر بڑھایا۔ مگر اب کی بار گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ وہ گھوڑے سے اُتر پڑا۔ پھر فال دیکھی اور دوسری دفعہ بھی وہی ''نفی'' میں جواب نکلا۔ مگر لالچ نے پھر اکسایا کہ ہمت سے کام لے' تلوار اٹھا' تیر چلا' بازوؤں کا زور دکھا۔ یہ لوگ خوف زدہ اور تھکے ہوئے سے ہیں۔ تو تازہ دم ہے۔ خوب کس کر مقابلہ ہوا تو جی چھوڑ جائیں گے سراقہ نے اس مرتبہ انتہائی جرات کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اب بھی پہلے کی طرح معاملہ پیش آیا۔ وہ پست ہمت ہو گیا۔ مقابلہ اور اقدام کا خیال دل سے نکال دیا' معافی کا طلب گار ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سُراقہ کے ہاتھوں کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں تیرے ہاتھوں میں شہنشاہ کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سراقہ کے لیے بہت حیرت انگیز تھا۔ وہ بے چارہ کسریٰ کے کنگن تو کجا اسکے گورنروں اور درباریوں کی بارگاہ میں بھی حاضری کا تصور نہ کر سکتا تھا۔ مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی تھی یہ اس کا ارشاد تھا جس کی زبان سے حق کے سوا کوئی اور بات نکلتی ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وثوق اور یقین کے ساتھ سراقہ کو خوش خبری دی

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراقہ کا نوشتہ تقدیر پڑھ کر فرماتے جاتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا پورا ہو کر رہا۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں جب ایران فتح ہوا۔غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نگیں آئی تو کسریٰ کے کنگن سراقہ کے ہاتھ میں پہنائے گئے۔حضرت سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے بیش بہا کنگن تھے۔ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ ان کی نگاہوں کے سامنے تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم برحق کے الفاظ کان میں گونج رہے تھے۔

یہ سفر مظلومیت کا سفر تھا۔مکہ کی سرزمین کفار قریش نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنگ کردی تھی۔اسی لیے اس جگہ کو چھوڑ دیا گیا۔یہ ''ہجرت'' تھی خدا کی راہ میں ہجرت! اس ترک وطن سے اللہ کی خوش نودی اور اس کے حکم کی تعمیل مقصود تھی ''حب وطن'' نے یقیناً رسالت مآب کے قلب مبارک میں چٹکیاں لیں......دردانگیز چٹکیاں! مکہ چھٹنے کا آپ کو فطری طور پر ملال ہونا ہی چاہیے تھا۔ لیکن اسلام کی سربلندی اور حق صداقت کی اشاعت و تبلیغ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ پیشانی کے ساتھ اس جام تلخ کو گوارا کرلیا۔

قبا میں چند دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔اسی اثناء میں حضرت علی ابن ابی طالبؓ بھی مکہ سے پیدل چل کر وہاں آگئے۔علیؓ سے مکہ والوں کے حالات تفصیل کے ساتھ معلوم ہوئے قباء کے دوران قیام میں خدا کی عبادت کے لیے مسجد تعمیر ہوئی' خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے میں حصہ لیا۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کام کرتا دیکھ کر صحابہ کے ذوق وشوق اور عملی سرگرمیوں میں اور جان پڑ گئی۔اس مسجد کی بنیاد تقویٰ اور نیکوکاری پر رکھی گئی تھی۔مسجد قباء کی نیو میں خلوص شامل تھا۔بے ریا سجدوں سے معمور ہونے کے لیئے یہ بنی تھی۔

یثرب میں خبر پہنچ چکی تھی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں تشریف لا چکے ہیں۔اور بہت جلد یثرب میں نزول اجلال فرمائیں گے۔یثرب والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا بے حد انتظار تھا۔وہ روز صبح سویرے بستی سے باہر آکر ٹیلوں پر بیٹھ جاتے اور جب تک خوب دھوپ نہ پھیل جاتی' انتظار کرتے رہتے۔انتظار کی ساعتیں بہت ہی صبر آزما ہوتی ہیں۔اہل یثرب پر ایک ایک گھڑی بھاری تھی۔ان کی پُر شوق آنکھوں میں دل کا اضطراب تمنا بن کر جھلک رہا تھا۔رات کو اس امید میں سوتے کہ صبح سویرے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر مقدم کی سعادت حاصل کریں گے۔یثرب کی گھاٹیوں سے نبوت کا بدر کامل طلوع ہوتا ہوگا اور ہم اپنے دامن نگاہ کو جلووں سے بھرلیں گے......................مگر جب خوب دن چڑھ جاتا تو گھروں کو ناکام لوٹتے۔اس ناکامی میں بھی بڑی لذت تھی۔اضطراب کی لذت' بے چینی کا لطف! قدرت آتش شوق کو اس طرح تیز تر بنا رہی تھی۔شدت انتظار سے شوق میں جان پڑ جاتی ہے۔

یثرب کے باشندوں کوخوش خبری ملی کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔تمام یثرب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کے لیے امنڈ آیا۔

ظہور کی ساعت آ گئی تھی۔سرور موجودات اور خلاصہ کائنات کی سواری کو دیکھ کر یثرب کے لوگوں کو خوشی کے مارے چیخیں نکل گئیں۔آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے''اہلاً وسہلاً'' کے شور سے پہاڑوں کی گھاٹیاں گونج رہی تھیں۔سب کے چہروں پر مسرت کی سرخی نمودار ہوگئی تھی۔جیسے کسی نے سرخ غازے اور عنبر و گلال کا ہاتھ ان کے رخساروں پر پھیر دیا ہے۔خوشی نے اہل یثرب پر والہانہ کیفیت طاری کردی تھی۔دل سچ مچ پہلو سے نکلے جا رہے تھے۔

مدینہ کی کھجوروں کی شاخیں زبان حال سے پکاریں:

''یتیموں کا والی آ گیا''

اس کے جواب میں پہاڑ کی چوٹی سے صدا آئی۔

''غلاموں کا مولا تشریف لے آیا''

اور پھر در و دیوار سے تہنیت کے نغمے اور تبریک کے زمزمے بلند ہوئے' یثرب کے ذروں کے منھ میں آج زبان آ گئی تھی' پتھر بول رہے تھے اور سنگریزوں سے گویائی پھوٹ رہی تھی۔سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ ایک ہی ناقہ پر سوار تھے۔ابوبکرؓ لوگوں کے اشتیاق اور جوش عقیدت کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور چادر کا سایہ سراقدس پر کر دیا تا کہ آقا اور غلام میں تمیز ہو سکے' اور لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ ابن قحافہ کو پہچان لیں' انصار کی کمسن اور معصوم بچیاں لَے میں لَے ملا کر خیر مقدم کے ترانے گا رہی تھیں۔

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا   ما دعا للہ داع

ان کے شیریں نغموں نے اس کیف کو اور دوبالا کر دیا...... بنات انصار کے لہجہ میں مسرت' عقیدت اور جوش دل ملا جلا تھا۔وہ زمین پر گا رہی تھیں اور آسمان کے فرشتے جھوم رہے تھے۔انہیں اس بات کا ہوش ہی نہ تھا کہ ان کی آواز کے زیر و بم میں توازن رہا یا نہیں۔مگر جذب دل اور سوزِ عقیدت نے آپ ہی آپ ان نغموں کو مرتب بنا دیا۔یہ دل سے نکلے ہوئے زمزمے تھے' ان کی نغمگی میں اثر انگیزی ہونی ہی چاہیئے تھی۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

یثرب کا ہر شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کررہا تھا کہ سرکار! میرے غریب خانہ کو میزبانی کا شرف بخشیں۔ مگر یہ سعادت ابوایوب انصاری کے لیے ہوچکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ خدا کے حکم سے ابوایوب کے مکان کے سامنے بیٹھ گیا اور چند دن تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا۔ ابوایوب انصاری اپنی قسمت پر ناز کررہے تھے۔ خوشی کے مارے ان کے قدم بہکے بہکے پڑرہے تھے۔ خورشیدِ رسالت کے جلوؤں نے اس ظلمت کدے کے قسمت جگمگادی۔

لوگوں نے ابوایوب انصاری کو مبارکباد دی کہ گھر بیٹھے تمہیں یہ دولت ابدقرار مل گئی۔ اتنے برگزید، مقدس اور عظیم المرتبت مہمان کی دنیا میں آج تک کسی نے میزبانی نہیں کی......ابوایوب کی تشکر آمیز نگاہیں جواب دیتیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ غریب پر فضل فرمایا ہے، میں اس اکرام بے پایاں اور رحمت بے نہایت کا مستحق نہ تھا، یہ خدا کی دین ہے، وہ جس ذرّہ کو چاہے آفتاب بنادے۔

18. مسجد نبویؐ

کتاب یسعیاہ میں جسے سلع کہا گیا تھا، وہ بعد میں جا کر یثرب ہوگیا اور اب اسی شہر کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول اجلال نے مدینۃ النبی (City of the Prophet) بنادیا۔ آج سے اس کا نام بدل گیا۔ تاریخ اسلام میں اس کا ذکر مدینہ کے نام سے آئے گا۔ یہ اب ''یثرب'' اور ''بطحا'' نہیں رہا، مدینہ ہوگیا......طیبہ بھی اور منورہ بھی! اس سرزمین کے گردوغبار، سنگریزوں اور کانٹوں کو اہلِ عقیدت آنکھوں میں جگہ دیں گے، ہر اہل ایمان کو اس مقدس شہر سے دلی لگاؤ اور تعلق خاطر ہوگا۔ شاعرانِ نازک خیال ''مدینہ'' کی مدح میں قصیدے کہیں گے۔

مدینہ میں قیام کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے اللہ کا گھر بنانے کا ارادہ فرمایا۔ خاندان نجار کی زمین کا ایک قطعہ جس میں کھجوروں کے درخت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے لیے منتخب فرمایا۔ نجار کے گھرانے والے بلائے گئے۔

......''میں یہ زمین قیمت دے کر لینا چاہتا ہوں''......حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

......''ہم قیمت تو ضرور لیں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں خدا سے''......قبیلہ نجار کے لوگوں نے عرض کیا۔

یہ زمین یتیم بچوں کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلب فرمایا۔ قیمت دینی چاہی نیک بخت بچوں نے عرض کیا کہ زمین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر رہے۔ مگر رحمت عالم نے یتیموں کی اس پیش کش اور نذر کو قبول کرنا گوارہ نہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زمین کی قیمت ادا کر دی۔

پہلے اس زمین کو ہموار بنایا گیا۔ یہ کام ہو گیا تو تعمیر کا آغاز ہوا، انصار اور مہاجرین نے مل جل کر مسجد بنانی شروع کی۔ کوئی زمین کھودتا، کوئی پتھر لاتا، کوئی گارا بناتا۔ انتہائی شوق و احترام کے ساتھ تعمیر ہونے لگی۔ ہر شخص اپنا فرض سمجھ کر اس کام کو کر رہا تھا...... انہیں کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام مزدوروں کے لباس میں صحابہؓ کا ہاتھ بٹا رہے تھے، خود پتھر اٹھا کر لاتے اور گرد و غبار سے جسم اقدس اَٹ جاتا۔ صحابہ عرض کرتے کہ سرکار! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہم غلامان بارگاہ کر لیں گے...... مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا مسکرا کر پتھر اٹھائے جاتے۔

یہ مسجد نبوی تھی، سادگی کا بہترین نمونہ، ظاہری آرائش اور اوپری ٹپ ٹاپ سے دور دکھاوے اور بناوٹ کی یہاں گنجائش ہی نہ تھی، ناتراشیدہ پتھروں کی دیواریں، کھجور کے ستون اور اسی کے پتوں کی چھت، فرش پر سنگ ریز بچھے ہوئے۔ مگر مسجد جن سجدوں سے معمور تھی ان کی نعت کا اندازہ قدسیوں کا خلوص عبادت اور صدق تہلیل بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں قدم رکھ دیں۔

19. سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

پھر اس جگہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے نشان پائے جاتے تھے۔ یہاں کی بلندی کا کیا پوچھنا! عرش جھک جھک جاتا ہوگا جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبینِ پر نور فرشِ زمین پر سجدے میں ہوگی۔

مسجد نبوی بن چکی تو اسکے پاس ازواجِ مطہرات کے رہنے کے لیے حجرے تعمیر ہوئے۔ کچے اور انتہائی سادہ حجرے! کسی کسی کی چھت تو اتنی نیچی تھی کہ آدمی کھڑا ہوتا تو اس کا سر چھت سے لگ جاتا۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے مکانات تھے۔ قیصر و کسریٰ کے ایوان، ہرقل کی شبستانِ عیش اور ملوک ہند و ایران کے عشرت کدے اور حریم ناز نہ تھے۔ انسانیت کی تاریخ تمدن کا یہ سب سے زیادہ روشن نقش تھا۔ ان ہی آثار کو دنیا والوں کے لیے چراغ راہ بننا تھا۔ یہی سادگی، مختصر گیری، بے نفسی اور دنیوی طمطراق سے بے نیازی انسانیت کے لیے شمع ہدایت اور آثارِ سعادت تھی۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

20. حج کے لیے

سب جانتے ہیں کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اسلام کے بنیادی اور اہم ترین فرائض ہیں۔ان میں سے کسی ایک کے انکار سے بھی آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور ان کا ترک کرنے والا اللہ کا بہت بڑا نافرمان ہے اور ان فرائض کے مسلسل ترک کرنے سے ایمان بس کچھ یوں ہی سا باقی رہ جاتا ہے۔جس شخص کے دل میں خدا کا خوف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین سے لگاؤ ہوگا وہ ان بنیادی فرائض سے اعراض برت ہی نہیں سکتا۔بھول چوک کی اور بات ہے۔

حج کا زمانہ قریب آیا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی چودہ سو صحابہ کے ساتھ فریضۂ حج ادا کرنے کی نیت سے مکہ مکرمہ کی جانب کوچ فرمایا۔کفار قریش کی کینہ سازیاں اور مسلمان دشمنی پیش نظر تھی کہ یہ بدنصیب ہر آن خدا پرستوں کے ٹکراؤ کے لیے بہانے ڈھونڈھتے رہتے ہیں۔جس کے دل میں کھوٹ ہوتی ہے وہ دوسروں کو بھی اپنا ہی جیسا سمجھتا ہے اس خیال سے قربانی کے اونٹ مسلمانوں نے اپنے ساتھ لے لیے، اور حج کا لباس (احرام) بھی پہن لیا تاکہ قریش کو کہیں یہ دھوکہ نہ ہو جائے کہ پیغمبر اسلام حملہ کرنے کے لیے مکہ میں آ رہے ہیں......حکم دیا گیا کہ جو مسلمان حج کرنے کے لیے چل رہے ہیں وہ اپنے ساتھ بس تلوار تو رکھ سکتے ہیں مگر کوئی اور ہتھیار نہیں لے جا سکتے۔اور تلواریں بھی کھلی ہوئی نہ رہیں۔ان کو نیام میں رہنا چاہیئے۔

یہ حجاج کا قافلہ تھا۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے امیر اور سالار تھے۔مقصد صرف فریضۂ حج کی ادائیگی تھا۔قربانی کے اونٹوں کی قطاریں، جسموں پر جامۂ احرام اور لبوں پر ''**لبیک اللھم لبیک**'' کے دلنواز زمزمے! بس تلواریں ضرور ہمراہ تھیں اور اس زمانہ میں پانی کے برتنوں، کھجور اور ستو کے تھیلیوں اور سایہ کے لیے چادروں اور خیموں کی طرح تلوار کا رکھنا بھی ضروری تھا......کوئی عرب کسی عزیز و اقارب کی موت کا پُرسہ دینے کے لیے بھی کہیں جاتا تو تلوار ضرور ساتھ ہوتی۔

مدینہ سے چند منزلوں کے بعد ذوالحلیفہ نامی ایک مقام آیا جہاں اس مبارک قافلہ نے پڑاؤ ڈال دیا۔حج کے ابتدائی مناسک کا یہاں سے آغاز ہو گیا۔مکہ سے ہجرت کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ پہلا حج تھا۔احتیاط کے مدنظر قافلہ حجاج میں سے ایک آدمی کو آگے روانہ کر دیا گیا کہ قریش کے حالات اور دل کا اتا پتہ لگائیے۔ذوالحلیفہ سے چل کر عسفان پر جب توحید پرستوں کا یہ قافلہ پہنچا۔زبانی اطلاع ملی کہ قریش تو اس خبر کو سن کر آگ بگولا ہو گئے۔ان کے نوجوان کہنے لگے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کی اب یہ جرأت ہو گئی ہے کہ وہ مکہ میں حج کرنے کے لیے مدینہ سے چل پڑے۔کیا وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بھائی بندوں کو اسلام کی رغبت دلا کر پھر ہم سے اور ہمارے آبائی دین سے منحرف کر دیں۔ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ ابن عبداللہ اور اس کے ساتھی حج کر کے خاموشی کے ساتھ یہاں سے چلے جائیں گے اور ان کی ایک تلوار بھی یہاں نیام سے باہر نہ آئے گی......مگر صاحب! ان کا یہ خاموش آنا کیا کم قیامتیں ڈھائے گا۔مکہ کے قیام کے زمانہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھ کر اچھے خاصے ہوش مند لوگ مسلمان ہو گئے......ان لوگوں کی تو خاموشی بھی بولتی ہوئی تبلیغ ہے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

کفار قریش جو مدینہ پر چڑھ چڑھ گئے تھے، مکہ سے چند منزل دور مسلمانوں کے آجانے کی اطلاع پا کر بھلا کس طرح خاموش بیٹھے رہتے۔ ان میں انتقام وعداوت کی ایک لہر دوڑ گئی، تیاریاں شروع ہوئیں ......حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرفروش صحابہ سے جنگ کرنے کی غرض سے! خالد بن ولید کی قسمت کا ستارہ ابھی تک کفر کی ظلمت میں چھپا تھا، ان کی سرکردگی میں دوسو بہادر اور آزمودہ کار قریش عسفان کی طرف چل پڑے......کفار قریش کے تیوروں سے عتاب وخفگی کے شرارے نکل رہے تھے۔ مگر قدرت مسکرا رہی تھی کہ نادانو! تمہارا کمانڈر (خالد) جس کی تلوار آج کفر کی حمایت میں بے نیام ہے، ایک دن ایسا آئے گا کہ یہی تلوار اسلام کی حمایت کا حق ادا کرے گی۔

رسول اللہ کو کافروں کی نقل وحرکت اور ان کے ارادوں کی اطلاعتیں ملتی رہتی تھیں اور قریش کے بھی آدمی لگے ہوئے تھے جو یہاں کی اطلاعیں ان کو جا کر دیتے، قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بات چیت کرنے کے لیے بھیجا، عروہ نے صلح کے مسئلہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفت وشنید کی اور یہاں سے واپس ہو کر کفار قریش سے بولا کہ بھائیو! امیروں اور رئیسوں کا تو ذکر ہی کیا ہے میں نے نجاشی کی بزم شاہانہ اور قیصر وکسریٰ کے دربار خسروی کا طمطراق بھی دیکھا ہے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کے ساتھی ان سے جس درجہ عقیدت اور وابستگی رکھتے ہیں اور جو جاہ ووقار میں نے وہاں دیکھی وہ کہیں نظر نہیں آیا۔

عروہ سے گفت وشنید تو ہوئی مگر کوئی بات پورے طور پر طے نہ ہوسکی، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حراش بن امیہ کو قریش سے اس مسئلہ پر بات چیت کرنے کے لیے روانہ فرمایا......مگر قریش بدعہد اور کم ظرف نکلے اور معاہدہ شکن بھی۔ سفیروں اور ایلچیوں کا اس دور جاہلیت میں بھی احترام کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پہلے تو سفیر نبوت کے سواری کے اونٹ کو ہلاک کر دیا پھر خود ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنا چاہتے تھے، وہ تو کچھ قبیلوں کے لوگوں نے بیچ میں آ کر بلکہ مزاحم ہو کر انہیں بچالیا، ورنہ ان کی جان جانے میں کوئی کسر نہ رہی تھی۔

ابھی گفت وشنید کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا مگر قریش سے ضبط نہ ہوسکا کہ انہوں نے اپنی فوج کا ایک دستہ مسلمانوں کے اس قافلہ پر حملہ کرنے کے لیے مکہ سے روانہ کر دیا۔ مسلمان بھی غافل نہ تھے وہ جانتے تھے کہ قریش چھیڑ چھاڑ سے باز آنے والے نہیں۔ وہ کسی نہ کسی بہانے سے اقدام ضرور کریں گے۔ مسلمان سپاہیوں نے حملہ آور قریش کو چھاپہ مارنے اور قتل وغارت گری کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔ کفار قریش مزاحمت کے لیے تُل گئے تھے مگر انہوں نے دیکھا کہ مسلمان تلوار کا جواب تلوار سے دیں گے۔ برابر کی ٹکر ہوگی، حالات نازک ہیں۔ زیادہ شیخی اور اکڑ دکھائی تو جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ نجات اسی میں ہے کہ خاموشی کے ساتھ اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دو......سانپ ہر جگہ ٹیڑھا چلتا ہے، مگر پانی میں اسے سیدھا چلنا پڑتا ہے۔ ہر جگہ سختی اچھی نہیں۔ مصلحت دیکھ کر کہیں کہیں آدمی کو نرم بھی بننا پڑتا ہے۔

قریش کے اس دستہ کو گرفتار کر کے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ کفار سمجھ رہے تھے کہ آج جان کی خیر نہیں، یہیں جنگ میں ان کی گردنیں اُڑا دی جائیں گی، حملہ آور دشمنوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے......مگر رحمت عالم صلی اللہ

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

علیہ وسلم نے ان کو معاف کر دیا بلکہ رہا فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو حج کی نیت سے آئے تھے۔ چھیڑ چھاڑ، لڑائی اور کسی قسم کا ٹکراؤ، ان کا مقصد ہی نہ تھا۔ وہ صلح اور امن چاہتے تھے اور اسی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قریش سے صلح کی بات چیت کرنے کے لیے مکہ روانہ کیا۔ سعید کے بیٹے ابان مکہ میں تھے، حضرت عثمانؓ کی ان سے قرابت تھی۔ سعید بن ابان کی حمایت میں حضرت عثمانؓ مکہ پہنچے اور کفار قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔

اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ اس پر گفتگو کرنی تھی تاکہ مسئلہ واضح ہو جاتا مگر انہوں نے ایسا کرنے کی بجائے حضرت عثمان کو نظر بند کر دیا......

حضرت عثمانؓ کی نظر بندی کا واقعہ اس خبر کے ساتھ مشہور ہو گیا کہ وہ قتل کر ڈالے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ عثمانؓ کے خون کا قصاص لینا فرض ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کیا، آن کی آن میں پروانے شمع نبوت کے اردگرد جمع ہو گئے۔ عثمانؓ کی شہادت کی خبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت متاثر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ببول کے درخت کے نیچے صحابہ کرام سے اللہ کی راہ میں مارنے اور مر جانے کی بیعت لی۔

عجیب سماں تھا، چٹیل میدان...... کہیں کہیں کھجور کے سوکھے پیڑ اور ببول کے درخت دکھائی دیتے تھے۔ دُور تک ہو کا عالم تھا اور خدا کا نبی جان نثاری کے لیے صحابہ سے بیعت لے رہے تھے۔ مرد اور عورت جوش میں آ آ کر اقرار کر رہے تھے کہ اللہ کے راستہ میں ہماری جانیں کام آ جائیں تو یہ سب سے بڑی سعادت ہوگی...... یہ اقرار زبان حال سے تھا۔ یعنی یہ کہ! عثمانؓ بن عفان کے خون کے ایک ایک قطرے کا قصاص لیا جائے گا۔ کفار اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ ہم پرائے دیس میں ہیں۔ مدینہ یہاں سے دور ہے...... خدا کی قسم! ہم بدر واحد سے زیادہ پامردی اور بے جگری کے ساتھ لڑیں گے۔ یہ جانیں آخر ہیں کس دن کے لیے۔ خدا کی راہ میں ان کا کام آ جانا زندگی کی معراج ہے۔ تاریخ میں بیعت ''بیعت الرضوان'' کے نام سے مشہور ہے...... مگر بعد میں جا کر اس خبر کی اصلیت کا پتہ چل گیا کہ اطلاع غلط تھی، حضرت عثمانؓ شہید نہیں ہوئے، کافروں کے یہاں نظر بند ہیں۔

21. صلح حدیبیہ

اس کے بعد صلح کے لیے سلسلہ شروع ہوا۔ سہیل بن عمرو فصاحت اور بلاغت میں مشہور تھے۔ عام قریش کی طرح ان میں تیز مزاجی بھی نہ تھی۔ طبیعت کے انتہائی متین اور سنجیدہ تھے، سفارت کے لیے ایسے ہی شخص کا انتخاب موزوں تھا...... ''خطیب قریش'' (سہیل) مکہ سے حدیبیہ پہنچا۔ مکہ سے چند کوس کی دوری پر ایک کنویں کا نام حدیبیہ ہے وہاں جو چھوٹی بستی آباد ہے اسے بھی ''حدیبیہ'' ہی کہتے ہیں۔ اسی نسبت کی بناء پر یہ واقعہ ''صلح حدیبیہ'' کے نام سے شہرت پا گیا۔

سہیل حدیبیہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صلح کی شرطوں پر بہت دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ سہیل کی کوشش یہ تھی کہ قریش کی بات کہیں نیچی نہ ہو جائے۔ کوئی شرط میں نے دب کر مان لی تو اعیان مکہ کو منھ دکھانے کے قابل

S.C.E.R.T. TELANGANA

نہیں رہوں گا۔لوگوں نے مجھے بھروسہ کا آدمی سمجھ کر ہی تو بھیجا ہے۔رؤساءِ قریش نے مجھے رخصت کرتے ہوئے کہا تھا کہ دیکھنا سہیل! تم ہماری آبائی عزت کے منشور پر دستخط کرنے کے لیے جا رہے ہو، بہت بڑی ذمہ داری ہم نے تمہیں سونپ دی ہے۔

مسلسل گفت وشنید کے بعد چند شرطیں فریقین نے مان لیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو معاہدہ تحریر کرنے کا حکم دیا۔حضرت علیؓ نے صلح نامہ قلم بند کرنا شروع کیا۔عبارت کا آغاز اس جملہ سے ہوا:

ھٰذا ماقاضیٰ علیہ محمد رسول اللّٰہ.

''یعنی وہ معاہدہ ہے جسے محمد رسول اللہ نے مان لیا''

اس پر قریش کا سفیر سہیل بولا...... ''یہ کیا لکھ دیا، ہماری اور تمہاری ساری لڑائی ہی اس بات پر ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم نہیں کرتے۔اگر ہم آپ کو خدا کا رسول مان لیں تو پھر ہم میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی جھگڑا ہی باقی نہ رہے۔ معاہدے میں ''رسول اللہ'' کا لفظ نہیں لکھا جائے گا ''محمد ابن عبداللہ'' کافی ہے۔''

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر چہ تم جھٹلاتے ہو لیکن خدا کی قسم میں خدا کا رسولؐ ہوں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ ''رسول اللہ'' کا لفظ عبارت سے مٹا دیا جائے۔حضرت علیؓ کا ضمیر کانپ اُٹھا، عرض کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم میرے سر آنکھوں پر۔مگر ''رسول اللہ'' کا لفظ ہرگز نہ مٹاؤں گا۔اور حضور!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے کہا کہ اچھا بتاؤ میرا نام کہاں ہے علی مرتضیٰ نے اپنی انگلی اس لفظ پر رکھ دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''رسول اللہ'' کا لفظ خود دستِ مبارک سے مٹا دیا۔

اس کے بعد صلح نامہ کی شرطیں قلم بند ہوئیں۔

(۱) مسلمان اس سال حج کیے بغیر لوٹ جائیں

(۲) آئندہ سال حج کے موقع پر آئیں تو تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔

(۳) ہتھیار لے کر نہ آئیں۔بس زیادہ سے زیادہ تلوار لا سکتے ہیں، ان کو بھی بے نیام ہونے نہ دیا جائے گا۔

(۴) جو مسلمان مکہ میں پہلے سے رہتے ہیں اور ٹھہرے ہوئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنے ہمراہ مدینہ نہ لے جائیں۔مگر اس کے برخلاف کوئی مسلمان مکہ آنا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔

(۵) کافروں یا مسلمانوں کا کوئی آدمی اگر مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا اور کوئی مسلمان مکہ پہنچ جائے تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔''

ابھی معاہدہ لکھا ہی جا رہا تھا، طرفین کے دستخط نہ ہوئے تھے۔عبارت ادھوری تھی کہ اتنے میں سہیل کے بیٹے ابو جندل گرتے ہوئے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے وہاں آ پہنچے اور زبانِ حال سے فریاد کرنے لگے:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام لانے کی پاداش میں کافروں نے مجھے قید میں رکھ کر بڑی بڑی دردناک اذیتیں دی ہیں۔یہ دیکھیے، میری پیٹھ کو دیکھیے! کوڑوں کے نشانوں کا کوئی شمار نہیں ہے......اور میرا سینہ جلتے پتھروں سے داغا جاتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے کہا جاتا ہے کہ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

وسلم سے بیزاری کا اعلان نہ کروگے، اسی طرح ستائے جاؤگے! میں نے صاف کہہ دیا کہ نادانو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور اطاعت پر مجھ جیسی ہزار جانیں قربان! تم میرے جسم کے ایک ایک عضو کو بھی جدا کردو گے تب بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کا دم بھرتا رہوں گا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم! بڑی مشکل سے ان ظالموں کی قید سے نکل کر آیا ہوں، پیروں کی بیڑیاں بھی نہیں کاٹ سکا۔ اب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم! میں جاؤں گا نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہی رہوں گا۔''

ابوجندل کی آہ وزاری سن کر صحابہ کرام کے دل ہل گئے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد متاثر ہوئے۔

......''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صلح نامہ کی شرائط کی تعمیل کا یہ سب سے پہلا موقع ہے۔ صلح کی شرط کے مطابق اس شخص (ابوجندل) کو مجھے واپس دے دو'' ...... سہیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

......''مگر ابھی معاہدہ لکھا نہیں جا چکا'' ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

......''تو پھر ہمیں سرے سے صلح ہی منظور نہیں'' ...... سہیل نے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا۔

......''اچھا، ان (ابوجندل) کو یہیں رہنے دو'' ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار اصرار کے ساتھ فرمایا۔ مگر سہیل کسی بات پر راضی نہ ہوا، وہ یہی کہتا رہا کہ ابوجندل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں چھوڑا جا سکتا۔ چنانچہ حضرت ابوجندل کو اسی حالت میں مکہ واپس جانا پڑا۔

ابوجندل۔ مظلوم واسیر ابوجندل کی آنکھوں میں التجا غلطاں تھی کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کے لیے مجھے سفاک اور ظالم دشمنوں میں واپس نہ بھیجئے۔ اور سرکار کی چشم کرم زبان حال سے بول رہی تھی کہ ابوجندل! صبر کرو، یہ مظلومیت کا دور زیادہ دن تک نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تیری محافظت فرمائے گا صبر کرنے والوں کا بڑا درجہ ہے۔

صحابہ کرام کو اس واقعہ کا بڑا املال ہوا۔ کسی کی آنکھوں میں تو آنسو آ گئے۔ ان کا بس چلتا تو ابوجندل کو روک لیتے، جانے نہ دیتے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے کسی کو چون و چرا کی مجال نہ تھی...... صلح کے شرائط کا بھی ان کو غم تھا، ظاہری طور پر مسلمانوں کی طرف سے دب کر صلح کی گئی تھی ہر شرط کفار مکہ ہی کے موافق پڑتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو ''فتح مبین'' کہا۔ وحی آئی:

اِنّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا o

''ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح دی۔''

صلح حدیبیہ سے پہلے کافر اور مسلمان ایک دوسرے سے دُور دُور رہتے تھے۔ مکہ کے لوگ مکہ میں اور مدینہ کے رہنے والے مدینہ میں! لڑائی اور نزاعوں نے ایک دوسرے کے درمیان بیگانگی اور اجنبیت کی دیوار کھڑی کر دی تھی۔ دونوں طرف سے جان جانے کا خطرہ بھی لگا رہتا۔ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان اور کفار ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور دونوں شہروں میں آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

صحابہ کرام کی زندگی، سیرت وکردار، عادات واطوار، طرز معیشت، اخلاق، سچائی، نیکی اور پاک بازی کو دیکھ دیکھ کر کافروں

پر بڑا گہرا اثر ہوا......اور یہ اثر دلوں کو اسلام کی طرف کھینچ کھینچ کر لے گیا۔صلح کے اس زمانہ میں اچھی خاصی تعداد دائرہ کفر سے نکل کر آغوش اسلام میں آ گئی۔

خالد بن ولید جس کی تلوار نے شام کو فتح کیا اور عمرو بن عاص جن کو تاریخ ''فاتح مصر'' کے نام سے پکارتی ہے۔اسی زمانہ میں اسلام کی سعادت سے مشرف ہوئے۔یہ حدیبیہ کی صلح جس کی شرطوں کو دیکھ کر حضرت عمر جیسا مستقل مزاج اور بہادر انسان بھی اپنے غم کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکا۔حقیقت میں ''فتح مبین'' ثابت ہوئی۔اسلام کا چرچا مکہ میں پہلے سے زیادہ ہونے لگا۔جو لوگ ابھی تک اسلام نہ لائے تھے وہ بھی دبی زبان سے اقرار کرتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کے ساتھی کیا ہیں فرشتے ہیں۔

22.فتح مکہ

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھویں سال کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔اتنے میں ایک شخص انتہائی درد انگیز لہجہ میں فریاد کرنے لگا:

''اے خدا! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عہد یاد دلاتا ہوں جو ہمارے اور ان کے قدیم قبیلہ میں ہوا ہے،اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد کر،اور خدا کے بندوں کو بلا......''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار حال فرمایا تو معلوم ہوا کہ قریش کے ایماء بلکہ ان کی مدد سے بنو بکر نے بنو خزاعہ کا حدود حرم میں خون بہایا اور معاہدہ شکنی کی صلح حدیبیہ کے شرائط کی بنیاد پر بنو خزاعہ اور مسلمان ایک دوسرے کے حلیف ہو گئے تھے۔یہی مسلمانوں کے حلیف (خزاعہ) بھیڑ بکری کی طرح حدود حرم میں ذبح کر دیے گئے۔

عمرو بن سالم اپنے قبیلہ کی طرف سے فریاد لے کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تھے۔اسی سلسلے میں تمام واقعات اور مکمل تفصیل سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ متاثر ہوئے۔اور قریش کے پاس تین شرطیں لے کر قاصد روانہ فرمایا...... پہلی شرط یہ تھی کہ خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔دوسری شرط یہ تھی کہ قریش بنو بکر کی حمایت سے ہاتھ اُٹھالیں اور آخری شرط یہ تھی عام اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا۔

قریش کے نمائندہ نے قاصد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ پہلی دو شرطیں ہمیں قبول نہیں البتہ تیسری شرط منظور ہے۔جب قاصد مدینہ واپس چلا گیا تو قریش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ ہم نے جواب دینے میں عجلت اور شدت سے کام لیا۔ابوسفیان کو انہوں نے مدینہ بھیجا اور ابوسفیان نے حدیبیہ کے صلح نامہ کی تجدید کی کوشش بھی کی۔مگر اب معاملہ صلح اور تجدید صلح کی حد سے گزر چکا تھا۔کفار قریش کی مسلسل بدعہدیاں،سازشیں،اور اسلام دشمنی کسی مصالحت اور سمجھوتے کی مستحق نہ تھیں۔ابوسفیان کی سفارت ناکام رہی،تاریخ اپنا ورق اُلٹ چکی تھی۔سچائی کا میابی کے افق میں جھانک رہی تھی اور باطل کو آپ ہی آپ ٹھنڈے پسینے آرہے تھے۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف کوچ کا اعلان عام فرما دیا۔ چند دن میں کوچ کی تیاریاں مکمل ہوگئیں۔ یہاں تک کہ رمضان کی دس تاریخ (۸ ہجری) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار فدائی اور عقیدت مند صحابہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ منزلوں پر منزلیں طئے کرتا ہوا یہ مقدس لشکر مکہ کے حدود میں داخل ہوا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ جاؤ! ابوسفیان کو قلعہ کوہ پر لے جا کر کھڑا کر دو تا کہ وہ اپنی آنکھ سے اللہ کی فوج کے جلال وسطوت کا مشاہدہ کر لے۔ سب سے پہلے قبائل عرب کی فوجوں نے پیش قدمی کی۔

تمام قبیلوں کے دستوں کے بعد انصار کی باری آئی۔ تلوار، نیزے، ترکش، زرہیں۔ علم اور سب سے بڑھ کر ان کا جوش مسرت، حسن خلوص اور جذبۂ عقیدت...... قریش اس اہتمام کو دیکھ کر کانپ کانپ گئے...... یہ انصار تھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے مددگار، جنھوں نے مہاجرین کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کیا۔ اسلام کی حمایت میں جو سدا سینہ سپر رہے۔ مقدس جنگوں میں جن کی شجاعت اور جوش جہاد کے افسانوں سے تاریخ اسلام کے اوراق ہمیشہ مزین رہیں گے۔

قبیلوں کے تمام دستے ایک ایک کر کے گزر چکے تو سب سے آخر میں خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکی مدنی العربی کی سواری بادسواری مکہ سے گلی کوچوں کو مہکی ہوئی اور خاک کے ذروں کو مہ ومہر بناتی ہوئی نظر آئی۔ حضرت زبیر بن العوام کے ہاتھ میں علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور جذبہ تشکر سے سر مبارک کو جھکا لیا تھا کہ جبیں مبارک کجاوے سے لگ گئی۔ جس وقت انصار کا لشکر مکہ میں داخل ہوا تھا تو حضرت سعد بن عبادہ جیش انصار کے علم بردار تھے۔

قریش مسلمانوں کی فوج دیکھ کر اور بدحواس ہو گئے، مقابلہ کی کسی میں ہمت نہ تھی، ان کے بازوئے شجاعت آج شل ہو گئے۔ تلواروں کے جوہر آپ ہی آپ دھندلے ہوئے جارہے تھے۔ جراتیں جواب دے رہی تھیں اور عرب کی آبائی غیرت پر اوس سی پڑ گئی تھی...... مگر اس حالت میں بھی قریش کی ایک ٹولی سے ضبط نہ ہوسکا۔ اس نے ہمت کر کے حملہ کیا اور کرز بن جابر فہری اور جبش بن اشعر دو صحابیوں کو شہید کر دیا۔ حضرت خالد تلوار چلانا نہیں چاہتے تھے۔

مگر جب کہ دوسری طرف تلواریں اپنا کام کر رہی تھیں، طرح دے کر خاموش بیٹھے رہنا اور معرکہ جدال وقتال سے صرف نظر کرنا بھی کسی بھی طرح مناسب نہ تھا۔ خالد نے بھی تلوار کا جواب تلوار سے دیا۔ یہاں تک کہ کفار میدان سے بھاگ نکلے، ان کے تیرہ آدمی کام آئے۔ مقتولوں کی لاشیں بھی وہ ساتھ نہ لے جاسکے۔

خالد کے تیور عتاب آلودہ تھے ننگی تلوار پر کافروں کے لہو کا غازہ ملا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد سے باز پرس فرمائی۔ خالد اور دوسرے صحابہ نے پورا واقعہ بے کم وکاست بیان کر دیا۔ معلوم ہوا کہ جنگ کا آغاز کفار قریش نے کیا تھا۔ چھیڑ چھاڑ انہی کی طرف سے ہوئی۔ حملہ آور وہی لوگ تھے۔ مسلمانوں کو بدرجہ مجبوری مدافعت کے لیے تلوار اٹھانی پڑی۔ مسلمان خاموش رہتے تو خود ارض حرم میں بدر واحد کی تاریخ دہرائی جاتی...... اس اطلاع کے بعد زبان نبوت سے ارشاد ہوا کہ "حکم الٰہی یہی تھا۔"

مکہ میں مقام خیف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام گاہ کا شرف حاصل ہوا۔ خیف بنو ہاشم کی مظلومیت اور بے کسی کی تاریخ اپنے سینہ میں چھپائے ہوئے تھا۔ اب سے چند سال پہلے جب کفار قریش نے بنو ہاشم کا مکمل بائیکاٹ کر دیا تھا اور یہ خاندان خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات گرامی سمیت جہاں محصور تھا۔ یہی وہ مقام تھا، کل کا محصور اور قیدی آج کا فاتح تھا۔ جنھوں نے اسے محصور

S.C.E.R.T. TELANGANA

کیا تھا اور قید رکھا تھا، آج وہ اس کی چشم کرم کے محتاج تھے، زمانہ کروٹ بدل چکا تھا، عرب کی تاریخ دوسرے انداز پر لکھی جارہی تھی اور کفار قریش کی عظمت کے ستارے اب جھلملا رہے تھے...... بلکہ ڈوب رہے تھے حق بہت دن تک مظلوم نہیں رہ سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔حرم کی درودیوار نے ''خوش آمدید'' کہا۔

سلام اے طائف و مکہ کے مظلوم نبی سلام! درود اے اُحد کے زخمی درود! بھوکا رہ کر اوروں کو کھلانے والے سخی ''اہلاً وسہلاً! خندق کے مقدس مزدور ''خوش آمدید!'' انسانیت کے سب سے بڑے غم خوار ''صلوٰۃ وسلام''! بے کسی کی حالت میں مکہ سے ہجرت کرنے والے مسافر آداب کورنش!''......!

وہ کعبہ جس کی بنیادیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں نے اُٹھائی تھیں اور جو صرف خدائے واحد و یکتا کی پرستش اور عبادت کے لیے مخصوص تھا۔ نادان اور جاہل قریش نے اسے بت خانہ بنا رکھا تھا، جگہ جگہ پتھر اور لکڑی کے بت نصب تھے اور دیواروں پر تصویریں بنی تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں داخل ہو کر چھڑی سے ایک ایک بت پر ضرب لگائی، یہ آیت پڑھتے ہوئے:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا٥

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، اور باطل مٹنے کے لیے ہی تھا۔

بت ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگے، جن کے روبرو صدیوں قریش کی پیشانیاں خم ہوئی تھیں، آج وہ خود زمین بوس بلکہ پامال ہو رہے تھے۔اس منظر کو دیکھ کر حجر اسود مسکرا دیا۔

مکہ میں داخل ہوتے ہی اعلان فرمایا گیا تھا:

(۱) جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لیے امان ہے۔

(۲) جو شخص دروازہ بند کر لے گا اس کے لیے امان ہے۔اور......

(۳) جو شخص ابوسفیان کے یہاں پناہ لے گا وہ بھی اپنے کو مامون سمجھے۔

خطا کار سے درگزر کرنے والا

بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا

کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے شرماتے ہوئے، سہمے ہوئے، ڈرے ہوئے۔دل اندر سے کہہ رہے تھے کہ آج جان کی خیر نہیں۔ ہمارے ایک ایک ظلم کا بدلہ لیا جائیگا۔ایک ایک شہید مسلمان کے خون کے قصاص کا آج دن ہے۔ہمیں اپنے کرتوتوں کی سزا بھگتنی ہی پڑے گی۔ابوجندل کی پیٹھ سے لے کر بلال حبشیؓ کے سینہ تک کتنے جسم ہیں جن کو ہم نے نہیں چھیدا، نہیں تپایا اور نہیں داغا۔ ہمارے ہی ظلم وستم کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کو گھر سے بے گھر ہونا پڑا اور پھر جب وہ مدینہ میں پہنچ گئے تو وہاں بھی ہم نے انہیں چین سے کس دن بیٹھنے دیا۔ ہمارے ہی سردار ابوسفیان کی بیوی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا اور ابن قمیہ ہم ہی میں سے تو تھا جس کی تلوار نے ابن عبداللہ اور آمنہ کے دُرِیتیمــــــــر کے چہرے کو لہولہان کر دیا تھا......مگر رحمت عالم نے فرمایا:

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

''تم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں! جاؤتم سب آزاد ہو۔''

بس یوں سمجھو کہ قاتلوں کو پھانسی کے تختے پر چڑھا کر اتار دیا گیا۔تلواریں گردن کے قریب لاکر روک دی گئیں۔موت کا فرشتہ حلقوموں کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا چکا تھا کہ اسے تھما دیا گیا......انسانیت کی پوری تاریخ عفوودرگزر کی اس مثال سے خالی ہے۔یہ ہر کسی کی نہیں صرف ''رحمتہ اللعالمین'' ہی کی شان تھی اور یہ وصف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے مخصوص تھا۔

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دی!
سلام اس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی
سلام اس پر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھاکر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
درود اس پر کہ جس کا نام تسکین دل وہ جاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآں ہے

صفا میں ایک اونچی جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور کافروں سے اسلام کے لیے بیعت لینی شروع کی۔قبول اسلام اور شرف بیعت کا یہ سلسلہ بہت دیر تک جاری رہا۔ناپاک آج پاک کیے جارہے تھے۔دلوں کی سیاہی ایمان کے آب حیات سے دھل رہی تھی۔کردار اور سیرتیں بدل رہی تھیں۔جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار آج مٹ رہا تھا......بیعت کے شرف اور قبول حق کی اس سعادت میں عورتیں بھی برابر شریک تھیں۔آج ان کی غلامی کی زنجیریں بھی کٹ رہی تھیں اور ان کی قسمت کا ستارہ بھی شرف وعزت اور احترام ومحبت کے افق سے چمک رہا تھا' یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے'' نیکوں میں سب سے بڑے، پاکبازوں میں سب سے زیادہ پاکباز''

23. مکہ میں

تمام کفار مکہ کے دل ابھی صاف نہیں ہوئے تھے۔کسی کسی کے دل میں ابھی کھوٹ باقی تھی......فتح مکہ کے دوسرے دن کا

واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کا طواف فرما رہے تھے۔ عمیر کا جوشیلا بیٹا فضالہ گھات میں تھا۔ اس نے دیکھا کہ حرم میں لوگوں کی اس وقت بھیڑ نہیں ہے۔ اکا دکا آدمی آجا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر کوئی ہتھیار بھی نہیں ہے۔ بالکل نہتے ہیں ایسا موقع پھر نہیں آئے گا۔ لاؤ قاتلانہ حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے تو مکہ کی تاریخ کا رُخ اسی دن بدل جائے گا۔ یہ اسلام اور اہل اسلام کی ساری گرم جوشی انہی کے دم قدم سے ہے۔ دولہا نہ رہا تو براتی بھی تتر بتر ہو جائیں گے۔ اس شخص نے ہماری آبائی عظمت کے صحیفوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ قصی اور عدنان کی روحیں تڑپ رہی ہوں گی کہ قریش کا وقار خاک میں مل گیا۔

فضالہ تلوار عبا میں چھپائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا...... ''کیا فضالہ آ رہا ہے؟''...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا...... ''جی ہاں! میں فضالہ ہی ہوں''...... فضالہ نے جواب دیا......

''تم ابھی اپنے دل میں کیا سوچ رہے تھے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔

''جی! کچھ نہیں (خوف زدہ ہو کر) میں تو دل ہی دل میں اللہ کو یاد کر رہا تھا۔

......فضالہ کے اس جواب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آ گئی اور ارشاد فرمایا:

''تم اپنے خدا سے معافی چاہو......''

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود
اپنے خطا کار کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پر کروڑوں درود

یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فضالہ کے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ فضالہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بیزاری تھی۔ مجھے جھنجھلاہٹ آتی تھی کہ ان کی بدولت ہم قریش کی خاندانی عظمت پامال ہو گئی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے مس ہوتے ہی میرا سینہ سکون و اطمینان کا گنجینہ بن گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدت کا دریا جوش مارنے لگا۔

فضالہ جب حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس سے واپس ہوئے تو راستہ میں ان کی محبوبہ کا گھر پڑتا تھا، اس عورت نے دُور سے دیکھا تو فضالہ کے چہرے کو بدلہ ہوا پایا۔ ہوس ناک نگاہیں اب جھکی ہوئی تھیں۔ جیسے بار حیا سے اب یہ زمین سے لگ کر پھر اٹھیں گی نہیں! عورت محسوس کر رہی تھی کہ فضالہ نے غلط انداز نگاہ سے بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔ فضالہ قریب سے گزرے تو اس نے خود ہی ٹوک کر کہا:

فضالہ! میری ایک ذرا سی بات تو سنتے جاؤ۔''

حضرت فضالہ نے نگاہیں نیچی کر کے جواب دیا...... ''نہیں نہیں! خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی باتوں سے مجھے منع کرتے ہیں۔'' اللہ غنی! پہلے تو ہوس ناکی اور معصیت کوشی کا وہ عالم...... اور اب پاکبازی کا یہ انداز۔ ع

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022
S.C.E.R.T. TELANGANA

فرہنگ

آ ا

اجارہ داری = ٹھیکداری

ارہر = تورکی دال کی کھیتی

ازبر = خوب یادرکھنا

ازدل خیزد وبردل ریزو = جودل کو بھانے والا اور دل کولبھانے والا

استقلال = کسی بات پرقائم رہنا

اشک فشانی = آنسو بہانا

اضطراب = بےچینی

افلاس = غربت، بھوک مری

المیہ = ٹریجڈی

ان گنت = بےشمار

انفعال = شرمندگی

آب گینہ = شیشہ

ب

بارہ ماسی = بارہ مہینے

بالا حصار = قلعہ کا سب سے اوپری حصہ

بپاباج پیالہ = محبوب کے بغیر

بتدریج = آہستہ آہستہ

بحر = سمندر

پ

پتہ مارنا = سخت محنت کرنا

پنگھٹ = پانی لینے جگہ، کنواں

پیچ وتاب = بےقراری

ت

تپاں = گرم، جلتا ہوا

ج

جبال = پہاڑ (جبل کی جمع)

جبر = ظلم

جبل = پہاڑ

جلال = عظمت، بڑائی

جمالیاتی حس = خوبصورت احساس

چ

چاو = چاہت

چوپالیں = وہ چبوترہ جہاں بیٹھ کر گاؤں والے مسائل کا تصفیہ کرتے ہیں

چوکھا = صاف ظاہر ہے

ح

حجرہ = کمرہ

حشرات الارض = زمین پر رہنے والے کیڑے

خ

خام = کچا

خصال = خصلت

د

درفشاں = موتی بکھیرنے والا

درویش = فقیر، مفلس

دست = ہاتھ

دشت = جنگل

دغدغہ = خوف، اندیشہ

دوام = ہمیشگی

دھرم = مذہب

ز

زعم = گمان

زیست = زندگی

س

سبک = نرم ونازک

سرسوں = رائی

سفال = مٹی کا پیالہ

سوزدروں = اندرونی جلن

سیماب = چاندی

ش

شلوکا = کرتا

شتر = اونٹ

ص

صدف = سیپ

صدمہ = تکلیف

صلہ = بدلہ

S.C.E.R.T. TELANGANA

صوت ہادی = ہدایت کی آواز

ط

طرب = خوشی

طیور = پرندے

ظ

ظرف = فراخ دلی، حوصلہ

غ

غنی = تونگر، رئیس

ف

فعال = حرکت

فی البدیہہ = بے سوچے، فوراً

ق

قرن = صدی

ک

کل جگ = وہ زمانہ جس میں گناہ زیادہ ہوں

کلید = کنجی

کوتاہ اندیشی = حقیر سوچ

کوکب طالع = قسمت کا ستارہ

کوند = چمک

گ

گردوں = آسمان، آسماں

گھور = خوفناک، بھیانک

ل

لغزش = غلطی

م

ماجرا = قصہ

مانوس = گھل مل جانا

ماویٰ = پناہ دینے والا

مبہوت = مدہوش ہو جانا، حیران ہو جانا

محسود = جس سے لوگ حسد کریں

محکمہ آبرسانی = شہریوں کو پانی فراہم کرنے والا محکمہ

مدعا = غرض، خواہش

مستحضر = حاضر رہنا

مشتاق = آرزومند، چاہنے والے

مضمر = چھپا ہوا

مطرب = خوش کرنے والا

معاصر = ہم زمانہ

معمار = تعمیر کرنے والا

مغائرت = غیر سمجھنا

مفاسد = برائیاں

مقصدِ زیست = زندگی کا مقصد

ملجا = پناہ دینے والا

منفعل = شرمندہ

مِس = تانبا ایک قسم کی دھات

مشکوٰۃ ابد = دائمی روشنی

مُبر = پاک کی ہوئی

ن

نادار = بے گھر

ناداں = بے عقل

نثار = قربان ہونا

ندامت = شرمندگی

نسیمِ فردوس = ٹھنڈی ہوا

نوال = بخشش

نہال = مالا مال

و

وبال = مصیبت، آفت، عذاب

وجودِ زن = عورت کا وجود

ولولہ = جوش، امنگ

ع

عروس = دلہن

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

آموزشی ماحاصل (Learning Outcomes)

- پڑھتے اور بولتے وقت جملے کی صحیح ادائیگی کرتے ہیں۔
- اپنے خیالات کا اظہار سادہ زبان میں کرتے ہیں۔
- لکھنے کے دوران جملے مختصر، رموز واوقاف کا صحیح استعمال کرتے ہوئے آسان اور صاف زبان لکھتے ہیں جیسے

ع ''ہاں! بھلا کر' تیرا بھلا ہوگا''

اور درویش کی صدا کیا ہے؟

ع ''نہیں ماں جی۔اپنی کمی کو پورا کرنے کے لیے''۔؟

''کیا کمی ہے تمھیں''

- طلبا معروف ادبی شخصیتوں سے مل کر محظوظ ہوتے ہیں اوران سے سوالات پوچھتے ہیں۔ جیسے''گوپی چند نارنگ سے انٹرویو''
- پڑھنے اور لکھنے کے دوران اضافت کا صحیح استعمال کرتے ہیں جیسے

ع بوئے گل، نالۂ دل، چراغِ محفل

- محاوروں اور کہاوتوں کا واضح فرق سمجھتے ہیں اور انھیں اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔
- گفتگو اور تحریر میں اپنی تخلیقی صلاحیت کا استعمال کرتے ہیں۔
- مختلف ادبی اصناف کو پہچانتے ہیں جیسے نعت، غزل، نظم، قصیدہ، گیت وغیرہ۔
- نثری اور شعری اصناف کے مختلف اجزاء کی وضاحت کرتے ہیں جیسے ردیف، قافیہ، پلاٹ، کردار اور مکالمہ وغیرہ۔
- کسی نثری/شعری صنف جیسے نظم، مضمون انشائیہ سوانح وغیرہ کی خوبیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔
- شہری اور دیہاتی زندگی کے فرق کو محسوس کرتے ہیں اور ان سے متعلق سوالات کرتے ہیں اور جینے کے لیے کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ان پر زبانی تحریری اظہار خیال کرتے ہیں جیسے''شہروں میں چاند کو کوئی ماما نہیں کہتا''(انشائیہ)
- ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات کی نشاندہی کرتے ہیں جیسے''شہروں میں چاند کو کوئی ماما نہیں کہتا''(انشائیہ)، البیلی صبح (نظم)، ترغیب (سوانح) وغیرہ۔
- مختلف شعری اور نثری فن پاروں کو صحیح تلفظ، ترنم، آہنگ اور مناسب لب و لہجے کے ساتھ پڑھتے ہیں جیسے گیت، نظم غزل، مضمون، انشائیہ، افسانہ وغیرہ مثلاً

اپنی لغزش پہ ندامت کا سہارا دے دے
آج پھر امن و محبت کا کنارا دے دے

کیا ہوا کیسے ہوا یار مرے بھول بھی جا کیا لہوا یک نہیں

- مختلف سیاق میں لفظوں کے مفہوم کو سمجھتے ہیں اور انھیں استعمال کرتے ہیں۔
- عبارت اور شعر میں حسن پیدا کرنے والے عناصر کی نشاندہی کرتے ہیں جیسے محاورے، ضرب الامثال، علم عروضی، علم البیان، علم العداد وغیرہ۔
- حوالے کی کتابوں، لغت اور اشارے کا استعمال کرتے ہیں۔
- زبان اور سماج کے رشتے کو بہ خوبی سمجھتے اور نبھاتے ہیں۔

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

QR کوڈ کا استعمال کس طرح کیا جائے آیئے جانیں گے!

اس درسی کتاب میں آپ اس طرح کے کئی QR (Quick Response) کوڈس دیکھ سکتے ہیں۔

اپنے موبائیل فون یا ٹیابلٹ یا کمپیوٹر کا استعمال کرتے ہوئے دلچسپ اسباق، ویڈیوز، ڈاکیومنٹ وغیرہ دیکھئے جو QR کوڈ سے مربوط کئے گئے ہیں۔

مرحلہ	وضاحت
A	**QR کوڈ سے مربوط مواد کو دیکھنے کے لیے Andriod موبائیل فون / یا ٹیابلٹ کا استعمال کیجئے۔**
.1	اپنے موبائیل/ ٹیابلٹ میں Play Store پر کلک کیجئے۔
.2	Search bar میں Diksha ٹائپ کریں۔
.3	
.4	Install پر کلک کریں۔
.5	کامیاب طریقے سے Install اور Download کرنے کے بعد Open پر کلک کریں۔
.6	زبان کا انتخاب کیجئے اور English پر کلک کیجئے۔
.7	Continue پر کلک کیجئے۔
.8	Student / Teacher آپ جو ہیں اس کا انتخاب کیجئے اور Continue پر کلک کیجئے۔
.9	دائیں جانب اوپر موجود QR کوڈ اسکیانر کے آئیکن پر کلک کیجئے اور آپ کی درسی کتاب میں موجود QR کوڈ کو اسکین کیجئے۔
.10	QR کوڈ سے مربوط عنوانات نظر آئیں گے۔
.11	مطلوبہ مواد کو دیکھنے کے لیے لنک پر کلک کیجئے۔
B	**QR کوڈ سے مربوط مواد دیکھنے کے لیے کمپیوٹر کا استعمال کیجئے۔**
.1	https://diksha.gov.in/telangana پر جائیے۔
.2	Explore DIKSHA-TELANGANA پر کلک کیجئے۔
.3	QR کوڈ کے نیچے موجود کوڈ کو browser search bar میں ٹائپ کیجئے۔
.4	مربوط شدہ موضوعات کی ایک فہرست نظر آئیے گی۔
.5	مطلوبہ مواد کو دیکھنے کے لیے لنک پر کلک کیجئے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت ریاست تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

اُردو دنیا کی چند مایہ ناز ہستیاں

سرمہاراجہ کشن پرشاد
1864 - 1940

پریم چند
1880 - 1936

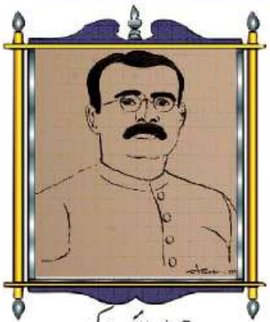
برج نارائن چکبست
1882 - 1926

سیماب اکبرابادی
1882 - 1951

صفی اورنگ آبادی
1893 - 1954

رشید احمد صدیقی
1894 - 1977

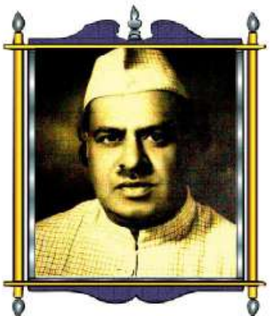
ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور
1905 - 1962

مخدوم محی الدین
1908 - 1969

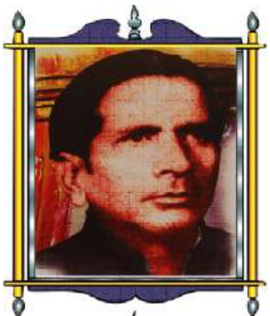
اسرارالحق مجاز
1911 - 1955

جاں نثار اختر
1914 - 1976

احسان دانش
1914 - 1982

احمد ندیم قاسمی
1916 - 2006

مجروح سلطان پوری
1918 - 2000

علی احمد جلیلی
1921 - 2005

ابراہیم جلیس
1924 - 1977

شاذ تمکنت
1933 - 1985

C.E.R.T. TELANGANA

أنْوَارُ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ-2

عربی کی درسی کتاب (کمپوزٹ کورس)

جماعت دہم

FREE

ARABIC - Class - X
(Compostie Course)

ناشر
حکومت تلنگانہ' حیدرآباد۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

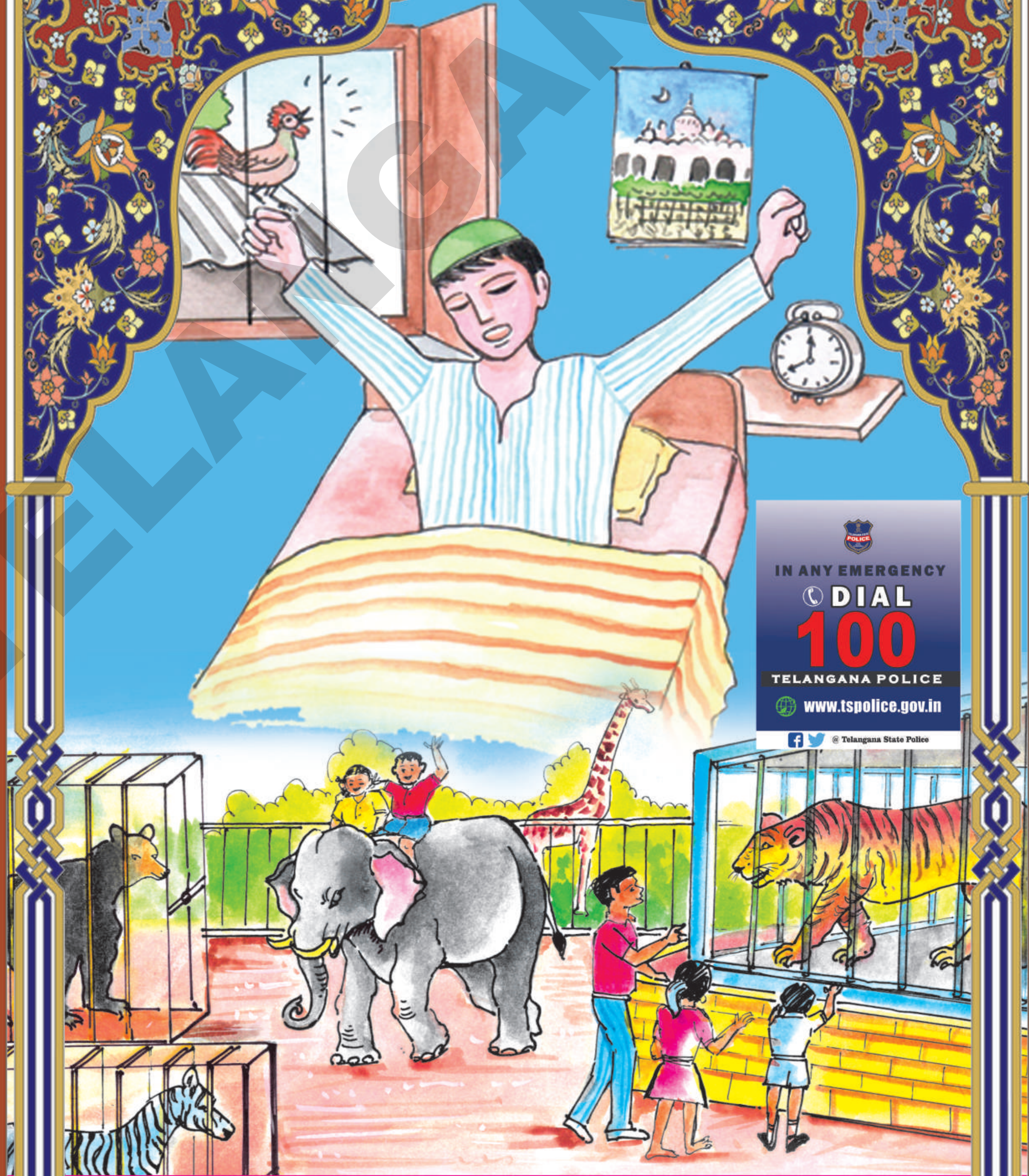

IN ANY EMERGENCY
DIAL
100
TELANGANA POLICE
www.tspolice.gov.in
@ Telangana State Police

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

SCERT TELANGANA

أَنْوَارُ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ - 2

عربی کی درسی کتاب، جماعت دہم (کمپوزٹ کورس)

10th Class Arabic Text Book (Composite Course)

ایڈیٹوریل بورڈ

ڈاکٹر حافظ سید بدیع الدین صابری

پروفیسر شعبہ عربی، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد۔

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

اسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ عربی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد۔

ڈاکٹر محمد ذوالفقار محی الدین صدیقی

اسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ عربی، اُورینٹل اردو کالج اینڈ ریسرچ سنٹر، حیدرآباد۔

کوآرڈینیٹرس

ڈاکٹر ایم. رما دیوی

لکچرر شعبہ لسانیات، ایس. سی. ای. آر. ٹی، تلنگانہ، حیدرآباد۔

محمد افتخار الدین شاؔد

اسکول اسسٹنٹ، گورنمنٹ ہائی اسکول، ٹپہ چبوترہ، حیدرآباد۔

مصورین

سی. ایچ. وینکٹ رمنا

معلم، یم پی پی ایس، ٹیکومٹلہ، سوریاپیٹ، تلنگانہ

کے. راگھواچاری

ڈرائینگ ماسٹر، ضلع پریشد ہائی اسکول، ملکاپور، چوٹپل، تلنگانہ

کمیٹی برائے فروغ و اشاعت درسی کتاب

ایس. جگناتھ ریڈی

ڈائرکٹر

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت

تلنگانہ، حیدرآباد

کے. کرشنا موہن راؤ

پروفیسر شعبہ نصاب ودرسی کتاب

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت

تلنگانہ، حیدرآباد

شری. بی. سدھاکر

ڈائرکٹر

گورنمنٹ ٹکسٹ بک پریس

تلنگانہ، حیدرآباد

ناشر حکومت تلنگانہ

تعلیم کے ذریعہ آگے بڑھیں

صبر وتحمل سے پیش آئیں

قانون کا احترام کریں

اپنے حقوق حاصل کریں

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

© Government of Telangana, Hyderabad.

First Published - 2016

New Impressions - 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022

All rights reserved.

No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.

The copy right holder of this book is the Director of School Education, Hyderabad, Telangana.

This Book has been printed on 70 G.S.M.Maplitho,
Title Page 200 G.S.M. White Art Card

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

Printed in India
at **Director Telangana State Govt. Text Book Press**,
Mint Compound, Hyderabad,
Telangana State.

پیش لفظ

اسکولی تعلیم میں تحتانوی جماعتوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اوّل اور دوّم جماعتوں میں سننے اور بولنے کی صلاحیت رکھنے والے بچے پڑھنا، لکھنا سیکھتے ہیں۔ ان بچوں کو جماعت سوّم سے اس قابل بنانا ہے کہ وہ الفاظ اور ان کے مفہوم سے آشنا ہوں، زبان کے مختلف اصناف پر مبنی اسباق پڑھ سکیں، الفاظ اور جملوں کی تشکیل سمجھ سکیں اور موقع و محل کی مناسبت سے ان کا استعمال کریں اور کسی بھی عام فہم موضوع پر اپنے الفاظ میں لکھ سکیں۔ لسانی مہارتوں سے تعلق رکھنے والی استعداد کے حصول سے دیگر مضامین کے سیکھنے میں آسانی ہوگی۔

درسی کتابیں استعداد کو فروغ دینے میں معاون ہوتی ہیں۔ بدلتے حالات اور ضروریات کے مطابق وقتاً فوقتاً ان میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔ حال ہی میں نئی کتابیں تیار کرنے کے باوجود قانون حق تعلیم کے نفاذ کے بعد ان درسی کتابوں کا دوبارہ جائزہ لینا اور ان میں ترمیم و تبدیلی ضروری ہوگئی ہے۔ اس قانون کے مطابق درسی کتابوں، تدریسی سرگرمیوں، جانچ کے طریقوں اور کمرہ جماعت کے ماحول وغیرہ میں تبدیلی کے لیے ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت نے ریاستی درسیاتی خاکہ 2011 تیار کیا ہے۔ اس کے تحت زبان اور اس کی تدریس کا پوزیشن پیپر بھی تیار کیا گیا۔ اس کے بنیادی اصولوں کے مطابق عربی زبان کی نئی درسی کتب ترتیب دی گئی ہیں۔

اس نئی کتاب میں نہ صرف معلومات فراہم کی گئی ہیں بلکہ لسانی مہارتوں جیسے سننا، سمجھنا، موقع و محل کے اعتبار سے بات چیت کرنا، پڑھنا اور سمجھ کر اظہار خیال کرنا، خود لکھنا، تخلیقی انداز میں اظہار کرنا، لفظوں پر عبور حاصل کرنا اور زبان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا جیسی استعداد کے حصول کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اس امر پر توجہ دی گئی ہے کہ زبان کی تدریس نہ صرف لسانی مہارتوں کے فروغ میں معاون ہو بلکہ انسانی اقدار، شخصیت کی نشو و نما اور قوت تخیل کو بھی فروغ دینے میں مددگار ثابت ہو۔ اس کے علاوہ غور و فکر پر مائل کرنے یعنی ردعمل ظاہر کرنے، مختلف زاویوں سے سوچنے، تجزیہ کرنے وغیرہ پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

ہر سبق کے آغاز سے قبل بچوں سے گفتگو کروانے، اور مباحثہ کے ذریعہ سبق کی جانب رغبت دلانے کے لیے موزوں تصویریں دی گئی ہیں۔ متعین جماعت واری لسانی استعداد کے حصول کے لیے ہر سبق کے اختتام پر ''یہ کیجیے'' کے تحت مشغلے و مشقیں دی گئی ہیں۔ مشغلوں کی نوعیت، انفرادی، گروہی یا کل جماعتی ہے۔

اس درسی کتاب کی تدوین میں شامل اساتذہ، ماہرین مضمون، مصورین، ڈی۔ ٹی۔ پی لے آؤٹ ڈیزائنر، شعبہ نصاب اور درسی کتب کے اراکین کو میں مبارک باد دیتا ہوں۔ میسکو کے ڈائریکٹر کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس بات کی امید کرتا ہوں کہ یہ درسی کتاب درکار مہارتوں اور استعداد کو فروغ دینے میں معاون ہوگی۔

ڈائرکٹر

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت

تلنگانہ، حیدرآباد

S.C.E.R.T. TELANGANA

ہدایات برائے اساتذہ

☆ عربی کی درسی کتابیں اس طرح ترتیب دی گئی ہیں کہ بچوں میں سننا، سوچ کر بولنا، روانی سے پڑھ کر، سمجھ کر اپنے الفاظ میں کہنا، خود سے لکھنا اور تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار جیسی استعداد کا حصول ممکن ہو سکے۔

☆ ہر سبق کا آغاز تصویری منظر، نظم، کہانی اور مکالموں سے ہوتا ہے۔

☆ تلفظ اور مخارج کی درست ادائیگی کا خاص خیال رکھیں۔

☆ سبق کے آغاز سے قبل دیے گئے تصویری منظر سے متعلق سے بچوں سے گفتگو کریں، ان سے غور وفکر پر مبنی سوالات کیے جائیں۔ اس کے بعد سبق کی تدریس شروع کی جائے۔

☆ نظم پڑھانے سے قبل اسے چارٹ یا تختہ سیاہ پر لکھیں۔ معلم، بچوں کو پہلے نظم پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد بچوں سے پڑھوائیں۔ نظم اداکاری سے پڑھنے کے لیے بچوں کو ریاض کروائیں۔

☆ سننا، بولنا، جیسی استعداد پر مبنی مشاغل، کل جماعت مشغلون کے طور پر کروائیں اور اس بات کی ترغیب دیں کہ تمام بچے کمرہ جماعت میں آزادانہ طور پر اظہار خیال کر سکیں۔

☆ طلبہ کو افعال، ضمائر و اسمائے اشارات کی گردانیں اچھی طرح ذہن نشین کروائیں۔

☆ پڑھنے، لکھنے کی استعداد پر مبنی مشاغل، گروہی مشاغل کے طور پر کروائیں۔

☆ حروف کو جوڑ کر لفظ بنانے کے چارٹ وغیرہ قبل از وقت تیار کر لیں، اور ان کا استعمال تدریسی و اکتسابی سرگرمیوں میں کریں۔

☆ پڑھنے، لکھنے کی استعداد پر مبنی مشاغل سے متعلق ہدایات سے بچوں کو واقف کروائیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ بچے انفرادی طور پر تحریری مشاغل کر پائیں۔

☆ عربی درسی کتاب کے علاوہ بچوں کے ہاں نوٹ بکس بھی ہونی چاہئیں روزانہ نوٹ بکس میں بچوں سے الفاظ لکھوائیں اور املا بھی لکھوائیں

☆ یہ درسی کتاب لفظی طریقے پر ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں بچوں کے ماحول اور حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بامعنی انداز میں عملی سرگرمیوں کے ذریعہ حروف تہجی سے واقف کروایا گیا ہے۔

☆ اس درسی کتاب میں زیادہ سے زیادہ الفاظ کا تعارف کروانے کے بجائے روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والے الفاظ کی بنیاد پڑھنے، لکھنے کے مشاغل ترتیب دیے گئے ہیں۔ مانوس و معروف الفاظ کے حروف سے نئے الفاظ بنانے اور ان الفاظ کا استعمال کے لیے مشاغل دیے گئے ہیں۔

☆ دوران تدریس ہمزۂ قطعی و ہمزۂ وصلی کا خاص خیال رہے۔

☆ بچوں کے اکتساب کو نہ صرف درسی کتاب تک محدود رکھیں، بلکہ ممکنہ حد تک زائد مواد مطالعہ و اکتسابی اشیاء استعمال کرتے ہوئے لسانی مہارتوں کے حصول کو ممکن بنائیں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

دُعا

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنّا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہوجائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہوجائے
ہو مرے دم سے یوں ہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب
ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو

- علامہ اقبالؔ

ترانۂ ہندی

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا
گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشک جناں ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم ، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

- علامہ اقبالؔ

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

قومی ترانہ

– رابندر ناتھ ٹیگور

جن گن من ادھی نایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا، ڈراوڑ، اتکل، ونگا
وندھیا، ہماچل، یمنا، گنگا، اُچ چھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے، تواشبھ آشش ماگے
گاہے تو جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیا ہے، جیا ہے، جیا ہے
جیا جیا جیا جیا ہے

عہد

– پی ڈیمرّی وینکٹا سبّا راؤ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ تمام ہندوستانی میرے بھائی اور بہن ہیں۔ مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور میں اس کے عظیم اور گوناگوں ورثے پر فخر کرتا ہوں/کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کرتا رہوں گا/کرتی رہوں گی۔ میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزت کروں گا/کروں گی اور ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں جانوروں کے تئیں رحم دلی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں اپنے وطن اور ہم وطنوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں/کرتی ہوں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

مرتبین

ڈاکٹر ثمینہ تابش

اسسٹنٹ پروفیسر مانو' حیدرآباد۔

ڈاکٹر ایم ایم شرف عالم

اسسٹنٹ پروفیسر مانو' حیدرآباد۔

ڈاکٹر حافظ محمد مستان علی قادری

اسکول اسسٹنٹ اسلامیہ ہائی اسکول' سکندرآباد۔

ڈاکٹر حافظ محمد صابر پاشاہ قادری

اسکول اسسٹنٹ' گورنمنٹ ہائی اسکول' دارالشفاء' حیدرآباد

ڈاکٹر ایس ایم سراج الدین

ہیڈ ماسٹر' گورنمنٹ پرائمری اسکول' کھوکرواڑی' حیدرآباد۔

محمد منظور احمد

اُردو پنڈت' گورنمنٹ ہائی اسکول' دریچہ بواہیر' حیدرآباد۔

ڈاکٹر سید افتخار حسین

معلم عربی' مسلم ایجوکیشنل سوشل اینڈ کلچرل آرگنائزیشن' حیدرآباد

ڈی۔ٹی۔پی۔لے آوٹ ڈیزائننگ

ٹی محمد مصطفیٰ' بھولکپور' مشیرآباد' حیدرآباد۔

محمد ایوب احمد' ایس اے، ضلع پریشد ہائی اسکول، آتماکور، ضلع ونپرتی۔

شیخ حاجی حسین' امپرنٹ کمپیوٹیک، دلکش نگر، میڈچل۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

فہرست

صفحہ نمبر	ماہ	عنوان	سلسلہ نشان
1	مارچ-جون	اَدَبُ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ	1
7	جولائی-اگست	حَدِيْقَةُ الْحَيَوَانَاتِ	2
14	ستمبر-اکتوبر	مَدْرَسَتِيْ	3
22	نومبر-دسمبر	كَيْفَ أَقْضِيْ يَوْمِيْ	4
32	دسمبر-جنوری	اَلْكِتَابُ	5

S.C.E.R.T. TELANGANA

دُعاءٌ

أَدْعُوكَ يَا إِلٰهِي　　يَا رَافِعَ السَّمَاءِ
إِحْفَظْ عَلَيَّ دِيْنِي　　يَا رَبِّ يَا رَجَائِيْ
وَقَوِّنِيْ فِيْ دَرْسِيْ　　بِالْجِدِّ وَالذَّكَاءِ
وَاحْفَظْ أَبِيْ وَأُمِّيْ　　وَكُلَّ أَقْرِبَائِيْ
وَامْنُنْ عَلٰى بِلَادِيْ　　بِالْعِزِّ وَالْعَلَاءِ
يَا وَاسِعَ الْعَطَاءِ　　رَبِّ اسْتَجِبْ دُعَائِيْ
يَا رَبِّ صَلِّ أَبَدًا　　عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

معلم کے لیے ہدایات

☆ دُعا کو ترنم سے پڑھیں اور پڑھائیں۔
☆ دُعا کے اشعار کی تشریح کیجیے۔
☆ طلبہ سے کہیں کہ قرآن سے کوئی دو دعائیں سنائیں۔
☆ طلبہ سے کہیں کہ سبق ''دُعاء'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں کریں۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

1

اٰدابُ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ

☆ مندرجہ ذیل تصویر دیکھیے۔

☆ ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

۱۔ بچو! اس تصویر میں آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟

۲۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ غذا ہم تک کیسے پہنچتی ہے؟

۳۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کھانا کھانے کے کیا آداب ہیں؟

بچوں کے لیے ہدایات:

☆ سبق پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جو 'ک' اور 'ص' سے شروع ہوتے ہیں۔

☆ تصویر دیکھ کر سبق کے مواد کا تصور کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

كَانَ عُمَرُ بْنُ أَبِى سَلَمَةَ غُلامًا صَغِيْرًا وَكَانَ مَعَ أُمِّهِ أُمِّ سَلَمَةَؓ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ وَفَاةِ أَبِى سَلَمَةَؓ فَكَانَ عُمَرُ فِى حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ.

وَكَانَ عُمَرُ يَأْكُلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا يَأْكُلُ الْوَلَدُ الصَغِيرُ مَعَ أَبِيْهِ، وكَمَا تَأْكُلُ أَنْتَ مَعَ أَبِيكَ وَأُمِّكَ وَكَانَ عُمَرُ غُلامًا يَتِيْمًا مَاتَ أَبُوْهُ وَهُوَ صَغِيْرٌ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّهُ وَيُعَلِّمُهُ الْأَدَبَ.

فَكَانَ يَأْكُلُ مَرَّةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ يَدُهُ تَدُوْرُ فِي الصَّحْفَةِ وَكَانَ يَأْكُلُ مِنْ هُنَا وَهُنَا كَمَا يَأْكُلُ كَثِيرٌ مِنَ الْأَوْلَادِ.

فَعَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَيْفَ يَأْكُلُ وَقَالَ لَهُ، (سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ مَايَلِيْكَ) وَهٰكَذَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَأْكُلَ الْمُسْلِمُ، فَيُسَمِّي اللّٰهَ وَيَأْكُلَ بِيَمِيْنِهِ وَيَأْكُلَ مِمَايَلِيْهِ.

وَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَؓ: مَاعَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَ إِنْ كَرِهَهُ، تَرَكَهُ.

وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِى الشُّرْبِ ثَلَاثًا.

وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِى الْإِ نَاءِ أَوْ يُنفَخَ فِيهِ.

وَعَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا.

وَعَنْ حذيفةؓ قَالَ: إِنَّ النَّبِىَّ ﷺ نَهَا نَاعَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِي اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ: هِىَ لَهُمْ فِىْ الدّنيَا وَهِىَ لَكُمْ فِى الْآخِرَةِ.

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

I. سنیے-بولیے

١. اس سبق میں کس چیز کے آداب بتائے گئے ہیں؟

٢. پانی پینے کے کیا آداب ہیں؟

٣. سانس لینے کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں؟

٤. اپنی پسندیدہ مشروبات کے نام لکھیے؟

II. روانی سے پڑھیے

١. وَكَانَ يَأْكُلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا يَأْكُلُ الْوَلَدُ الصَّغِيرُ مَعَ أَبِيهِ وَكَمَا تَأْكُلُ أَنْتَ مَعَ أَبِيكَ وَأُمِّكَ. وَكَانَ عُمَرُ غُلَامًا يَتِيمًا مَاتَ أَبُوهُ وَهُوَ صَغِيرٌ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّهُ وَيُعَلِّمُهُ الْأَدَبَ.

٢. سبق میں كَانَ، صَارَ اور إِنَّ، أَنَّ کی شناخت کیجیے۔

III. سوچیے اور لکھیے

١. اپنی پسندیدہ غذا کے بارے میں دو جملے لکھیے۔

٢. اس سبق کا نام "آدابُ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ" کیوں رکھا گیا ہے؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

IV. لفظیات

(الف) سبق میں پڑھے گئے مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

(١) حِجْرٌ = ______ (٢) تَدُورُ = ______

(٣) آنِيَةٌ = ______ (٤) مَرّةً = ______

(٥) يُنفَخُ = ______

(ب) اردو میں ترجمہ کیجیے۔

(١) أَلْبَيْتُ وَاسِعٌ. ______ (٢) أَلْأُسْتَاذُ طَيِّبٌ. ______

(٣) أَلْبُسْتَانُ جَمِيلٌ. ______ (٤) أَلْوَرْدُ أَحْمَرُ. ______

(٥) شَارِعُ الْمَدْرَسَةِ وَاسِعٌ. ______

(ج) عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(١) عربی زبان مشکل نہیں ہے۔ ______

(٢) سبق آسان ہے۔ ______

(٣) اللہ کا گھر مکہ میں ہے۔ ______

(٤) انگور سستے ہیں۔ ______

(٥) پیاز مہنگی ہے۔ ______

(د) حسب ذیل الفاظ کی جمع لکھیے۔

(١) عِنَبٌ + ______ (٢) سُوقٌ + ______

(٣) يَوْمٌ + ______ (٤) صَغِيرٌ + ______

(٥) عُطْلَةٌ + ______

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

7. زبان شناسی

(الف) افعال ناقصه: ان افعال کو ناقصه اس لیے کہتے ہیں کہ دوسرے افعال کی طرح صرف فاعل پر ان کا کلام مکمل نہیں ہوتا۔ یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ مبتدا کو اسم اور خبر کو ان کی خبر کہتے ہیں۔

تفہیم: کان اپنے اسم کو رفع (ُ ٌ) اور خبر کو نصب (َ ً) دیتا ہے۔ جیسے كَانَ خَالِدٌ قَائِمًا ' (خالد کھڑا تھا۔) صَارَ حَامِدٌ فَاضِلاً (حامد فاضل ہوگیا) خالد کو (کَان) کا اسم کہا جائے گا اور (قائماً) کو خبر اسی طرح (حامد) کو صار کا اسم اور (فاضلاً) کو خبر کہا جائے گا۔ (کنز النحو)

(ب) حروف مشبه بالفعل: ان کو مشبه بالفعل اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ عمل کرنے میں فعل کے مانند ہیں اپنے اسم کو نصب (َ ً) اور خبر کو رفع (ُ ٌ) دیتے ہیں۔

جیسے: اِنَّ الْوَلَدَ قَائِمٌ. أَعْلَمُ أَنَّكَ جَالِسٌ.

مذکورہ مثال میں (الولد) کو إِنَّ کا اسم اور (قائم) کو إِنّ کی خبر کہا جائے گا۔

(ج) ذیل کے جملوں میں "کَانَ" "صَار" اور "اَنَّ" "أَنَّ" کے اسم اور خبر کی نشاندہی کیجیے۔

(۱) كَانَ ألبَيْتُ نَظِيْفًا.
(۲) صَارَ الثَّوْبُ قَصِيرًا.
(۳) كَانَ مَحْمُودُ شُجَاعًا.
(۴) صَارَالْبَرْدُ قَارِسًا.
(۵) كَانَ السُّوقُ مَلِيْئاً.
(۶) اِنَّ الْمَرْأَةَ طَوِيْلَةٌ.
(۷) اِنَّ الْاِمْتِحَانَ قَرِيبٌ.
(۸) سَمِعْتُ أَنَّ التَّاجَ مَحَلَ شَهِيْرٌ.

كَانَ اور إِنَّ کا باہم فرق

كَانَ زَيْدٌ طَيِّباً. إِنَّ زَيْدًا طَيِّبٌ.
كَانَ الْوَلَدُ ذَكِيّاً. إِنَّ الْوَلَدَ ذَكِيٌّ.

S.C.E.R.T. TELANGANA

حديقة الحيوانات

2

☆ مندرجہ ذیل تصویر دیکھیے۔

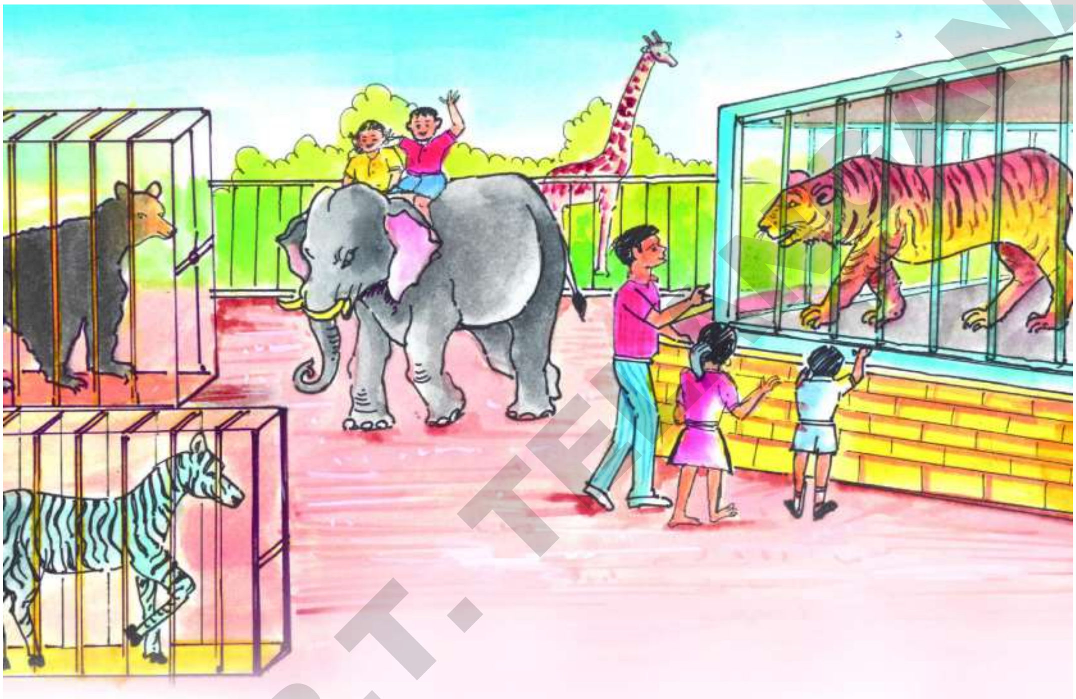

☆ ان سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. اس تصویر میں آپ کن حیوانات کو دیکھ رہے ہیں؟ نام بتایے۔
2. کیا آپ کے شہر میں چڑیا گھر ہے؟
3. آپ کبھی چڑیا گھر گئے ہیں؟
4. آپ نے وہاں پر کن کن پرندوں/ جانوروں کو دیکھا ہے؟ بتایئے۔

بچوں کے لیے ہدایات:

☆ سبق پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جو ''ح'' اور ''س'' سے شروع ہوتے ہیں؟

☆ سبق کی تصویر دیکھئے اور مواد کا تصور کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

نَبِيْلٌ يَسْكُنُ فِيْ لَكْنَاؤْ، وَهُوَلَمْ يُسَا فِرْقَطُّ إِلٰى دِلْهِي، وَهُوَ يَرْغَبُ فِي زِيَارَتِهَا. وَضَعَ بَرْنَامَجًا لِلسَّفَرِ وَوَصَلَ الٰى مَحَطَّةِ الْقِطَارِ مَعَ أَخِيْهِ الصَّغِيْرِ سَاجِدٍ. كَانَ الْقِطَارُ مَوْجُوْداً عَلَى الرَّصِيْفِ، فَوَقْتَ وُصُوْلِهِمَا إِلَى الْمَحَطَّةِ سَارَ الْقِطَارُ وَلَمّا يَرْكَبْ نَبِيْلٌ وَأَخُوْهُ، فَأَسْرَعَا إِلَيْهِ وَرَكِبَا.

عِنْدَ مَاوَصَلَا إِلٰى دِلْهِي قَالَ سَاجِدٌ: أَخِيْ الْكَرِيْمِ! أُرِيْدُ أَنْ اَزُوْرَ حَدِيْقَةَ الْحَيَوَانَاتِ. ذَهَبَ نَبِيْلٌ وَسَاجِدٌ مَعَ أَصْدَقَائِهِمَا إِلٰى حَدِيْقَةِ الْحَيَوَانَاتِ كَانَ هُنَاكَ عَدَدٌ كَبِيْرٌ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ وَ الطُّيُوْرِ الْمُخْتَلِفَةِ مِثْلَ الْأَسَدِ وَالنَّمِرِ وَالْقِرْدِ وَالْبَبْغَاءِ وَالطَّاؤُوسِ وَ الْحَمَامَةِ.

قَالَ نَبِيْلٌ لِسَاجِدٍ لَاتَقْرَبْ مِنَ الْأَسَدِ لِأَنَّهُ حَيَوَانٌ مُفْتَرِسٌ. قَالَ سَاجِدٌ: طَيِّبٌ، فَلْنَذْهَبْ إِلٰى قَفَصِ الطُّيُوْرِ. لَمْ يَزَلْ نَبِيْلٌ وَسَاجِدٌ مَعَ الْأَصْدِقَاءِ فِيْ حَدِيْقَةِ الْحَيَوَانَاتِ حَتَّى الْمَسَاءِ ثُمَّ رَجَعَ الْجَمِيْعُ إِلٰى بُيُوْتِهِمْ فَرِحِيْنَ وَ مَسْرُوْرِيْنَ.

۱. سنیے-بولیے

۱. اس سبق کا موضوع کیا ہے؟

۲. بتایئے کہ چیتے اور شیر کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں؟

۳. گھروں میں پائے جانے والے جانوروں اور پرندوں کے نام بتایئے۔

۴. اس سبق میں کس نے اپنے والد کے ساتھ لکھنو سے دہلی کا سفر کیا ہے؟ بتایئے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

II. روانی سے پڑھیے

ا. كَانَ الْقِطَارُ مَوْجُوداً عَلَى الرَّصِيفِ وَقْتَ وُصُولِهِمَا إِلٰى الْمَحَطَّةِ سَارَ الْقِطَارُ وَلَمَّا يَرْكَبْ نَبِيلٌ وَأَخُوهُ. فَأَسْرَعَا إِلَيْهِ وَرَكِبَا عِنْدَ مَا وَصَلاَ إِلٰى دِلْهِى.

۲. سبق میں ''لَمْ'' ''لائے نہی'' اور ''أَنْ، لَنْ'' کی شناخت کیجیے۔اور بتایئے کہ ان کا استعمال کتنی بار ہوا ہے۔

III. سوچیے اور لکھیے

ا. اپنے پسندیدہ دو پرندوں کے بارے میں دو جملے لکھیے۔

۲. مرتّب نے اس سبق کا نام ''حَدِيقَةُ الْحَيَوَانَاتُ'' کیوں رکھا؟

IV. لفظیات

(الف) حسب ذیل جانوروں کے ناموں کا ترجمہ اردو میں کیجیے۔

(۱) اَلْبَبْغَاءُ = ____________ (۲) اَلْحَمَامَةُ = ____________

(۳) اَلنَّمِرُ = ____________ (۴) اَلْأَسَدُ = ____________

(۵) اَلْبَقَرَةُ = ____________ (۶) اَلْكَلْبُ = ____________

(۷) اَلْجَامُوْسُ = ____________ (۸) الغَنَمُ = ____________

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

(ب) اردو میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) أَيْنَ يَسْكُنُ نَبِيلٌ؟ ______________________

(۲) اَلطُّيُور فِيْ حَدِيقَةِ الْحَيَوانَاتِ كَثِيرَةٌ. ______________________

(۳) لَمْ يَذْهَبْ حَامِدٌ. ______________________

(۴) لَا تَقُلْ كِذْباً. ______________________

(۵) لَنْ نَخْرُجَ مِنَ الْبَيْتِ. ______________________

(ج) عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) میں نے باغ عامہ میں مور نہیں دیکھا۔

____

(۲) میں نے ہاتھی کی آواز نہیں سنی۔

____

(۳) محنتی طالب علم ناکام نہیں ہوا۔

____

(۴) تم جانوروں پر رحم کرو۔

____

(۵) کسی کو جھڑکی نہ دو۔

____

(د) حسب ذیل الفاظ کی ضد لکھیے۔

(۱) نَهَارٌ × ____________ (۲) إِمْرَأَةٌ × ____________

(۳) وَلَدٌ × ____________ (۴) ثَمِينٌ × ____________

(۵) صَغِيرٌ × ____________ (۶) جَمِيلٌ × ____________

S.C.E.R.T. TELANGANA

۷. زبان شناسی

(الف) ذیل میں دیے گئے جملوں کو پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

(۱) لَاتَخرُجْ مِنَ الْبَيْتِ.
(۲) هُوَلَمْ يَزَلْ صائمًا.
(۳) أُرِيدُ اَنْ اَذْهَبَ.
(۴) لَنْ نَذْهَبَ إِلٰى السُّوقِ.
(۵) يُسعِدُنِي اَنْ اَكُونَ ضَيفًا.
(۶) لَمْ نَجِدْ قَلَماً.

حروف ناصبہ:

حروف ناصبہ یعنی نصب دینے والے حروف یہ فعل مضارع کے شروع میں داخل ہوتے ہیں اور مضارع کے آخر کو نصب دیتے ہیں۔

جیسے: لَنْ يَذْهَبَ وہ ہرگز نہیں جائے گا۔

☆ حروف ناصبہ فعل مضارع کے شروع میں آتے ہیں پانچ صیغوں کو زبر دیتے ہیں، سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرادیتے ہیں۔ اور دو صیغوں (جمع مونث) پر کچھ عمل نہیں کرتے۔ وہ اپنی حالت پر رہتے ہیں کیوں کہ وہ مبنی ہیں۔ جیسے : يَذْهَبْنَ سے لَنْ يَذْهَبْنَ اور تَذْهَبْنَ سے لَنْ تَذْهَبْنَ

أُرِيْدُ أَنْ أَذْهَبَ = میں چاہتا ہوں کہ جاؤں۔
نُرِيْدُ أَنْ نَأْكُلَ = ہم ارادہ کرتے ہیں کہ کھائیں۔
لَنْ يَذْهَبْنَ = وہ سب (عورتیں) ہرگز نہیں جائیں گی۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

مضارع منصوب کی گردان - اس گردان کو ذہن نشین کیجیے

غائب	لَنْ يَفْعَلَ	ہرگز نہیں کرے گا وہ ایک مرد	واحد مذکر
	لَنْ يَفْعَلَا	ہرگز نہیں کریں گے وہ دو مرد	تثنیہ مذکر
	لَنْ يَفْعَلُوا	ہرگز نہیں کریں گے وہ سب مرد	جمع مذکر
	لَنْ تَفْعَلَ	ہرگز نہیں کرے گی وہ ایک عورت	واحد مونث
	لَنْ تَفْعَلَا	ہرگز نہیں کریں گی وہ دو عورتیں	تثنیہ مونث
	لَنْ يَفْعَلْنَ	ہرگز نہیں کریں گی وہ سب عورتیں	جمع مونث
حاضر	لَنْ تَفْعَلَ	ہرگز نہیں کرے گا تو ایک مرد	واحد مذکر
	لَنْ تَفْعَلَا	ہرگز نہیں کرو گے تم دو مرد	تثنیہ مذکر
	لَنْ تَفْعَلُوا	ہرگز نہیں کرو گے تم سب مرد	جمع مذکر
	لَنْ تَفْعَلِي	ہرگز نہیں کرو گی تو ایک عورت	واحد مونث
	لَنْ تَفْعَلَا	ہرگز نہیں کرو گی تم دو عورتیں	تثنیہ مونث
	لَنْ تَفْعَلْنَ	ہرگز نہیں کرو گی تم سب عورتیں	جمع مونث
متکلم	لَنْ أَفْعَلَ	ہرگز نہیں کروں گا یا نہیں کروں گی (میں مرد یا عورت)	واحد
	لَنْ نَفْعَلَ	ہرگز نہیں کریں گے ہم سب مرد یا عورتیں	جمع

S.C.E.R.T. TELANGANA

حروف جازمہ:

یعنی جزم دینے والے حروف، یہ مضارع کے شروع میں آتے ہیں اور ان کے آخر کو جزم دیتے ہیں، ان کا عمل بارہ صیغوں پر یوں ہوتا ہے کہ یہ پانچ صیغوں کو سکون دیتے ہیں، سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرا دیتے ہیں باقی دو صیغوں پر یہ کچھ عمل نہیں کرتے جیسے: لَمْ یَفْعَلْ

غائب	واحد مذکر	اس ایک مرد نے نہیں کیا	لَمْ یَفْعَلْ
	تثنیہ مذکر	ان دو مردوں نے نہیں کیا	لَمْ یَفْعَلَا
	جمع مذکر	ان سب مردوں نے نہیں کیا	لَمْ یَفْعَلُوا
	واحد مونث	اس ایک عورت نے نہیں کیا	لَمْ تَفْعَلْ
	تثنیہ مونث	ان دو عورتوں نے نہیں کیا	لَمْ تَفْعَلَا
	جمع مونث	ان سب عورتوں نے نہیں کیا	لَمْ یَفْعَلْنَ
حاضر	واحد مذکر	تو ایک مرد نے نہیں کیا	لَمْ تَفْعَلْ
	تثنیہ مذکر	تم دو مردوں نے نہیں کیا	لَمْ تَفْعَلَا
	جمع مذکر	تم سب مردوں نے نہیں کیا	لَمْ تَفْعَلُوا
	واحد مونث	تو ایک عورت نے نہیں کیا	لَمْ تَفْعَلِی
	تثنیہ مونث	تم دو عورتوں نے نہیں کیا	لَمْ تَفْعَلَا
	جمع مونث	تم سب عورتوں نے نہیں کیا	لَمْ تَفْعَلْنَ
متکلم	واحد	میں نے نہیں کیا	لَمْ أَفْعَلْ
	جمع	ہم سب نے نہیں کیا	لَمْ نَفْعَلْ

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

3

مَدُرَسَتِیْ

☆ مندرجہ ذیل تصویر کو غور سے دیکھیے۔

☆ ان سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. بچو! جس تصویر کو آپ دیکھ رہے ہیں وہ کس چیز سے متعلق ہے؟
2. اس تصویر میں آپ کو کون سی چیزیں نظر آ رہی ہیں؟
3. اس تصویر میں جو عمارت ہے کیا یہ عمارت آپ کو پسند ہے؟
4. اس کی ترقی کے لیے آپ کیا کیا کوشش کریں گے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

بچوں کے لیے ہدایات

☆ سبق پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جو ''اسم فاعل'' اور ''اسم مفعول'' کے وزن پر ہوں؟

☆ سبق کی تصویر دیکھیے اور مواد کا تصور کیجیے۔

كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُطِيعاً لِوَالِدَيهِ ، نَاصِحاً لِإخْوَتِهِ، مُتعَاوِناً مَعَ زُمَلائِهِ ، مُخْلِصاً لِمُعَلِّمِيهِ، مُجْتَهِدًافِي دُرُوسِهِ، مُحَافِظاً عَلٰى نِظَامِ فَصْلِهِ عَادِلاً فِي مُعَامَلَتِهِ لِإخْوَانِه، وَلِذَاكَانَ اَهْلُهُ وَزُمَلائُه وَ مُعَلِّمُوْهُ يُحِبُّونَهُ.

وَبَعْدَ الفَرَاغِ مِنَ التَّعْلِيمِ فَتَحَ إِبْرَاهِيمُ مَدْرَسَةً فِي الْقَرْيَةِ فِيهَا أربَعَةُ فُصُولٍ لِتَعْلِيمِ الْكِبَارِ .

وَفِي الْمَدْرَسَةِ فِنَاءٌ كَبِيرٌ فِيهِ أَشْجَارٌ كَثِيرَةٌ ،وَفِي كُلِّ فَصْلٍ سَبُّورَةٌ سَوْدَاءُ وَخَمْسَةَ عَشَرَ كُرْسِياً وَطَاوِلَةً.

۱. سنیے-بولیے

۱. اس سبق کا نام کیا ہے؟

۲. مدرسہ میں کون سی چیزیں موجود ہیں؟

۳. طلبہ مدرسہ کس طرح آتے ہیں؟

۴. ابراہیم کے تھکان کی وجہ کیا ہے؟

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

II. روانی سے پڑھیے

1. سبق میں اسم فاعل، اسم مفعول کے نیچے خط کھینچیے۔
2. سبق میں کتنی مرتبہ اسم فاعل اور اسم مفعول آیا ہے؟ بتایئے۔

III. سوچیے اور لکھیے

ا۔ اس سبق کا نام ''مَدْرَسَتِیْ'' رکھنے کی کیا وجہ ہے؟
۲۔ اپنے پسندیدہ استاذ پر دو جملے لکھیے۔

IV. لفظیات

(الف) سبق میں پڑھے گئے مندرجہ ذیل عربی الفاظ کے معانی لکھیے۔

(۱) مَدْرَسَةٌ = ________ (۲) طَاوِلَةٌ = ________

(۳) مُجْتَهِدٌ = ________ (۴) فَصْلٌ = ________

(۵) قَرْيَةٌ = ________

(ب) اردو میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) اَلْأَشْجَارُ كَثِيرَةٌ. ________

(۲) اَلْأُسْتَاذُ عَادِلٌ. ________

(۳) اَلْمُهَنْدِسُ مَاهِرٌ. ________

(۴) اَلطَّبِيبُ حَاذِقٌ. ________

(۵) اَلْبُسْتَانُ وَاسِعٌ. ________

S.C.E.R.T. TELANGANA

(ج) عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) لڑکا ٹھہرا ہوا ہے۔ ________________

(۲) لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ ________________

(۳) ٹرین ٹھہری ہوئی ہے۔ ________________

(۴) دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ________________

(۵) کرسی ٹوٹی ہوئی ہے۔ ________________

(د) حسب ذیل الفاظ کی جمع لکھیے۔

(۱) عَالِمٌ + ________

(۲) مَظْلُوْمٌ + ________

(۳) مَفْتُوْحٌ + ________

(۴) نَاصِرٌ + ________

(۵) كَاتِبٌ + ________

V. زبان شناسی

☆ ذیل میں دیے گئے جملوں کو پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

(۱) اَلْمَكْتَبَةُ مَفْتُوحَةٌ.　　(۲) كُلُّ مَمْنُوعٍ مَرْغُوبٌ.

(۳) العَامِلُ مَحْفُوظٌ.　　(۴) اَلْجَامِعَةُ مَفْتُوحَةٌ.

(۵) اَلْبِنْتُ جَالِسَةٌ.　　(۶) اَلْاُسْتَاذُ وَاقِفٌ.

S.C.E.R.T. TELANGANA

(الف) اسم فاعل:

وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا ہے کہ وہ اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس کے ساتھ یہ فعل عارضی طور پر قائم یا جس پر صادر ہو جیسے: ضَارِبٌ (مارنے والا ایک مرد)

(ب) اسم مفعول:

وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا ہے اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہو جیسے مَضْرُوْبٌ (مارا گیا) (کنز النحو)

☆ درج ذیل جدول میں اسم فاعل اور اسم مفعول کی نشاندہی کیجیے۔

نشان سلسلہ		اسم فاعل	اسم مفعول
1	ضَارِبٌ		
2	مَفْتُوْحٌ		
3	مَوْجُوْدٌ		
4	فَاتِحٌ		
5	كَاتِبٌ		
6	مَنْصُوْرٌ		
7	مَوْضُوْعٌ		
8	نَاصِرٌ		
9	مَكْتُوْبٌ		
10	دَاخِلٌ		

S.C.E.R.T. TELANGANA

اسم فاعل کی گردان

ضَارِبٌ	مارنے والا ایک مرد	واحد	مذکر
ضَارِبَانِ	مارنے والے دو مرد	تثنیہ	
ضَارِبُوْنَ	مارنے والے سب مرد	جمع	
ضَارِبَةٌ	مارنے والی ایک عورت	واحد	مؤنث
ضَارِبَتَانِ	مارنے والی دو عورتیں	تثنیہ	
ضَارِبَاتٌ	مارنے والی سب عورتیں	جمع	

اسم مفعول کی گردان

مَضْرُوْبٌ	مارا ہوا ایک مرد	واحد	مذکر
مَضْرُوْبَانِ	مارے ہوئے دو مرد	تثنیہ	
مَضْرُوْبُوْنَ	مارے ہوئے سب مرد	جمع	
مَضْرُوْبَةٌ	ماری ہوئی ایک عورت	واحد	مؤنث
مَضْرُوْبَتَانِ	ماری ہوئیں دو عورتیں	تثنیہ	
مَضْرُوْبَاتٌ	ماری ہوئیں سب عورتیں	جمع	

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

(ب) درج ذیل جدول کے کلمات سے تثنیہ اور جمع کے صیغے بنائیے۔

نشان سلسلہ	اسم فاعل/مفعول	تثنیہ مذکر	تثنیہ مؤنث	جمع مذکر	جمع مؤنث
1	ضَارِبٌ				
2	مَفْتُوْحٌ				
3	مَوْجُوْدٌ				
4	فَاتِحٌ				
5	كَاتِبٌ				
6	مَوْقُوْعٌ				
7	مَوْضُوْعٌ				
8	نَاصِرٌ				
9	مَكْتُوْبٌ				
10	دَاخِلٌ				

اسم تفضیل: وہ اسم مشتق ہے جو فعل کے وزن پر ہو اور یہ بتائے کہ دو چیزیں کسی مخصوص صفت میں شریک ہیں اور ان میں سے ایک ہیں وہ صفت دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ جیسے أَكْبَرُ (كَبِيْرٌ - أَكْبَرُ) أَصْغَرُ (صَغِيْرٌ - أَصْغَرُ) أَفْضَلُ (فَاضِلٌ - أَفْضَلُ) (ایضاح الصرف —حصہ اول)

اسم تفضیل کی گردان

أَفْضَلُ	زیادہ فضیلت والا ایک مرد	واحد	مذکر
أَفْضَلَانِ	زیادہ فضیلت والے دو مرد	تثنیہ	
أَفْضَلُوْنَ	زیادہ فضیلت والے سب مرد	جمع	
أَفَاضِلُ	زیادہ فضیلت والے سب مرد	جمع	

S.C.E.R.T. TELANGANA

فُضلی	زیادہ فضیلت والی ایک عورت	واحد	مؤنث
فُضلَیَانِ	زیادہ فضیلت والی دو عورتیں	تثنیہ	
فُضلَیَاتٌ	زیادہ فضیلت والی سب عورتیں	جمع	
فُضَلٌ	زیادہ فضیلت والی سب عورتیں	جمع	

اسم تفضیل تین طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

1. اسم تفضیل اضافت کے ساتھ جیسے خَالِدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ.
2. اسم تفضیل کا استعمال مِنْ سے جیسے خَالِدٌ أَفْضَلُ مِنْ شَاكِرٍ.
3. اسم تفضیل الف اور لام کے ساتھ، اس صورت میں اسم تفضیل کا اپنے موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ جیسے خَالِدٌ أَلْأَ فْضَلُ، خَالِدَانِ الْأَ فْضَلاَنِ، خَالِدُونَ الْأَفْضَلُونَ.

(الف) ذیل کے جملوں میں اسم تفضیل کے صیغوں کی نشاندہی کیجیے اور اس کا استعمال کس طرح کیا گیا ہے؟ بتایئے۔

1. دِلْهِي مَدِينَةٌ تَارِيخِيَّةٌ تَقَعُ عَلَى شَاطِيءِ نَهرِ جَامُوْنَا الَّذِی يُعَدُّمِنْ أَطْوَلِ الْأَنهَارِ الْهِندِيَّةِ.
2. دِلْهِي عَاصِمَةٌ لِلْهِنْدِ وَهِيَ أَكْبَرُ مِنْ مَدِينَةِ حَيْدَرَآبَاد وَ لَكِنَّهَا أَصْغَرُمِنْ مَدِينَةِ مُوْمَبَاى تُوْجَدُ فِيْ حَيْدَرَابَاد أَرْقَى الْجَامِعَاتِ وَالْمُسْتَشْفَيَاتِ. نَحو: اَلْجَامِعَةُ الْعُثْمَانِيَةُ (الْعَصْرِيَّةُ الْحَكُومِيَّةُ) الْجَامِعَةُ النِّظَامِيَّةُ (اَلْإِسْلَامِيَّةُ) مُسْتَشْفَى عُثْمَانِيَّة وَغَانْدِى الْحَكُومِيَّةُ وَغيرُ ذٰلِكَ.
3. حَيْدَرآبَاد مَلِيئَةٌ بِالْآثَارِ الْقَدِيمَةِ مِنْ أَشْهَرِهَا شَارْ مِينَارْ وَقَلْعَةُ غُولْكُنْدَةَ وَمَسْجِدُ مَكَّةَ الْجَامِعُ وَمُتْحَفُ سَالاَرْ جَنْغْ وَغيرُ ذٰلِكَ.

S.C.E.R.T TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 23-2022

4

كَيْفَ اَقْضِيْ يَوْمِيْ

☆ مندرجہ ذیل تصویر کو غور سے دیکھیے۔

☆ ان سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. صبح نیند سے کب بیدار ہونا چاہیے؟
2. نیند سے بیدار ہو کر کیا کرنا چاہیے؟
3. آپ صبح سے شام تک کیا کرتے ہیں؟
4. صبح سے شام تک ہمیں وقت کیسے گزارنا چاہیے؟

بچوں کے لیے ہدایات:

☆ سبق پڑھیے اور فعل مضارع کے نیچے خط کھینچیے۔

☆ سبق کی تصویر دیکھئے اور مواد کا تصور کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

أَنَامُ مُبَكِّرًا فِى اللَّيْلِ وَأقُومُ مُبَكِّرًا فِىْ الصَّبَاحِ، أَسْتَيْقِظُ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ وَذِكْرِهٖ، اَسْتَعِدُّ لِلصَّلاةِ ثُمَّ أَذْهَبُ مَعَ وَالِدِىْ إِلَى الْمَسْجِدِ وَالْمَسْجِدُ قَرِيبٌ مِنْ بَيْتِىْ، فَأَتَوَضَّأُ وَأُصَلِّىْ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَأَرْجِعُ إِلَى الْبَيْتِ وَأَتْلُوْ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ، ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَى الْبُسْتَانِ وَأَجْرِىْ، ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى الْبَيْتِ فَأَشْرَبُ اللَّبَنَ وَأَسْتَعِدُّ لِلذَّهَابِ إِلى الْمَدْرَسَةِ وَأُفْطِرُ إِذَا كَانَتْ أَيَّامُ الصَّيْفِ، وَأتَغَدَّى إِذاكانت أَيَّامُ الشِّتَاءِ، وَأَصِلُ إِلى الْمَدْرَسَةِ فِي الْمِيْعَادِ.

وَأَمْكُثُ فِى الْمَدْرَسَةِ سِتَّ سَاعَاتٍ، وَأَسْمَعُ الدُّرُوْسَ بِنَشَاطٍ وَّ رَغْبَةٍ، وَأَجْلِسُ بِأَدَبٍ وَّسَكِيْنَةٍ، حَتّٰى إِذَا انْتَهَى الْوَقْتُ وَضُرِبَ الْجَرَسُ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدْرَسَةِ وَرَجَعْتُ إِلَى الْبَيْتِ.

وَلاَ أَقْرَأُ بَعْدَ صَلاةِ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَفِىْ بَعْضِ الْأَيّامِ أَمْكُثُ فِى الْبَيْتِ، وَفِىْ بَعْضِ الْأَيَّامِ أَذْهَبُ إِلَى السُّوقِ وَأَشْتَرِىْ حَوَائِجَ الْبَيْتِ، وَفِىْ بَعْضِ الْأَيَّامِ أَخْرُجُ مَعَ أَبِىْ أَوْأَخِىْ إِلَىٰ بَعْضِ الْأَ قَارِبِ، أَوْ أَلْعَبُ مَعَ إِخْوَتِىْ وَأَصْدِقَائِىْ.

وَأَتَعَشَّى مَعَ وَالِدِىْ وَإِخْوَتِىْ وَأَحْفَظُ دُرُوْسِىْ، وَ أُطَالِعُ لِلْغَدِ وَأَسْتَعِدُّ لِلدَّرْسِ، وَأَكْتُبُ مَايَأْمُرُبِهِ الْمُعَلِّمُ وَأُصَلِّى الْعِشَاءَ وَأَقْرَأُ قَلِيْلاً ثُمَّ أَنَامُ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ وَذِكْرِهٖ.

تِلْكَ عَادَتِىْ كُلَّ يَوْمٍ لاَ أُخَالِفُهَا، وَأَقُوْمُ مُبَكِّرًا يَوْمَ الْعُطْلَةِ أَيْضاً، وَ أُصَلِّىْ مَعَ الْجَمَاعَةِ، أَتْلُو الْقُرْآنَ، وَأَقْضِى الْيَوْمَ فِىْ مُطَالَعَةِ كِتَابٍ وَّ مُحَادَثِهٖ مَّعَ أَبِىْ وَأُمِّىْ وإِخْوَتِىْ، وَفِىْ زِيَارَةِ قَرِيْبٍ أَوْ عِيَادَةِ مَرِيْضٍ، وَأَمْكُثُ أَحْيَانًا فِى الْبَيْتِ، وَأَخْرُجُ أَحْيَاناً إِلَى الْخَارِجِ. (القراة الراشدة)

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
SCERT TELANGANA

I. سنیے-بولیے

ا۔ اس سبق میں نیند سے بیدار ہونے والوں کے لیے کیا ہدایت دی گئی ہے؟
۲۔ عصر اور مغرب کی نماز کے دوران کیا کرنا چاہیے؟
۳۔ گھر کی اشیا کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں؟
۴۔ تعطیل کے دن کیا کرنا چاہیے؟

II. روانی سے پڑھیے

1. سبق کا دوسرا پیرا گراف پڑھیے اور اس میں مذکورہ کاموں کی نشاندہی کیجیے۔
2. سبق میں ماضی اور مضارع کے چند صیغوں کی شناخت کیجیے۔

III. سوچیے اور لکھیے

ا۔ دن اور رات کے کون سے لمحات آپ کو پسند ہیں؟ ان پر کوئی تین جملے لکھیے۔
۲۔ اس سبق کا نام "کَیْفَ اَقْضِي یَوْمِی" کیوں رکھا گیا ہے؟

IV. لفظیات

(الف) سبق میں پڑھے گئے عربی کے چھ الفاظ کے اردو میں معانی لکھیے۔

(۱) اَسْتَیْقِظُ = ________ (۲) اَللَّیْلُ = ________
(۳) نَشْکُرُ = ________ (۴) اَلْبَیْتُ = ________
(۵) اَلایَّامُ = ________ (۶) حَوَائِجُ = ________

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

(ب) اردو میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) هُوَ رَجُلٌ غَنِيٌّ. ______

(۲) بَابُ الْبَيْتِ وَاسِعٌ. ______

(۳) اِسْمُ الْكِتَابِ وَاضِحٌ. ______

(۴) مَاذَا كَتَبَ؟ ______

(۵) خَرَجْتُ اِلَى السُّوقِ. ______

(۶) ذَهَبَ حَامِدٌ إِلَى الْمَسْجِدِ. ______

(ج) عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) میں نے عربی زبان سیکھا۔ ______

(۲) ہم باغ عامہ گئے۔ ______

(۳) آج عید کا دن ہے۔ ______

(۴) میں آج مدرسہ گیا۔ ______

(۵) طالب علم نے سبق یاد کیا۔ ______

(د) حسب ذیل الفاظ کی جمع لکھیے۔

(۱) اَلْبَيْتُ + ______ (۲) اَلْيَوْمُ + ______

(۳) اَلسَّاعَةُ + ______ (۴) اَلْمَسْجِدُ + ______

(۵) أَخٌ + ______ (۶) دَرْسٌ + ______

(۷) كِتَابٌ + ______

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

۷. زبان شناسی

(الف) ذیل کے جملوں میں اسم، فعل اور حرف کی نشاندہی کیجیے۔

(۱) خَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ.
(۲) رَجَعْنَا إِلَى الْبَيْتِ الْقَدِيمِ.
(۳) ذَهَبَ إِلَى الْمَعْرَضِ.
(۴) جَلَسْنَا مَعَ الضُّيُوفِ الْكِرَامِ.
(۵) بُعِثَ مُوسٰى إِلَى فِرْعَوْنَ.
(۶) ذَهَبُوا إِلَى الْمَتْحَفِ.

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں حروف مشبہ بالفعل اور افعال ناقصہ کے عمل میں کیا فرق ہے بتائیے۔

(۱) كَانَ الرُّمَانُ طَازَجاً.
(۲) كَانَ السُّوقُ مَلِيئاً.
(۳) إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ.
(۴) إِنَّ الوَلَدَ مُجْتَهِدٌ.
(۵) إِنَّ الْكِتَابَ جَدِيدٌ.
(۶) إِنَّ الرَّجُلَ عَالِمٌ.

S.C.E.R.T. TELANGANA

حصہ "ب"

4

مُسَابَقَةٌ

☆ مندرجہ ذیل تصویر کو غور سے دیکھیے۔

☆ ان سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. اس تصویر میں آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟
2. آپ کو کون سے کھیل پسند ہیں؟
3. کیا آپ نے کبھی کسی مقابلے میں حصہ لیا ہے؟

بچوں کے لیے ہدایات

☆ سبق پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جو "ا" اور "ل" سے شروع ہوتے ہیں؟

☆ تصویر دیکھیے اور مواد کا تصور کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

كَـانَـتْ اَمْسِ مُسَابَقَةٌ فِي الْجَرْيِ في مَدْرسَتِيْ ، اَوَّلاً اخْتَارَ مُعلّمُ الرِّياضَةِ أربعةً وّ عِشْرِيـن طـالبـامِـنْ جـمَيـعِ الصُّفوفِ وَهُمْ أَقْرَانٌ وَّأَكْفاءٌ، وَأَوْ قَفَهُمْ فِي صفُوْفٍ صَفّاً خَلْفَ صَفٍّ ، وَفِيْ كُلِّ صَفٍّ ثَلاثَةٌ .

وَوَقَفَ الْأَسْتَاذُ بِجَانِبٍ مِنْ هذه الصُّفوفِ ،وقَدَّم صَفّاً فِيْهِ حمّادٌ وَّ اِبْرَاهِيْمُ وَسَعِيْدٌ وَهُـمْ أَقْـرَانٌ وَّأَكْـفَاءٌ وَّقَالَ: قُوْمُوْا فِيْ صَفٍّ وَّاحِدٍ وَعَلٰى خطٍ وَّاحِدٍ، وَلاَ يَتَقَدَّمْ مِنْكُمْ أَحَـدٌ، وَكَـانَ إِبْـرَاهِيْـمُ مُتَـقَدِّماً قَلِيلاً فَأَخَّرَهُ وَجعَلَهُ فِيْ الصَّفِّ وَقَالَ:أَنَاأَعُدُّ لَكُمْ فَإِذَا قُـلْـتُ: وَاحِدٌ فَسَوُّواالصَّفَّ. وَإِذاقُلْتُ: اِثْنَانْ ، فَاسْتَعِدُّواوَاجْمَعُوْا ثِيَابَكُمْ، وَإِذاقُلْتُ. ثَلاَثَةٌ فَـطِيْـرُوا وذَهَـبَ أَحَـدُالْـمُعَلّمِيْن إِلٰى آخِرِالْمَيْدَانِ وَوَضَع هُنالِكَ قَصَبَةً وَّقَالَ هَذِه هِيَ الْغَايَةُ.

وَقَـالَ الْأُسْتَـاذُ وَاحِـد، وَوَقَفَ قَـلِيْلاً ثُم قَالَ: اِثْنَان ، فَتَقَدَّمَ سَعِيْدٌ ، فَقَالَ الأُستاذُ،: تَـأَخَّـرْ يـاسَعِيْدُ وَأَنَاأَعُدُّ مَرَّةً ثانيةً، فَقَالَ : وَاحِدُ اِثْنَان ثَلاثَةُ فطَارَ الاُولاد لاَيَدْرِىْ أَحَدٌ مَّـنِ السَّـابِـق حَتّـى بَـرَّزَ حـمّاد وّهَتَفَ الاَولادُ باسمِهِ وقَالوا وَصَا حُوْا مرْحَىٰ مَرحَىٰ وكَـانَ هوالمُجَلِّي ولَحِقَهُ إِبرَاهِيْمُ فكَانَ هُوَ المُصَلِّي ، وَجاءَ دَوْرِى وَقُمْتُ فِي أقْرَانِىْ وأَكْـفَـائِـىْ وَعَـدَّ الْأُستَاذ:وَاحِدٌ،إِثنان، ثَلاثَةٌ وأَبْطَأتُ قَلِيْلاً عِنْدَ الجَرْيِ فَماقَدَرْت اَنْ أُسبِقَ وَأكُوْن الْمُجلَي وَوَصَلْنَا إلى الغَايَةِ وَكُنْت المُصَلّي.

وكَـانَ خَـالِـدٌ اَلْـمُجَلّي فَهَتَفَ الْأَوْلاَدُ باسمِهِ وَقَالوا مَرْحَىٰ مَرْحَىٰ وكان إِخوانِىْ يَـظُـنُـون أَنـى أَنَاالمُجَلّي، لأَنّى خَفِيْفٌ وَسَرِيعٌ وّاَجْرِىْ كُلَّ يومٍ، وتَأَسَّفْتُ أيضاًوَلَكِنَّىْ قُلْتُ فى نفسى سَأَسْبِقُ فِيْ المرَّةِ الثَّانِيَةِ عِنْدَ إِنْتِهَاءِ السَّنَةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

وَخَطَبَ الْأُسْتَاذُ فِيْ الْأَخِيْرِ وَقَالَ: إِنَّ النَّبِي صلى الله على وسلم كَانَ يُسَابِقُ وَكَانَ اَصْحَابُهُ يَتَسَابَقُوْنَ، وَيَنْبَغِيْ لِلْمُسلم أنْ يَكُوْنَ نَشِيْطاً خَفِيْفًا قَوِيًّا حَتَّى لايَعْجِزَ فِي الْجَهادِ.

I. سنیے-بولیے

۱. اس سبق میں کس کس نے مقابلے میں حصہ لیا ہے؟

۲. ورزش کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟

۳. دوڑ کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟

۴. اپنے پسندیدہ پانچ کھلاڑیوں کے نام بتائیے؟

۵. جس طرح دوڑ ایک مقابلہ ہے اسی طرح دیگر چار مقابلوں کے کوئی نام بتائیے۔

II. روانی سے پڑھیے

1. وَقَفَ الْأُسْتَاذُ بِجَانِبٍ مِنْ هٰذِهِ الصُّفُوْفِ، وَقَدَّمَ صَفَّافِيْهِ حَمَّادٌ وَ إِبْرَاهِيْمُ وَسَعِيْدٌ وَهُمْ أَقْرَانٌ وَّأَكْفَاءٌ وَقَالَ قُوْمُوْا فِيْ صَفٍّ وَّاحِدٍ وَعَلٰى خَطٍّ وَاحِدٍ، وَلَا يَتَقَدَّمُ مِنْكُمْ اَحَدٌ.

2. سبق میں ''اسم''، ''فعل'' اور ''حرف'' کی شناخت کیجیے اور ان کا کتنی مرتبہ استعمال ہوا ہے بتائیے۔

III. سوچیے اور لکھیے

۱. اپنے پسندیدہ کوئی دو کھیلوں پر دو جملے لکھیے؟

۲. اس سبق کا نام ''مسابقة'' کیوں رکھا گیا؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

S.C.E.R.T. TELANGANA

IV. لفظیات

(الف) سبق میں پڑھے گئے عربی کے پانچ الفاظ کے اردو میں معانی لکھیے۔

(۱) مصلِّی = __________ (۲) مُجَلِّی = __________

(۳) سَرِیْعٌ = __________ (۴) خَفِیْفٌ = __________

(۵) خَطٌّ = __________

(ب) اردو میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) مَنْ سَكَتَ سَلِمَ. __________________________

(۲) الزَّهْرُ عَلَى الشَّجَرِ. __________________________

(۳) دَخَلَ مُعَلِّمٌ فِي الصَّفِ. __________________________

(۴) خَاتَمُ اَلفِضَّةِ جَدِيْدٌ. __________________________

(۵) اَيْنَ الْمُدَرِّسُ الْجَدِيْدُ؟ __________________________

(ج) عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) گرما کا موسم سخت ہے۔

(۲) طالب علم محنتی ہے۔

(۳) میرے باغ میں سیب ہے۔

(۴) عربی مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

(۵) لڑکا فٹ بال کھیلا۔

(د) حسب ذیل الفاظ کی جمع لکھیے۔

(۱) طَالِبٌ + ________ (۲) مدرسةٌ + ________ (۳) أُسْتَاذٌ + ________

(۴) فَاكِهَةٌ + ________ (۵) مَرّةٌ + ________

S.C.E.R.T. TELANGANA

۷. زبان شناسی

(الف) ذیل کے جملوں میں ''فعل امر'' کی نشاندہی کیجیے۔

(۱) اِذْهَبْ إِلَى السُّوقِ.
(۲) تَشْرَبُ عَصِيرَ الرُّمَّان.
(۳) اِغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ.
(۴) اِفْتَحْ بَابَ المَسْجِدِ.
(۵) اِلْعَبُوا الكِرِيكِيتِ.
(۶) اِشْرَبِى العَصِيرَ.

(ب) اسم : وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی آپ بتائے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔

جیسے : رَجُلٌ (آدمی) وَلَدٌ (لڑکا) کتابٌ (کتاب)

فعل : وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی آپ بتائے اور اس میں کوئی زمانہ پایا جائے۔

جیسے : ضَرَبَ (اس نے مارا) يَضْرِبُ (وہ مارتا ہے یا مارے گا)

(ج) ذیل میں دیے گئے جملوں میں اسم و فعل کی نشاندہی کیجیے۔

جملے	اسم	فعل
يكتب رجلٌ		
جَاء القطَارُ		
نَامَ الضّيوف		
نَهَضَ اَلْوَلَدُ		
وَضَعَ حَامِدٌ		

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

اَلْکِتَابُ

5

☆ مندرجہ ذیل تصویر کو غور سے دیکھیے۔

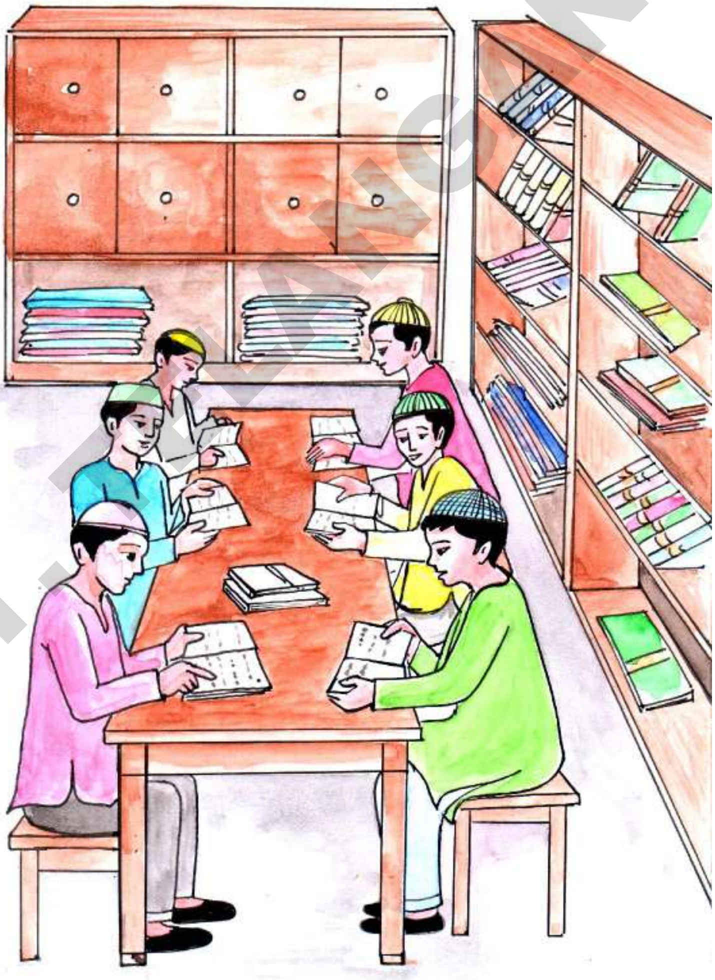

☆ ان سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. مندرجہ بالا تصویر کہاں کا منظر پیش کر رہی ہے؟
2. تصویر میں طلبہ کیا کر رہے ہیں؟
3. کتب بینی سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

بچوں کے لیے ہدایات:

☆ نظم پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جن کے معنی آپ نہ جانتے ہوں؟

☆ سبق کی تصویر دیکھیے اور مواد کا تصور کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

النَّظْمُ

يَـا كِتَـابِـىُ أَنْتَ عِنْدِىُ
رَوْضَةٌ فِيهَـا الثِّـمَـارُ
اَقْـطِفُ الْاَزْهَـارَ مِنْهَـا
بِـاعْتِـنَـاءٍ وَّاصْطِبَـارُ
وَاُمَـضِّـى الْـوَقْتَ فِيْهَـا
بَيْـنَ بَـحْـثٍ وَّاعْتِبَـارُ
اَنْـتَ بِـاللَّيْـلِ سَمِيْـرِىُ
وَصَـدِيْـقِـى بِـالنَّهَـارُ
يَـا كِتَـابِـىُ اَنْـتَ بَـابٌ
لِـلْـمَـعَـالِـىُ وَالْـفِـخَارُ

S.C.E.R.T. TELANGANA

۱. سنیے-بولیے

۱. اس نظم کا تعلق کس سے ہے؟
۲. شاعر نے کتاب کے کیا فوائد بتائے ہیں؟
۳. کتاب تنہائی کی بہترین ساتھی کیوں ہے؟
۴. آپ مطالعہ کس وقت کرتے ہیں؟
۵. نظم کو ترنم اور لحن سے پڑھیے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

11. روانی سے پڑھیے

(الف) نظم میں ''یائے متکلم'' والے الفاظ کی نشاندہی کیجیے۔

مثال: کتابی

1. .... 2. ....

3. ....

(ب)

(i) ذیل کے اشعار کا مطلب اپنے الفاظ میں بتایئے اور لکھیے۔

1. اَقْطِفُ الْاَزْهَارَ مِنْهَا
بِاعْتِنَاءٍ وَاصْطِبَار

---

2. أَنْتَ بِاللَّيْلِ سَمِيْرِىْ
وَصَدِيْقِىْ بِالنَّهَار

(ii) مندرجہ ذیل کے جوابات لکھیے۔

1. کتاب کو علم کا دروازہ کیوں کہتے ہیں؟
2. ''سمیری'' سے کیا مراد ہے؟
3. اچھی اور بری کتاب میں کیا فرق ہے؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

(ج) نظم میں موجود ہم آہنگ الفاظ کی نشاندہی کیجیے اور لکھیے۔

جیسے : ثِمَارُ.

1. ____________ ____________

2. ____________ ____________

3. ____________ ____________

4. ____________ ____________

III. سوچیے اور لکھیے

۱. شاعر نے نظم میں کتاب کا ذکر کیا ہے۔آپ اپنی پسندیدہ کتاب پر پانچ جملے لکھیے۔

۲. شاعر نے کتاب کو دوست کیوں کہا ہے؟

۳. مطالعہ کے فوائد بیان کیجیے۔

۴. نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

IV. لفظیات

(الف) ذیل میں دیے گئے الفاظ کی ضد نظم سے تلاش کیجیے اور لکھیے۔

(۱) نَهَارٌ = ____________ (۲) أَنَا = ____________

(۳) عَدُوٌّ = ____________ (۴) ذِلَّةٌ = ____________

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23

(ب) ذیل کے جملوں کو دیے گئے مناسب الفاظ کی مدد سے پر کیجیے۔

اَلطُّلّابُ   نَامَ   یَسْکُنُ   اَلتَّاجِرُ   جَدِیْدٌ

(۱) جَلَسَ ________ فِیْ الصَّفِّ.   (۲) بَاعَ ________ الثَّوْبَ.

(۳) ________ اَلرَّجُلُ عَلَی السَّرِیْرِ.   (۴) ________ حَامِدٌ فِیْ الْهِنْدِ.

(۵) اَلْکِتَابُ ________

V. زبان شناسی

(الف) ذیل میں دیے گئے الفاظ کی جمع لکھیے۔

(۱) بَابٌ + ________

(۲) وَقْتٌ + ________

(۳) لَیْلٌ + ________

(۴) زَهْرٌ + ________

(۵) کِتَابٌ + ________

(ب) ذیل کے جملوں میں فعل اور فاعل کی شناخت کیجیے اور جدول میں لکھیے۔

جملے	فعل	فاعل
سَمِعَ التَّلامِیْذُ.		
صَامَ الْأَوْلادُ.		
خَلَقَ اللّٰهُ.		
قَعَدَ حامِدٌ.		
نَصَرَ الْوَلَدُ.		

S.C.E.R.T. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23

اَلنَّجُمُ

حصہ "ب" 5

☆ مندرجہ ذیل تصویر کو غور سے دیکھیے۔

☆ ان سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. مندرجہ بالا تصویر کس وقت کا منظر پیش کر رہی ہے؟
2. رات میں آسمان پر کیا دکھائی دیتے ہیں؟
3. رات میں چمکتے ستارے کیسے لگتے ہیں؟

بچوں کے لیے ہدایات:

☆ سبق پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جن کے معانی آپ نہ جانتے ہوں۔

☆ خط کشیدہ الفاظ کے معنی فرہنگ، دوستوں یا اساتذہ سے معلوم کیجیے۔

☆ سبق کی تصویر دیکھیے اور مواد کا تصور کیجیے اور ان کے بارے میں بتائیے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2022-23
S.C.E.R.T. TELANGANA

اَلنَّجْمُ

أيُّهَا النَّجْمُ الصَّغِيْرُ　　أَنْتَ فِیْ الدُّنیا مُنِیْرُ
أَنْتَ عَالٍ فِيِ الْفَضَاءِ　　وَجَمِیْلٌ فِی السَّمَاءِ
فِیْ ظَلاَمِ اللّیْلِ تَظْهَرُ　　وَتُرِیْنَا النُّوْرَ یَبْهَرُ
أنْتَ لِلْمَلَّاحِ هَادِیْ　　وَدَلِیْلٌ فِی الْبَوَادِیْ
سَرَّنِیْ مِنْکَ الضِّیَاءُ　　بِبَرِیْقٍ وَ صَفَاءِ
بِکَ إعْجَابِی کِبَیْرٌ　　أَیُّهَا النَّجْمُ الصَّغِیْرُ

۱. سنیے-بولیے

۱. یہ نظم کس کے بارے میں ہے؟
۲. نظم کو ترنم ولحن سے پڑھیے۔
۳. نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

S.C.E.R.T. TELANGANA

II. روانی سے پڑھیے

1. نظم پڑھیے۔ نظم میں موجود ''ر'' پر ختم ہونے والے الفاظ کی نشاندہی کیجیے۔

2. نظم کا وہ بند پڑھیے جس میں شاعر نے تارے کو 'ہادی' کہا ہے؟

(ب) ذیل کے مصرعوں کو نظم کے لحاظ سے ترتیب دے کر لکھیے۔

فِيْ ظَلاَمِ اللّيْلِ تَظْهَرُ	وَجَمِيْلٌ فِى السَّمَاءِ
سَرَّنِيْ مِنْكَ الضِّيَاءُ	وَدَلِيْلٌ فِى الْبَوَادِيْ
أَنْتَ لِلْمَلَّاحِ هَادِيْ	بِبَرِيْقٍ وَ صَفَاءٍ
أَنْتَ عَالٍ فِي الْفَضَاءِ	وَتُرِيْنَا النُّوْرَ يَبْهَرُ

III. سوچیے اور لکھیے

☆ اگر تاروں کو چھو سکتے تو آپ کیا محسوس کرتے؟

☆ تاروں کی خوبصورتی اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

☆ رات میں چمکتے ہوئے تاروں کی تصویر بنا کر دو جملے لکھیے۔

IV. لفظیات

(الف) ذیل میں موجود الفاظ کی ضد نظم سے تلاش کیجیے اور لکھیے۔

(۱) صَغِيْرٌ × ________ (۲) قَبِيْحٌ × ________ (۳) اَللَّيْلُ × ________

(۴) ظَلاَمٌ × ________ (۵) اَلْاَرْضُ × ________

S.C.E.R.T. TELANGANA

(ب) ذیل کے جملوں کو دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کیجیے۔

فَتَحَ اَلإِنسانَ اَلتَّلامِیْذُ اَلدَّرسُ اُنْظُرُ

(۱) ____________ إِلَی صُوْرَةِ الْبِنْتِ

(۲) ____________ البَابَ

(۳) ____________ دَخَلُوا فِی الصّف

(۴) سَمِعْنَا ____________ اَلْجَدِیْدَ

(۵) خَلَقَ اللّٰهُ ____________

SCERT. TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔2022-23